بدنظری سے بچنے کے طریقے

غیر محرم عورتوں اور حسین لڑکوں کو دیکھنے کے دینی و دنیاوی نقصانات
اور اس گناہِ کبیرہ سے بچنے کے بارے میں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے مجموعۂ ملفوظات ارشاداتِ دردِ دل
سے اہم مضامین کا انتخاب

بدنظری سے بچنے کے طریقے

(سفرنامہ ساؤتھ افریقہ ''ارشاداتِ دردِدل'' سے جمع کئے گئے اہم مضامین)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

اس لیے دومشورے دیتا ہوں اور یہ مشورہ بمنزلہ حکم کے ہے ان لوگوں کے لیے جو مجھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۱) نظر کی حفاظت، کتنا ہی حسین ہو، معلوم ہو کہ حسن میں اوّل آنے والی آج Lenasia کی سڑکوں سے گذرے گی تب بھی اس کو بالکل نہ دیکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ سارے عالم کے بادشاہ ہیں، بادشاہوں کے بادشاہ ہیں، ان کا حکم ہے کہ کسی نامحرم یا کسی امرد کو مت دیکھو تو آنکھوں کی حفاظت سے سرحد کی حفاظت ہوگئی۔ اور (۲) دل کی حفاظت، دل میں گندے خیالات مت پکاؤ، اس سے دارالخلافہ کی حفاظت ہوگئی۔ کسی ملک کی حفاظت سرحد اور دارالخلافہ کی حفاظت پر موقوف ہے، اگر یہ دونوں محفوظ ہیں تو مجال نہیں ہے کہ اس ملک پر دشمن کا قبضہ ہوجائے تو اسلام و ایمان و احسان کا ملک جو آپ کے قلب میں ہے اس کی حفاظت آنکھوں کی حفاظت اور دل کی حفاظت پر ہے۔ اگر یہ دو حفاظت نہ کی جو میں کہہ رہا ہوں تو واللہ کوئی ولی نہیں ہوسکتا۔ یہ دو کام جو کرلے تو دوسرے برے کام خود بخود چھوٹ جائیں گے کیونکہ جو بھینس اٹھالے گا وہ بکری بھی اٹھالے گا۔ دوسرے تمام کام ان کے مقابلے میں بالکل آسان ہیں، نماز، روزہ، ذکر و تلاوت، حج، زکوٰۃ مثبت کام تو آج کل لوگ خوب کرلیتے ہیں لیکن منفی کام ان سے نہیں ہوتا حالانکہ منفی کام کے معنی ہیں کہ کام نہیں کرنا ہے اور کام نہ کرنا آسان ہے پھر بھی لوگ نہ کرنے والے کام کرکے مشکل میں پڑتے ہیں حالانکہ گناہ کے کام نہ کرو اور آرام سے رہو۔ ہمارے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ گناہ چھوڑنا تو بہت آسان ہے کیونکہ ہر گناہ کا نام منکر ہے اور منکر اجنبی کو کہتے ہیں اور اجنبی سے کسی کو اطمینان نہیں ہوتا۔ اگر کسی مالدار کے پاس کوئی اجنبی آکر بیٹھ جائے تو شبہ کرتا ہے کہ کہیں یہ جیب کترا نہ ہو۔ لہٰذا اجنبی سے لوگ خود کو بچاتے ہیں اور اس کو بھگاتے ہیں لہٰذا گناہ بھی اجنبی ہے، اس کو کیوں نہیں بھگاتے، اس کو

بھگانا کچھ مشکل نہیں۔ اور کام کچھ نہیں کرنا، کام نہ کرو اور مزدوری لے لو، اللہ کے سوا کون ایسا کریم ہے کہ کام نہ کرکے مزدوری دے اور بڑی بڑھیا مزدوری دے یعنی حلاوتِ ایمانی۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ خود خوں بہا ہیں، خونِ تمنائے حرام کے خوں بہا میں اللہ تعالیٰ اپنے کو پیش کرتے ہیں۔ثواب کی لالچ نہیں دی کہ ثواب دیں گے، نہیں ہم خود تمہیں مل جائیں گے، خود اپنی ذات تمہیں دے دیں گے، تمہاری تمناؤں کے خون کا خوں بہا میں ہوں۔تم اپنے خونِ تمنا کی قیمت تو پہچانو کہ اس خون کے بدلہ میں ہم نے اپنی ذات کو رکھا ہے، تم ناجائز تمناؤں کا خون کرو تو ہم اپنی ذات تم کو پیش کردیں گے۔حلاوتِ ایمان کس چیز کا نام ہے منجملہ اس کے معنی یہی ہیں۔

بس ہماری بہت ضروری گفتگو ہے۔ اگر اس معاملہ میں ہمت سے کام نہ لیا تو پوری زندگی ناقص رہوگے، ناقص رہوگے، ہرگز کمالِ ایمان، اولیاءِ صدیقین کا ایمان نہیں ملے گا اور ایک تعریف اس ادنیٰ غلام نے کی ہے۔ اولیاء صدیقین کا درجہ نبیین کے بعد ہے۔ قرآن پاک میں ہے مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ اور وَ الشُّهَدَآءِ ان کے بعد ہے جو اگرچہ جان بھی دیتے ہیں لیکن صدیقین سے پیچھے ہیں کیونکہ صدیق زندہ شہید ہوتا ہے ؎

کسی کے زندہ شہید ہیں ہم، نہیں یہ حسرت کہ سر نہیں ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے بسا زندہ شہیدے معتمد

بہت سے لوگ شہید ہیں اور زندہ بھی ہیں اور یہ شہادت ان کی معتبر بھی ہے، جسم سے تو خون نہیں بہا لیکن اندر اندر دل کا خون ہوگیا اس لیے یہ زندگی ہی میں شہید ہیں۔

بس تصوف نام عمل کا ہے، باتوں کا نام نہیں ہے، نہ باتوں کو نوٹ کرنا، نہ

یاد کر لینا، نہ نقلِ ملفوظاتِ تصوف کا نام ہے۔ بزرگوں کی باتوں کو نقل کر دینا کافی نہیں ہے، بزرگوں کی باتوں پر عمل کرنا چاہیے، عمل کرنے سے کام بنے گا ؎

قدم بایدت در طریقت نہ دم

سلوک اور طریق میں قدم کی ضرورت ہے، باتیں بنانے سے، دم مارنے سے کام نہیں بنتا، بس یہ راستہ بہت آسان ہے ؎

جو آسان کرلو تو ہے عشق آساں

جو دشوار کرلو تو دشواریاں ہیں

اچھا ہم یہ پوچھتے ہیں کہ حسینوں کو دیکھنے سے کیا ملتا ہے؟ بتائیے بے چینی، پریشانی، تڑپنا، للچانا اور ناشکری کہ اے کاش یہ ہمیں ملی ہوتی، یہ ہمیں کیوں نہیں ملی، بتائیے یہ اللہ کی ناشکری ہے یا نہیں؟ اور پانچ سال کے بعد حکومتیں بھی بدل جاتی ہیں، حسینوں کی حکومت پانچ سال بعد دیکھئے تو حکومت بدلی ہوئی ملے گی اور زندگی ہی میں بڑھاپا آجاتا ہے تو شکل بگڑ جاتی ہے ؎

میر کا معشوق جب بڈھا ہوا

بھاگ نکلے میر بڈھے حسن سے

کوئی بڈھے معشوق کو پسند کرتا ہے؟ ہندو، عیسائی اور یہودی بھی پسند نہیں کرتے لہٰذا اگر آپ نے بڑھاپے میں حسینوں سے نظر کو پھیرا تو کیا پھیرا؟ عالمِ شباب میں نظر بچانا کمال ہے اور یہ مومنِ کامل یعنی اللہ کے دوستوں کا کام ہے، کسی کافر و فاسق کا نصیبہ نہیں اور جب خوب طاقت جوانی کی ہو اس وقت اللہ پر فدا ہو جاؤ بتائیے جوان بکرے کی قربانی زیادہ ثواب ہے یا بڈھے بکرے کی۔ اللہ تعالیٰ مردہ قبول نہیں کرتا۔ مردہ اگر کہے کہ میں نے سب گناہ چھوڑ دیئے تو کیا وہ متقی ہو جائے گا؟ کیونکہ اس نے گناہ چھوڑے نہیں ہیں، گناہ اس سے مجبوراً چھوٹ گئے ہیں اور متقی وہ ہوتا ہے جو اپنے اختیار سے گناہوں کو

چھوڑتا ہے، تقویٰ نام ہے:

كَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰى

(فتح الباری، کتاب الرقاق، باب من جاھد نفسه فی طاعة الله)

یعنی گناہوں کے تقاضوں کے باجود گناہ نہ کرنا، اس کا نام تقویٰ ہے۔

بس ایک سبق آج دے دیا اس کو نوٹ کرلو، یاد کرلو۔ اگر اولیاء صدیقین کا مقام حاصل کرنا ہے تو ان دو چیزوں پر عمل کرو بقیہ چیزیں اللہ کے فضل سے آسان ہوجائیں گی۔ (صفحہ ۲۵۔۲۸)



نظر کی حفاظت کرو اور دل کی حفاظت کرو۔ دشمن دو طرف سے حملہ کرتا ہے، بارڈر سے یا کیپٹل پر۔ نظر کی حفاظت بارڈر یعنی سرحد کی حفاظت ہے اور دل کی حفاظت کیپٹل اور دارالخلافہ کی حفاظت ہے۔ یہ دونوں حفاظت کرلیجئے تو آپ کا ملکِ ایمان، ملکِ اسلام اور ملکِ احسان سب محفوظ رہے گا۔

چہرہ ترجمانِ دل ہے

ارشاد فرمایا کہ دیکھو اللہ کے لیے اپنے چہروں کو ذلیل نہ کرو کیونکہ چہرہ ترجمانِ دل ہے۔ دل میں جو چیز ہوگی چہرہ اسی کا ترجمان ہوگا۔ یہ عجیب بات شاید مجھ ہی سے سنو گے، کتابوں میں نہیں پاؤ گے۔ اگر دل میں کسی لڑکے کا عشق ہے تو چہرہ مقامِ گو کا ترجمان ہوگا اور اس پر گندگی کے اثرات ہوں گے اور اگر دل میں کسی عورت کا ناجائز عشق ہے تو چہرہ لعنتی مقام کی ترجمانی کرے گا۔ دل میں جو ہوتا ہے اس کا عکس چہرہ پر آجاتا ہے۔ اس لیے اگر دل میں اللہ ہے تو چہرہ اللہ کی ترجمانی کرے گا لہٰذا دل کو صاف رکھنے کا، اللہ والا رکھنے کا انتظام کرو تاکہ ہمارا چہرہ اللہ کی ترجمانی کرے۔ اسی لیے اللہ والوں کا چہرہ دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

اِذَا رُأُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ

(تفسیر روح المعانی، سورۃ یونس، آیت:۳)

جب ان کو دیکھا جاتا ہے تو اللہ یاد آجاتا ہے کیونکہ ان کے دل میں اللہ ہے اس لیے چہرہ اللہ کا ترجمان ہے اور انگریزوں کی کھال کتنی گوری ہے لیکن چہرہ پر کیسی بے رونقی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ پر دھواں اُڑ رہا ہے۔ اگر دل میں کفر ہے تو چہرہ ترجمانِ کفر ہوگا، اگر دل میں فسق ہے تو چہرہ ترجمانِ فسق ہوگا، دل میں اگر مُردوں کا عشق ہے تو چہرہ ترجمانِ مُردگاں ہوگا۔ اہلِ دل، اہلِ نظر اور اہلِ روشن ضمیر بتادیتے ہیں کہ اس کے چہرہ سے بدمعاشی ٹپک رہی ہے چاہے وہ کتنا ہی چھپائے اور صابن سے منہ دھولے لیکن صابن سے دھونے سے چہرہ نہیں بدلتا کیونکہ دل میں جو چیز ہوگی چہرہ پر آجائے گی اس لیے عشقِ مجازی خواہ عورتوں کا ہو یا لڑکوں کا اس کا حاصل کیا ہے؟ گناہ کے گندے مقامات ہیں۔ عشقِ مجاز کی آخری منزل گناہ پر ختم ہوتی ہے۔ میرا شعر ہے ؎

عشق بتاں کی منزلیں، ختم ہیں سب گناہ پر
جس کی ہو ابتدا غلط، کیسے صحیح ہو انتہا

بدنظری عشق مجازی کی ابتدا ہے جو حرام ہے۔ پس جس فعل کی ابتداء ہی غلط ہو اس کی انتہا کیسے صحیح ہوگی؟ اس لیے اگر اللہ کو لینا ہے تو اس کی کوشش کرو اور اس کوشش میں جان کی بازی لگادو کہ دل میں کوئی غیر نہ آجائے ؎

نہ کوئی غیر آجائے، نہ کوئی راہ پا جائے
حریمِ دل کا احمدؔ اپنے، ہر دم پاسباں رہنا

غیر اللہ کی نفی کے بعد اللہ ہی اللہ ہے، جب دل میں غیر اللہ نہیں تو اللہ ہی اللہ ہوگا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسئلہ بتایا ہے کہ کسی شخص نے نماز پڑھی اور اللہ کے لیے نیت نہیں کی یعنی کوئی عمل کیا لیکن اللہ کی رضا کی نیت

نہیں کی لیکن اس کی نیت غیر اللہ کے لیے بھی نہیں تھی تو حضرت فرماتے ہیں کہ یہ عمل اللہ ہی کے لیے ہے، کیونکہ جب غیر اللہ نہ ہو تو سمجھ لو اللہ ہی اللہ ہے۔ اس عالمِ کون وفساد میں دو چیزیں ہیں، جیسے اب اس وقت اللہ ہی اللہ ہے۔ آسمان دیکھو تو اللہ، زمین دیکھو تو اللہ، پانی دیکھو تو اللہ، درختوں کو دیکھو تو اللہ۔ ہر طرف اللہ ہے۔ یہ منظر کتنا پیارا ہے، درخت ہیں، جھیل ہے، آسمان ہے، ہر ذرہ سے اللہ کی آواز آ رہی ہے۔ بس غیر اللہ نہ ہو تو سارے عالم میں اللہ ہی اللہ نظر آئے گا۔ اے اللہ! غیر اللہ کی محبت سے ہم کو پاک کر دے۔ بہت بدنصیب، بدقسمت ہے وہ جو کسی مردار پر عاشق رہے کیونکہ آخر میں ۸۰ برس کی عمر میں یہ عشق باقی نہیں رہے گا۔ جس شخص کی نظر حال پر ہو انجام پر نہ ہو یہ شخص بین الاقوامی بے وقوف اور اُلو ہے کیونکہ عقل کی بین الاقوامی تعریف انجام بینی ہے۔ جس کی نظر انجام پر ہو وہ عقلمند ہے۔ عقل کی بین الاقوامی تعریف کے مطابق مرنے والوں پر عاشق ہونے والے سب اُلّو ہیں۔ جانتے ہیں کہ ہم اُلّو پنا کر رہے ہیں مگر پھر بھی الو پنا کرتے ہیں، جانتے ہیں کہ نامحرم عورتوں کو دیکھنا برا کام ہے، لڑکوں کو دیکھنا برا کام ہے لیکن گدھے، الو اور بندر کی طرح انجام سے غافل ہو کر دیکھتے ہیں۔ بتائیے اس وقت عقل رہتی ہے؟ کیوں بدنظری کرتے ہو کہ اللہ کی لعنت برسے:

لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ

(المشکوٰۃ، کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبۃ)

بدنظری کرنے والے پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بددعا ہے کہ اے اللہ! ناظر اور منظور پر لعنت برسا اور لعنت ضد ہے رحمت کی۔ جب بدنظری کی تو اللہ کی رحمت ہٹی اور جب اللہ کی رحمت ہٹی تو اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کا سایہ ہٹا۔ اب یہ نفسِ اَمّارہ کی گود میں ہے اور نفسِ اَمّارہ سب سے بڑا دشمن ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا سب سے بڑا دشمن تمہارا نفس ہے جو

تمہارے پہلو میں ہے۔ پس جو دشمن کی گود میں ہوگا اس کو عزت ملے گی؟ اللہ کی ستّاری ہے، پردہ پوشی ہے، اگر انسان کے کرتوت پر اللہ کی ستاری کا پردہ نہ ہوتو اتنے جوتے پڑیں کہ سر پر ایک بال بھی نہ رہے۔

پس اگر چاہتے ہو کہ غیر اللہ سے پاک رہو تو اللہ سے محبت کرو اور اللہ والوں سے محبت کرو اور سب سے ضرورت کا تعلق شریعت کی اجازت کے مطابق رکھو مگر محبت کرو صرف اللہ سے اور اللہ والوں سے۔ (صفحہ ۳۷۔۴۰)



آنکھوں کا زِنا

اس کے بعد مولانا منصور الحق صاحب نے اپنا یہ شعر ترنم سے پڑھا ؎

نگاہوں کی چوری کو ہلکا سمجھتے، یوں ہی نورِ تقویٰ فنا کرتے رہتے
اگر شاہ اختر کی صحبت نہ ملتی تو ہم سب نظر کا زِنا کرتے رہتے

توحضرتِ والا نے فرمایا کہ یہ شعر بخاری شریف کی حدیث:

زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ

(صحیح بخاری، ج:۲، باب زِنا الجوارح دون الفرج)

کا پورا ترجمہ ہے، آنکھوں کا زِنا ہے نظر بازی۔ لوگ اس کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں کہ ارے صاحب نہ لیا نہ دیا صرف دیکھ لیا۔ اور مولوی لوگ خواہ مخواہ شور مچا رہے ہیں لیکن مولوی لوگ شور نہیں مچا رہے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو آنکھوں کا زِنا فرما رہے ہیں۔

مولانا منصور الحق صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بخاری شریف تو ہم نے بہت عرصہ پہلے پڑھی بھی تھی اور اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ پڑھائی بھی لیکن اس مضمونِ حدیث پر عمل ہمیں آپ کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ اس پر ہم

اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

قلبِ شکستہ کی عظیم الشان خدائی تعمیر

پھر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک مزہ اور ہے جو کم لوگ جانتے ہیں۔نظر بچانے پر اللہ تعالیٰ کے مبارک ہاتھوں سے تعمیر ملتی ہے۔دل ٹوٹتا ہے مگر جوان کی راہ میں اپنے دلوں کو توڑ کر چور کر دیتے ہیں ان کے ٹوٹے دلوں کی اللہ تعالیٰ تعمیر کرتے ہیں۔میرا شعر ہے ؎

ترے ہاتھ سے زیرِ تعمیر ہوں میں
مبارک مجھے میری ویرانیاں ہیں

دیکھئے! میں نے ویرانی کو مبارک باد پیش کی ہے، جو دل خدا کی راہ میں شکستہ، خستہ اور ٹوٹا ہوا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں کہ یہ میری راہ میں ٹوٹا ہے تو اس ٹوٹے ہوئے دل کو اپنی اُلفت دے کر اس پر اپنی اُلفت کی اَلفی لگاتے ہیں۔(الفی ٹوٹے ہوئے برتنوں کو جوڑنیوالے ایک لوشن (Lotion) کا نام ہے۔جامع) اے دنیا والو! میں اپنے دل کے ٹوٹنے پر افسوس نہیں کرتا ہوں کہ تم سمجھو کہ یہ مولوی بڑے گھاٹے میں ہیں۔تمہیں کیا خبر کہ ہم بہت نفع میں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے ہماری تعمیر ہو رہی ہے۔سرکاری خزانے سے ہماری تعمیر ہو رہی ہے۔دنیا میں زلزلہ آتا ہے تو دنیاوی حکومتیں سیمنٹ، بجری اور لوہے سے تعمیر کرتی ہیں لیکن ٹوٹے ہوئے دلوں کی تعمیر اللہ تعالیٰ حلاوتِ ایمانی سے کرتے ہیں، ایمان کی مٹھاس دیتے ہیں، خونِ تمنا کا خوں بہا اللہ تعالیٰ نے خود اپنی ذات کو رکھا ہے۔واللہ! یہ اجر اور یہ بشارت کسی چیز میں نہیں رکھی، ایسی لذت کسی چیز میں نہیں رکھی، دل مست ہو جاتا ہے، دل تو ٹوٹا مگر مست ہو گیا۔میرا شعر ہے ؎

رکھتا ہے مجھ کو مست خزانہ یہ قلب کا
ہوں اپنے دل میں دفن کچھ ارماں کیے ہوئے



۲۵ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۸ اپریل ۲۰۰۲ء دوشنبہ، فلوریڈا جھیل کے کنارے

حفاظتِ نظر کا عجیب علاج

آج بعد فجر حضرت والا صبح کی سیر کے لیے دوبارہ فلوریڈا جھیل کے کنارے تشریف لائے۔ تھوڑی دیر چہل قدمی کے بعد جھیل کے کنارے جہاں حضرت والا کے لیے آرام دہ کرسی پر گدے لگا دیے گئے تھے تشریف فرما ہوئے اور تمام احباب گھاس پر جہاں قالین بچھا دیے گئے تھے بیٹھ گئے۔ موسم میں خوشگوار خنکی تھی۔

ارشاد فرمایا کہ امریکہ جاتے ہوئے جرمنی کے فرنک فرٹ ائیر پورٹ پر ایک ٹیڈی بہت شوخ طرح طرح کے کرتب دکھاتی تھی۔ سامنے میز تک جاتی تھی پھر واپس آتی تھی پھر بلا مقصد جاتی تھی۔ ہمارے ایک دوست جو ساتھ تھے یہ دیکھ کر پاگل ہو گئے۔ مجھ سے کہنے لگے کہ یہ لڑکی تو مجھے پاگل کیے دے رہی ہے۔ میں نے کہا ٹیڈی اگر مل بھی جائے تو اس کے پاس کیا ہے ؎

آگے سے مُوت پیچھے سے گُو
اے میر جلدی سے کر آخ تھو

میں نے کہا اُدھر نہ دیکھو، اگر دیکھ کر پڑھو گے تو یہ شعر بے اثر ہو جائے گا کیونکہ دیکھنے سے لعنت برستی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بد دعا ہے:

لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ

(المشکوٰۃ، کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبۃ)

جب اُسے دیکھو گے تو لعنت میں گرفتار ہوجاؤ گے۔ پھر رحمت کیسے پاؤ گے؟ نظر بچانا سببِ رحمت ہے۔ جب کوئی نظر بچاتا ہے تو اس پر رحمت برستی ہے اور تم لعنتی کام کر کے امیدوارِ رحمت ہو؟ اُدھر مت دیکھو، جب نہ دیکھو گے تو لعنت کا برسنا رُک گیا۔ اب حصولِ رحمت کی ترکیب کرو، پھر یہ شعر پڑھو ؎

آگے سے مُوت پیچھے سے گُو
اے میر جلدی سے کر آخ تھو

بعض لوگ دیکھ کر پڑھتے ہیں ان کو کچھ فائدہ نہیں ملتا، جو دیکھے گا پھر اس کو گُو مُوت کہاں نظر آتا ہے۔ اگر ان حسینوں کے سوراخ میں مشک و زعفران ہوتا تو پھر بہت کم ولی اللہ ہوتے۔ جتنے فقیر ہیں سب پیالے لے کر کھڑے رہتے کہ میرے پیارے ذرا سا ایک لینڈ نکال دے، گھر میں آٹا نہیں ہے، بچے بھوکے مر رہے ہیں لیکن اللہ نے پرچہ آسان کر دیا۔ اس لذت کے مقام پر پیشاب اور پاخانے کا مرکز بھی متصل ہے تاکہ میرے عاشقوں کو نظر بچانا آسان ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان اور ان کی رحمت ہے کہ گُو اور مُوت کی وجہ سے بچنا آسان ہوگیا۔ اس کے باوجود جو دیکھتا ہے تو وہ خود ذمہ دار ہے اور اپنے لیے مشکل پیدا کر رہا ہے ؎

جو آسان کرلو تو ہے عشق آساں
جو دشوار کرلو تو دشواریاں ہیں

بدنظری سے راہِ سلوک نہایت دشوار ہوجاتی ہے کیونکہ لعنت کا مورد ہے۔ لعنتی آدمی کا راستہ آسان کے بجائے دشوار ہوگا، وہ کیسے اللہ تک پہنچے گا؟ بدنظری آنکھوں کا زِنا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ

(صحیح بخاری، ج:۲، باب زِنا الجوارح دون الفرج)

اور زِنا کر کے کوئی اللہ کا راستہ طے کرسکتا ہے؟ اللہ تک پہنچ سکتا ہے؟ آنکھوں کا زانی اللہ کا ولی ہوسکتا ہے؟ تو آنکھوں کے زِنا سے مکمل طور پر بچو۔ دانت پیس لو۔ گھر سے جب نکلو تو نفس سے کہو کہ خبردار! اگر حسینوں کو دیکھا تو گردن مروڑ دوں گا۔ دیکھیے آنکھوں پر جو اللہ نے پردہ دیا ہے یہ محتاجِ سوچ نہیں کہ پہلے سوچ دبائیں پھر پردہ گرے گا۔ آنکھوں کا پردہ آٹومیٹک ہے، خود آنکھوں پر گرا دیجیے۔ اللہ تعالیٰ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن ہیں۔ نگاہ بچانے کو آسان کردیا۔ اس کے بعد بھی کوئی دیکھے تو خدا کی آگ دیکھے گا۔ ان کے سوراخوں میں گندگی ہے پھر بھی لوگ ایمان ضائع کررہے ہیں۔ مشک وزعفران ہوتا تو ایمان بالکل ہی کھودیتے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو گندے اعمال میں مبتلا ہیں مگر تقدس مآبی دکھانے کے لیے کہتے ہیں کہ فلاں صوفی صاحب کیسی فحش بات کرتے ہیں، ایسی بات تہذیب کے خلاف ہے اور خود تہذیب کا پردہ چاک کرتے ہیں اور بدفعلی کرتے ہیں مگر دوسروں پر تقدس مآبی ظاہر کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ ہماری طبیعت شرمیلی ہے، ایسی گندی بات سن کر ہمیں تو بہت تکلیف ہوئی، ایسی بات بیان کرتے ہیں جس سے بہت شرم معلوم ہوتی ہے۔ بتائیے باتیں بنانا اور اس گندے فعل سے نفرت دِلانا برا ہے یا چھپ چھپ کر بدمعاشی کرنا؟

۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ مطابق ۹ اپریل ۲۰۰۲ء بروز منگل ۸ بجے صبح

بدنظری کا سب سے بڑا نقصان

آج صبح جھیل پہنچ کر سیر کے بعد مولانا منصور الحق صاحب سے اشعار سنانے کو فرمایا۔ مولانا نے اپنے اس شعر سے ابتدا کی ؎

بدنظری جو کرلیتا ہے روزانہ لِٹل بِٹ
وہ تاجِ ولایت کے لیے رہتا ہے اَن فِٹ

ارشاد فرمایا کہ دیکھوان کا شعر میرے وعظ کا خلاصہ ہے۔
وہ شخص اللہ کا ولی بننے سے محروم رہتا ہے جو بدنظری کرتا ہے، محض مردہ لاشوں کو دیکھنے سے اور بدنظری کر کے لذت کشید کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ولایت سے محروم رہتا ہے اور اسی حالت میں مرجاتا ہے۔ ساری زندگی بدنظری کے لعنتی گناہ میں مبتلا رہتا ہے اور چونکہ عادت پرانی ہوجاتی ہے تو غیر شعوری طور پر بدنظری کرتا ہے۔ بدنظری کرنے والا اسی حالت میں مرجاتا ہے، اسی لعنتی زندگی کے ساتھ اور اس کو پتہ بھی نہیں کہ میں اپنا کتنا بڑا نقصان کررہا ہوں، خود کو کتنا بڑا نقصان پہنچا رہا ہوں۔ اللہ کی دوستی سے محروم ہوجانا معمولی نقصان ہے؟ یہی کہتا ہوں کہ اگر اس کے نقصان کا استحضار ہوجائے تو ہر سانس، ہر سیکنڈ حفاظتِ نظر کی توفیق ہوجائے، ہر وقت چوکنا رہے کہ میرا نفس مجھے دھوکہ تو نہیں دے رہا ہے۔ نفس کا احتساب کرے کہ ادھر تو نے کیوں دیکھا، کیا اس کو دیکھنا ضروری تھا؟ سڑک پر موٹریں چل رہی ہیں تو موٹروں کے ڈرائیور کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ عورت چلا رہی ہے یا مرد۔ آپ ریسرچ آفیسر تو نہیں لگائے گئے ہیں کہ دیکھو عورت چلا رہی ہے یا مرد۔ آنکھ بند کر کے بیٹھے رہو، اللہ کا نام لو، اللہ کی یاد میں رہو مگر کیا کہیں جب خبیث لذت کی عادت ہوجاتی ہے تو غیر شعوری طور پر اس کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ میں کیا کررہا ہوں۔ جب کچھ دن شعوری زندگی گذار لے تب احساس بیدار رہتا ہے۔

حسنِ مجازی کی گندگی کا پوسٹ مارٹم

پھر مولانا منصور صاحب سے فرمایا کہ پڑھیے۔ مولانا نے یہ شعر پڑھا ؎

جو حسنِ مجازی سے کنارا نہیں کرتا
وہ عشقِ خدا کے لیے پاتا نہیں پَرمِٹ

حضرت والا نے فرمایا کہ کیا عمدہ شعر ہے، زبردست شعر ہے اور فرمایا کہ یہ زندگی ایک ہی دفعہ ملی ہے، اگر اس کو بدنظری اور حسنِ مجاز میں ضائع کردیا تو حسنِ مجاز کے پاس کیا ہے۔ اگر ان کی ریسرچ کیجیے تو پیٹ میں پاخانہ ہے، پیشاب ہے اور ریاح ہے یعنی بدبودار ہوا۔ یہ تین ملک ہیں ان حسینوں کے پاس۔ ان تینوں ملکوں کے علاوہ چوتھا ملک نہیں ہے اور پھر چند سال کے بعد وہی شکل ایسی بری ہوجاتی ہے، ایسی بدل جاتی ہے کہ اس کو دیکھ کر شرم آتی ہے کہ میں نے کہاں زندگی کو ضائع کیا۔ پانچ سال میں تو حکومتیں بدل جاتی ہیں۔ حسن کی حکومت بھی پانچ سال کے بعد بدل جاتی ہے۔

مولانا یونس پٹیل صاحب نے عرض کیا کہ ہم حضرت والا کے ارشادات سناتے رہتے ہیں تو ایک شخص نے کہا کہ بیوی کے پاس بھی تو یہی تین ملک ہیں؟ فرمایا کہ وہ حلال ہے اسی لیے حلال کو حلال کرتے ہیں اور جب تک بیوی نہیں ملی تھی تب تک صبر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ

(سورۃ الزمر، آیت:۳۶)

کاف نکرہ ہے، **تحت النفی** واقع ہوا ہے اس لیے فائدہ عموم کو دیتا ہے یعنی کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے؟ اس میں نصِ قطعی ہے کہ ہر چیز کے لیے اللہ کافی ہے، ہر ضرورت کے لیے کافی ہے، آخر بہت سے اولیاء اللہ نے شادی نہیں کی، مجبوری تھی، کمانے میں دل نہیں لگتا تھا۔ ان کا گذارا ہوا کہ نہیں؟

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص بدنظری کر کے سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آبیٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا حال ہے ایسی قوموں کا جو آنکھوں سے زِنا کرتے ہیں حالانکہ وہ ایک شخص مجرم تھا لیکن قوم سے خطاب کیا اور اس کے جرم کو تقسیم کردیا قوم کے اندر۔ یہ اللہ والوں کی ستاری ہے۔ اللہ تعالیٰ

کے پردۂ ستاریت کے اللہ والے مظہر ہوتے ہیں۔



اگر دل میں نور ہے تو قلب کی پمپنگ سے سارا جسم نورانی ہوگا اور اگر دل میں گندگی ہے، بدنظری سے مردوں کی محبت دل میں ہے تو سارا جسم مردار ہوجاتا ہے اور سارا جسم مردوں کی نشانی بن جاتا ہے۔ آدمی سمجھتا ہے کہ میں نے معمولی گناہ کرلیا حالانکہ جسم کے ایک ایک ذرّہ میں قلب کے قبض وبسط کے ذریعہ بدنگاہی کے ظلمات پھیل جاتے ہیں اور سارا جسم مردار کے گندے اثرات کا حامل ہوجاتا ہے۔ (صفحہ ۴۶۔۵۵)



آنکھوں پر دو خودکار (آٹومیٹک) پردے

ترجمہ کے بعد اِرشاد فرمایا کہ اب ایک کام بہت آسان ہے، اس کو پیش کرنا ہے، اس کے بعد تقریر ختم، بہت آسان پرچہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

(سورۃ غافر، آیت ۱۹)

بری نظر سے کسی لڑکی کو یا بے ریش لڑکے کو دیکھنا اور دل میں گندے خیالات پکانا خواہ ماضی کے گناہ کو یاد کرکے مزہ لینا یا کسی معشوق کو نہ پانا لیکن دل میں فیچر بنا کر اس سے مزہ لینا، یہ دل کی خیانت ہے اور دونوں گناہ ہیں، ایک آنکھوں کی چوری ہے اور دوسری دل کی خیانت ہے اور اکثر آنکھوں کی چوری ہی سبب ہوتی ہے دل کی خیانت کی اور اس کا پرچہ حل کرنا بہت آسان ہے اور کیوں آسان ہے؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کے اوپر دو پردے دیئے ہیں پلکوں کے، ان کو بند کرلو، بند کرنے کے لیے کہیں اُٹھ کر جانا

نہیں ہے، کوئی سوئچ نہیں دبانا ہے، اس میں آٹو میٹک سوئچ ہے، آنکھ کے اوپر خودکار پردہ لگا ہوا ہے، آٹو میٹک سوئچ والا۔ کوئی حسین شکل لڑکی یا لڑکے کی سامنے آگئی تو سوئچ دبانے کے لیے اٹھ کر جانا بھی نہیں ہے کہ جا کر دباؤ تو آنکھ بند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھ میں خود ہی صلاحیت رکھ دی کہ بیٹھے بیٹھے پردہ گرا دو اور آنکھ بند کرلو ؎

جب آ گئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

دل میں گندے خیالات بھی نہ لاؤ۔ جو ملک سلامت رہنا چاہتا ہے وہ باڈر کی حفاظت کرے اور کیپٹل کی حفاظت کرے۔ باڈر آنکھ ہے اور کیپٹل دل ہے، پس اگر آنکھ کا باڈر اور دل کا کیپٹل سلامت رہے گا تو ہمارا ملکِ ایمان، ملکِ اسلام اور ملکِ احسان محفوظ رہے گا اور اگر بدنگاہی کر لی تو سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی ہوئی قرآن شریف میں ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

(سورۃ نور، آیت:۳۰)

ہر نظر بچانا ضروری نہیں ہے من تبعیضیہ ہے، بعض نظر بچانا ہے، جب کوئی نامحرم کسی کی ماں، کسی کی بیٹی، کسی کی بہن یا حسین لڑکا سامنے آجائے تو آنکھ بند کرلو اور دل میں گندے خیالات کی کھچڑی نہ پکانا بھی اختیار میں ہے، نہ دال، نہ چاول اور کھچڑی پک رہی ہے اور یہ حکم اللہ تعالیٰ کا ایسا ہے کہ ہر شخص اس کے خلاف کرنے کو ناپسند کرتا ہے اِلّا بے حیا، بے غیرت لوگ، انگریزوں اور یہودیوں کا یہاں تذکرہ نہیں ہے، انگریزوں کی ماں، بہن کو کوئی دیکھے تو خوش ہوتے ہیں کہ ہماری ماں، بیٹی (Selected) ہو رہی ہے، لوگوں کی نظر میں جچ رہی ہے، لیکن جو شرافت رکھتے ہیں ان کی ماں، بیٹی کو دیکھو تو ان

کو سخت ناگوار ہوتا ہے۔ ایک صاحب نے کہا کہ ایک شخص میری لڑکی کو جو برقعہ میں تھی دیکھ رہا تھا میرا جی چاہتا تھا کہ بندوق ہو تو اس کو گولی مار دوں، ہر شریف انسان نہیں چاہتا کہ کوئی میری بیٹی کو، میری بیوی کو، میری ماں کو، میری بہن کو بری نظر سے دیکھے تو جو ہم لوگ چاہتے ہیں وہی تو اللہ نے عین ہماری فطرت کے مطابق حکم نازل کر دیا۔

روایت میں ہے ایک شخص نے جو جوان تھا کہا کہ مجھے زِنا کی اجازت دی جائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھو! اپنے پاس بٹھایا۔ آج کل کوئی مولوی بٹھائے گا ایسے شخص کو اپنے پاس۔ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلم و کرم تھا جو امت کے لیے سبق ہے کہ دعوۃ الی اللہ میں حکمت و تحمل کی ضرورت ہے، اس کے بعد فرمایا کہ تمہاری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری ماں سے کوئی زِنا کرنا چاہے تو تم اس کو اجازت دے دو گے؟ کہا کہ میں تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔ پھر فرمایا کہ تمہاری بہن زندہ ہے؟ کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا تمہاری بہن سے کوئی زِنا کی اجازت مانگے تو اجازت دے دو گے؟ کہا کہ اس کو بھی قتل کر دوں گا۔ ایسے ہی آپ نے پھوپھی، خالہ کا نام لے کر پوچھا۔ اس نے یہی کہا کہ میں برداشت نہیں کر سکتا پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ تم زِنا کی اجازت مانگتے ہو وہ بھی کسی کی ماں ہوگی، کسی کی خالہ ہوگی، کسی کی بیٹی ہوگی، کسی کی بہن ہوگی تو جو تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے تو دوسروں کے لیے کیوں پسند کرتے ہو؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس کے سینہ پر رکھ کر یہ دعا پڑھی:

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبَہٗ وَحَصِّنْ فَرْجَہٗ وَاغْفِرْ ذَنْبَہٗ

(مسند احمد، حدیث ابی اُمامہ، رقم الحدیث ۲۱۱۸۵)

اے اللہ! اس کے دل کو پاک کردے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما اور اس کے گناہ کو معاف فرما۔ صحابی کہتے ہیں کہ اس کے بعد زندگی بھر زِنا کا وسوسہ بھی نہیں آیا۔ (صفحہ ۹۰۔۹۲)



ارشاد فرمایا کہ جو لوگ بدنظری کرتے ہیں ان کا حافظہ کمزور ہوجاتا ہے۔ یہ ایک نقصان ہوا اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ دل بھی کمزور ہوجاتا ہے، اُس معشوق کو لینا چاہتا ہے، حسن کش کرتا ہے اور اللہ کا حکم مکش کرتا ہے تو کش مکش میں جو چیز ہوگی وہ کمزور نہ ہوگی؟ کش مکش میں دل رہے گا تو دل میں انجائنا نہ ہوگا؟ لکھنؤ کے مولانا سلمان صاحب، جو مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ دار ہیں کراچی آئے تھے، میں نے کہا ایک شعر سن لیجئے، شعر سن کر وہ بہت محظوظ ہوئے ؎

ایک سلمٰی چاہیے سلمان کو
دل نہ دینا چاہیے انجان کو

ورنہ انجائنا ہوجائے گا، انجان کو دل دو گے تو انجائنا ہوجائے گا، بدنظری سے اعصاب کمزور ہوجاتے ہیں، سارا جسم کمزور ہوجاتا ہے، ایک نہ ملنے والی چیز کو دیکھنا اور ہائے ہائے کرنا اعصاب کو توڑ دیتا ہے اور بدنظری سے ہائے ہائے ہی ملتی ہے کہ بھائی کیا بتائیں، ماں باپ نے معلوم نہیں کس نمبر کا چشمہ لگا کر میری بیوی کا انتخاب کیا تھا۔ یہ ہائے ہائے بھی ہوئی، ناشکری بھی ہوئی، ماں باپ سے بدگمانی ہوئی اور اگر نظر کی حفاظت کی جائے تو اپنی چٹنی روٹی بھی پلاؤ معلوم ہوگی۔ جو لوگ نظر کی حفاظت کرتے ہیں ان کو اپنی بیوی سے بہت محبت ہوتی ہے کیونکہ لے دے کے ایک ہی تو ہے اور کہاں جائیں گے اس لیے ان کا وہی پلاؤ قورمہ ہے بس نظر بچالینے میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اللہ کا ہر قانون ہمارے لیے سو فیصد مفید ہے۔

بس سارے عالم میں یہی مضمون ہے کہ آنکھوں کی حفاظت کرواور دل کی حفاظت کرو، میں سچ کہتا ہوں، میرا تجربہ ہے کہ جو یہ دو عمل کرلے ولی اللہ ہوجائے گا، کیسے؟ لوگ کہیں گے کہ چاہے روزہ نماز نہ کرے؟ ارے! جو آنکھ بچائے گا وہ نماز روزہ نہ کرے گا؟ جو بھینس اٹھالے گا وہ مرغی نہ اٹھالے گا؟ جو مشکل پرچہ حل کرلے گا وہ آسان پرچہ حل نہ کرے گا؟ جو دین کے مشکل احکام پر عمل کرے گا وہ آسان احکام پر عمل نہ کرے گا؟

تو اب تین باتیں ہیں، ایک قرآن کی نصِ قطعی ہے، قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ یہ تو قرآن کی آیت ہوگئی۔ لوگ کہتے ہیں نا کہ قرآن میں دِکھاؤ حالانکہ یہ کہنا سخت بے ادبی ہے۔ کیا ہر حکم قرآن مجید میں ہی ہونا ضروری ہے، کیا قرآن پاک میں نماز کا طریقہ ہے کہ کس طرح نماز پڑھو؟ روزہ، زکوٰۃ وحج کے مسائل قرآن پاک میں ہیں؟ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتائے اس لیے آپ کا فرمان اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

(سورۃ حشر، آیت:۷)

جو ہمارا رسول تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے روک دے اُس سے رُک جاؤ۔ لیکن بہر حال حفاظتِ نظر کا حکم تو قرآن پاک میں موجود ہے۔ دیکھ لو قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اور مِنْ تَبْعِیْضِیَه ہے یعنی ہر نظر بچانے کا حکم نہیں ہے بلکہ جو نظر حرام ہے اس کو بچاؤ، کسی کی ماں، بہن، بیٹی اور بہو کو نہ دیکھو۔

قرآن شریف کے بعد بخاری شریف کا نمبر ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ بدنظری آنکھوں کا زنا ہے، جو کسی کی بہن

کو، کسی کی بیٹی کو دیکھتا ہے آنکھوں کا زِنا کرتا ہے۔ ارے آنکھوں کا زِنا کر کے ولایت کا خواب دیکھ رہے ہو کہ ہم ولی اللہ ہو جائیں گے، آنکھوں کا زانی کبھی ولی اللہ نہیں ہو سکتا جب تک توبہ نہ کرے۔ کیا یہ ہمارے لیے تازیانہ نہیں ہے کہ نظر بازی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنکھوں کا زِنا فرما رہے ہیں اس کے باوجود ہم زِنا کرتے ہیں اور ڈکار نہیں لیتے، سمجھتے نہیں کہ اس میں کیا خرابی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کیا کیا، نہ دیا نہ لیا صرف دیکھ لیا۔ میں کہتا ہوں کہ جب نہ دیکھنا اتنا غیر اہم ہے کہ کچھ لینا دینا نہیں تو پھر کیوں دیکھتے ہو؟ معلوم ہوا کہ اس میں چوری ہے، نفس کو اس میں کچھ مزہ آتا ہے۔ مزہ کی چوری کرتے ہو اور کہتے ہو کہ کچھ لیا نہ دیا۔

مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے **لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بد دعا ہے۔ پیروں کی بد دعا سے ڈرنے والوں رسول کی بد دعا سے ڈرو جن کی غلامی سے پیر پیر بنتے ہیں۔ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا متبع نہیں وہ پیر اور ولی بھی نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بد دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ لعنت فرمائے جو بد نظری کرتا ہے اور جو بد نظری کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے اور لعنت ضد ہے رحمت کی۔ بس جس پر لعنت ہو گئی وہ رحمت سے محروم ہو گیا اور نفس دشمن کی گود میں پھینک دیا گیا اور جو دشمن کے قبضہ میں آ گیا دشمن اس کی جو درگت بنائے کم ہے۔

آج کل یہ مرض عام ہو رہا ہے اس لیے دیندار لوگوں کو، مولانا لوگوں کو، علماء کو، مدرسہ کے مدرسین کو، طلباء کو اس فعل سے بہت بچنا چاہیے۔ حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس فعل سے مدرسین اور اساتذہ اور طلباء اور اہلِ علم کو بہت بچنا چاہیے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ یہاں جنوبی افریقہ میں گھروں میں جو ماسی آتی ہے اس سے بھی بہت احتیاط

کرو۔ایک مولوی صاحب سے میں نے پوچھا کہ ماسی کا رکھنا کیا ضروری ہے؟ انہوں نے کہا کہ صاحب ماسی نہیں ہوتی تو کوئی اپنی بیٹی بھی نہیں دیتا کہ سب کام میری بیٹی کو کرنا پڑے گا۔لہٰذا جو ماسی رکھے اس کو میں کہتا ہوں کہ جب گھر میں بیوی نہ ہو،تو ماسی سے کہلوادو کہ جب تک بیوی نہ آئے گی خبردار تب تک نہ آنا۔اکیلی ماسی آئی اور برتن دھورہی ہے اور بیوی گئی ہوئی ہے میکے یعنی مائی کے ہاں،تو خطرہ ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو باہر بیٹھے رہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ باہر بیٹھنے والوں کو اندر کرنا شیطان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے کہ جاؤ اکیلی بیٹھی ہے۔اور ان کے اندر شرم وحیا تو ہے نہیں، کافر ہیں۔ان کے لیے گناہ کوئی چیز نہیں۔اس لیے:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا

(سورۃ بقرۃ، آیت:۱۸۷)

یہ اللہ کے حدود ہیں ان کے قریب بھی مت جاؤ۔

بمبئی میں ایک سیٹھ تھے، بہت نیک، بالکل باشرع۔ایک دفعہ ان کے دفتر میں جانا ہوا تو دیکھا کہ ان کا حلیہ بدلا ہوا ہے، بال بنے ہوئے، پان کھائے ہوئے، آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے۔ہم نے کہا ضرور کوئی بات ہے۔دیکھا کہ ایک لڑکی پی اے رکھی ہوئی ہے۔میں نے کہا حاجی صاحب یہ **(P.A)** کیوں رکھی آپ نے؟ انہوں نے کہا کہ یتیم ہے، اس کا کوئی نہیں، مجبور ہے۔میں نے کہا کہ آپ تو مجبور نہیں ہیں، آپ آنکھوں میں سرمہ لگائے اور پان کھائے ہوئے، اپ ٹو ڈیٹ **(Up To Date)** بنے بیٹھے ہیں۔پہلے کتنے سادہ رہتے تھے، ہم نے آپ کو پہلے بھی دیکھا ہے۔میں نے کہا دیکھو یہ یتیم تو ہے مگر اس کو **(P.A)** رکھنے میں خطرہ ہے، اگر آپ اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو زکوٰۃ سے مدد کردیں اور کسی بوڑھے سے بھجوائیں اور اس کو بتائیں بھی نہیں کہ میں

دے رہا ہوں تاکہ نفس امیدوار نہ ہو، احسان کرنے سے امید ہوجاتی ہے کہ اب جو کچھ کہوں گا انکار نہ کرے گی۔ دیکھو اگر کسی لڑکی یا بے ریش لڑکے پر کچھ احسان کرنا ہو تو کسی دوسرے کے ذریعہ سے کراؤ اور اس کو بھی مت بتاؤ کہ میں اس کی مدد کر رہا ہوں۔ مدد اللہ کے لیے کرنا ہے تو اللہ ہی کے لیے کرو۔

بہرحال یہ مضمون میرا خاص مضمون ہے اس کو ساری دنیا میں پھیلانا ہے کہ اللہ کے لیے، اللہ کے لیے، اللہ کے لیے ڈرو اور بدنظری نہ کرو، ہزاروں فتنے ہیں اس میں اور دل میں گندے خیالات مت پکاؤ۔ مجھے اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ جی چاہتا ہے بدنظری کرنے والے کی گردن ماردوں۔ بدنظری کرنے والوں کی شکل بھی عجیب ہوجاتی ہے کیونکہ چہرہ دل کا ترجمان ہوتا ہے۔ اگر دل میں کفر ہے تو چہرہ ترجمانِ کفر ہوتا ہے، اگر دل میں نفاق ہے تو چہرہ نفاق کا ترجمان ہوتا ہے، اگر دل میں کسی لڑکے کی محبت ہے تو چہرہ اس کا ترجمان ہوگا، چہرہ پر منحوسیت ٹپکے گی، اگر لڑکی کی ناجائز محبت ہے تو چہرہ بھی اس کا ترجمان ہوگا اور اگر دل میں صرف اللہ ہے، سب غیر اللہ کو نکال دیا تو چہرہ اللہ کا ترجمان ہوگا۔ اس لیے اولیاء اللہ کی شان میں حدیثِ پاک میں ہے کہ **اِذَا رُأُوْ ذُکِرَ اللّٰہُ** اللہ والے وہ ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔ بس یہ مضمون بہت ضروری تھا کیونکہ اس میں ابتلائے عام ہے، یہاں تک کہ صوفیاء بھی مبتلا ہوجاتے ہیں کیونکہ بھولے بھالے ہوتے ہیں، صوفیاء میں کوئی مرض نہیں ہوتا، نہ جیب کترنے کا، نہ جھوٹ بولنے کا۔ اللہ کے تعلق سے ان کی سب بیماریاں اچھی ہوجاتی ہیں مگر صرف عشقِ مجازی میں ان کے مبتلا ہونے کا سخت خطرہ رہتا ہے، اگر نفس کی باگ ذرا ڈھیلی چھوڑی تو اپنی پچاس پچاس سالہ مجاہدہ والی زندگی کو برباد کردیتے ہیں، منٹوں میں شیطان بہکا دیتا ہے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ راستہ چلتے ہوئے اچٹ پچٹ نظر ڈالو جیسے ریل پر چلتے ہیں تو درخت دیکھتے

جاتے ہیں مگر پتے نہیں گنتے ، بس نظر سامنے رہے، دائیں بائیں کسی عورت پر نظر نہ ڈالو۔ نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹالو، یہ نہ دیکھو کہ ناک کی اٹھان کتنی ہے، آنکھیں کیسی ہیں، لوگ بہانہ کرتے ہیں کہ بھئی میں تو ڈرائیور ہوں مجھے دیکھنا پڑتا ہے۔ دیکھو مگر معائنہ نہ کرو اور یادرکھو کہ ڈرائیور کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جارہے ہیں اِدھر اور دیکھ رہے ہیں اُدھر۔

یادرکھو! لڑکی نانی اماں ہونے والی ہے اور لڑکا نانا ابا ہونے والا ہے تو نانی اماں اور نانا ابو سے کہو گے کہ ہم تمہارے اوپر عاشق ہیں؟ کیا حماقت کی باتیں کرتے ہو، انجام پر نظر کرو۔ عبرت اور نصیحت قرآن پاک کی ہو یا حدیثِ پاک کی ہو اُسی وقت مفید ہے کہ جب نظر بچائے، اگر نظر گندے کام میں مُلَوَّث ہے تو نصیحت کچھ کارگر نہیں ہوگی، بس نقد مالِ حرام ہڑپ کرنے کا نفس کا میلان ہوگا۔ نصیحت رحمت ہے اور نظر بد لعنت ہے۔ لعنت کی حالت میں اللہ کی رحمت کیسے مل سکتی ہے؟ لعنت اور رحمت جمع نہیں ہوسکتی لہٰذا پہلے نظر بچاؤ، پھر نصیحت کارگر ہوگی۔ (صفحہ ۹۳۔۹۸)



تو جو آدمی ایسے دن سے ڈرتا ہے کہ جس دن دل اور آنکھیں لوٹ پوٹ ہوجائیں گی تو وہ اللہ کی مرضی پر چلتا ہے۔ ناراضگی سے بچتا ہے وہ مرد ہے، رجال اللہ ہے، ان کو مرد فرمایا اور جو شخص قوی ہیکل ہے مگر اللہ کا نافرمان ہے وہ مخنث اور عورتوں کی طرح ہے۔ اگر مرد ہے تو امتحان کے وقت کیوں مخنث اور لومڑی بن جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو نظر بچانے کی قوت اور ہمت نہ دی ہوتی تو واللہ میں کہتا ہوں کہ اللہ ہم پر تقویٰ فرض نہ کرتا کیونکہ اللہ ظالم نہیں ہے کہ طاقت نہ ہو اور اس پر بوجھ ڈال دے۔ پہلے اللہ نے طاقت دی، مرتے دم تک ہمت دی ہے پھر تقویٰ فرض کیا ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۔ (سورۃ حجر، آیت ۹۹)

دلیل ہے کہ مرتے دم تک طاقت موجود ہے، ہمت موجود ہے مگر جو گناہ کرتا ہے وہ اللہ کی عطا فرمودہ ہمت کو استعمال نہیں کرتا۔ یہ ظالم طاقت چور ہے، ہمت چور ہے، ہمت کو نفس کے لیے چرا کر رکھتا ہے تا کہ نفس کو کچھ مزہ آجائے۔ یہ خبیث اس قابل نہیں ہے کہ زندہ رہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی توفیق دے اور آپ سب کو بھی توفیق دے، ہم شیر بہادر ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ اللہ کے کرم کا شکر گذار ہوں کہ جو نظر بچانے کی توفیق دیتا ہے۔ سب اسی کی تعریف ہے۔

دیکھو! اگر اخبار یا ریڈیو اعلان کر دے کہ آج حسن میں پورے عالم میں اوّل نمبر آنے والے لڑکی رسٹن برگ کی سڑک سے دس بجے صبح گذرے گی تو کتنے لوگ سڑک کے کنارے کھڑے ہو جائیں گے کہ دیکھیں اس کا حسن کیسا ہو گا لیکن جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں وہی بچیں گے کیونکہ جانتے ہیں کہ کچھ دن میں یہ گل سڑ جائے گی، مرجائے گی، بڑھاپا آجائے گا، قبر میں دفن ہونے سے پہلے ہی بڑھاپے کی قبر میں دفن ہو جائے گی۔ میرا شعر ہے ؎

جنازہ حسن کا جب دفن ہو پیری کی قبروں میں
سنوں کیا آہ! اس کی داستاں عہدِ جوانی کی

بڑھاپا خود ایک قبر ہے جس میں حسن کا جنازہ دفن ہوتا ہے اور جیتے جی اس کا حلیہ بگڑ جاتا ہے اور حسن میں اوّل نمبر آنے والی ستر برس کی ہو جاتی ہے، اس کی چھاتیاں ایک ایک فٹ نیچے لٹکی ہوئی ہیں اور دانت نکل کر باہر آگئے، آنکھیں اندر کو دھنس گئیں، بارہ نمبر کا چشمہ لگ گیا، اب بڈھی ہو کے لٹھیا لے کر چل رہی ہے اور گردن بھی ہل رہی ہے۔ اب دیکھو گے اس کی طرف؟ یا کوئی لڑکا حسین ہے جس کو دیکھ کر خبیث بدمعاش کہتے ہیں کہ کمال کا حسن ہے مگر وہ ستر برس کا ہو گا یا نہیں اس کی کمر جھکے گی یا نہیں؟ اس کی آنکھیں اور اس کے

لب اوراس کے دانت کا نقشہ اور جغرافیہ بدلے گا یا نہیں؟ ہر پانچ سال بعد حکومت بدل جاتی ہے تو حسن کی حکومت نہ بدلے گی؟ میرا شعر ہے ؎

وہ جانِ حسن جو تھا حکمراں کل بادشاہوں پر
ہے پیری سے بغاوت آج اس کی حکمرانی میں

جو حسن کل تک بادشاہوں پر حکومت کرتا تھا بڑھاپا خود اس حسن کا تختہ الٹ دیتا ہے اور ہمیشہ کے لیے اس کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہیں جو لکیر کے فقیر ہوتے ہیں، حسن کا سانپ گذر جاتا ہے لیکن وہ لکیر ہی کو پیٹتے رہتے ہیں۔ دفترِ حسن میں ان کا کام بلوں کو پاس کرنا ہے، کہتے ہیں کہ میں بل پاس کرنے میں ماہر ہوں۔ اس پر میرا شعر ہے کہ ؎

دفترِ حسن میں جب میر اک افسر تھے کبھی
پاس کرنے میں بلوں کے کبھی تاخیر نہ کی

بڑے رحم دل تھے بے چارے!

بہر حال اے حسن پر مرنے والو! کان کھول کر سن لو کہ ان حسینوں کو بڑھاپے میں خود بخود چھوڑ دو گے یا حسن کے زوال سے چھوڑ دو گے یا اس کی روح نکل جانے سے چھوڑ دو گے۔ اگر کوئی حسین کہہ دے کہ ہم تمہارے ساتھ ہمیشہ لپٹے رہیں گے، ایک منٹ کو بھی الگ نہ ہوں گے تو کب تک لپٹائے رہو گے۔ آخر ایک وقت تو وہ معشوق بوڑھا ہوگا، بال سفید ہوں گے، اس کے دانت ٹوٹیں گے، تب خود بخود اس کو پھینک دو گے، اپنے جسم سے اس کو دور کر دو گے۔ تو جس کی صورت میں تغیر ہو ایسے حادث و فانی سے کیا دل لگانا:

اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ وَ کُلُّ مُتَغَیِّرٍ حَادِثٌ فَالْعَالَمُ حَادِثٌ

عالم متغیر ہے اور ہر تغیر والی چیز حادِث ہے، فانی ہے پس پورا عالم حادث ہے، پورے عالم میں ایک چیز ایسی نہیں ثابت کر سکتے جو غیر فانی ہو لہٰذا جب

پورا عالم حادث ہے تو عالم کی ہر چیز حادث ہے۔ اس کا کوئی جز غیر حادث، غیر فانی نہیں ہوسکتا اور حسین بھی عالم کا جز ہیں پس یہ بھی فانی و حادث ہیں۔ بس پھر دردِ دل سے یہی کہتا ہوں کہ اختر کی جان پر اگر رحم نہیں آتا تو اپنی جانوں پر رحم کرلو (حضرت والا دامت برکاتہم نے گلوگیر آواز میں فرمایا کہ) جو میرے خاص لوگ ہیں، جو کہتے ہیں کہ جب آپ کی جان نکلے تو ہماری جان بھی نکل جائے، اُن سے تو یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں کہ اللہ کے لیے تم اپنی جان پر غم اُٹھالو تو تم ولی اللہ بن جاؤ گے۔ میں کہتا ہوں کہ آج عہد کرلو، دل و جان سے ہمت کرلو، وہ ہمت جو اللہ نے دی ہے، کسی کو مت دیکھو، حسین چاہے مذکر ہو یا مونث ہو مت دیکھو کہ اللہ کے ساتھ ہمارا تعلق کمزور ہوجائے گا۔ ایک بدنظری سے شیخ کی صحبت کا نور، تہجد اور اشراق کا نور سب نکل جائے گا۔ محنت کی کمائی مفت میں گنوائی۔ ایسا شخص بے وقوف ہے کہ نہیں؟ اور نظر بچانے کی ہمت کرنے کے بعد جو انعام ملتا ہے وہ حلاوتِ ایمانی ہے، ایمان کی مٹھاس ہے۔ حدیثِ قدسی کے الفاظ ہیں:

يَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ

(کنز العمال، ج:۵، رقم الحدیث۱۳۰۷۵)

تمہارے قلب میں ایمان کی مٹھاس گھول دوں گا۔ کتنا بڑا انعام ہے یعنی یوں سمجھو کہ نہ دیکھنے سے جو غم ہوا، جو دل کا خون ہوا اس کا خوں بہا اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات رکھی ہے کہ تم اپنی ناجائز خواہشات کا، حرام تمناؤں کا خون کرلو اس کے بدلے میں مجھے لے لو، یہ معنیٰ ہیں حلاوتِ ایمانی کے۔ ایک بڑے میاں نعمانی صاحب ہمارے مدرسہ میں رہتے تھے، غیر عالم تھے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ جب میں آنکھ بچاتا ہوں تو دل میں ایک مٹھاس معلوم ہوتی ہے۔ وہ جانتے نہیں تھے کہ یہی حلاوتِ ایمانی ہے، یہ وہ چیز ہے

کہ غیر عالم بھی اس کی مٹھاس محسوس کرتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ، یَجِدُ کے معنی ہیں وہ پاجاتا ہے جس کی گردان ہے وَجَدَ یَجِدُ وِجْدَانًا فَھُوَ وَاجِدٌ واجد اسم فاعل ہے اور دوسری گردان ہے وُجِدَ یُوْجَدُ وِجْدَانًا فَھُوَ مَوْجُوْدٌ۔ مَوْجُوْدٌ اسمِ مفعول ہے۔ تو یہ نظر بچانے والا حلاوتِ ایمانی کا واجد ہوگا اور حلاوتِ ایمانی موجود ہوگی۔ ایسا یقینی وعدہ ہے کہ تم حلاوتِ ایمانی اپنے قلب میں موجود پاؤ گے اور ان حسینوں کو دیکھنے سے کیا ملے گا؟ زیادہ سے زیادہ آنکھوں کی کچھ تازگی ہوگی مگر بعد میں پاگل کتے کی طرح پھرو گے۔

علامہ آلوسی نے فرمایا کہ بدنظری کرنے والا پاگل کتے کی مانند ہے کہ جیسے پاگل کتا سیدھا نہیں چلتا اِدھر اُدھر چلتا ہے ایسے ہی بدنظری کرنے والا بھی اِدھر اُدھر دیکھتا ہے کہ شاید کوئی نظر آجائے، شاید پر عمل کرتا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یقین کو، حلاوتِ ایمانی کے یقینی وعدہ کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے۔ بدنظری کی عارضی لذت کو، ان حسینوں کو اپنی نظروں کے آگے کرتا ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یقینی وعدۂ حلاوتِ ایمانی کی یقینی لذت کو فراموش کرتا ہے۔ لہٰذا آج سے وعدہ کرو کہ یا اللہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے خوف سے، آپ کی ناراضگی کے ڈر سے آج سے کسی لڑکے یا کسی لڑکی کو نہیں دیکھوں گا چاہے جان نکل جائے۔ بس اب وعدہ کرلیا؟ (تمام حاضرین نے عرض کیا کہ پکا وعدہ کرتے ہیں۔)

اچانک نظر بھی نقصان سے خالی نہیں

ارشاد فرمایا کہ ہر ملک سالم رہتا ہے جب اس کی سرحد یعنی Border اور اس کا دار الخلافہ یعنی Capital محفوظ رہتا ہے۔ پس آنکھوں کی

حفاظت بارڈر کی حفاظت ہے اور دل کی حفاظت کیپٹل اور دارالخلافہ کی حفاظت ہے۔ اس لیے آنکھوں کی سرحد اور دل کا کیپٹل بچاؤ، آپ کا ملکِ اسلام و ایمان واحسان محفوظ رہے گا۔ اس زمانہ میں عورتوں کا آمنا سامنا اکثر ہوتا رہتا ہے، اس لیے اچانک نظر بھی احتیاط سے اُٹھاؤ، کوشش کرو کہ ایک ذرّہ، ایک اعشاریہ حرام لذت امپورٹ نہ ہونے پائے، اگر اچانک نظر پڑ جائے تو کیونکہ نفس چور ہے اندر کچھ نہ کچھ حرام لذت چرالے گا اس لیے اچانک نظر پر بھی معافی مانگو۔ اچانک نظر معاف تو ہے لیکن نقصان کر جاتی ہے جیسے کوئی انجانے میں زہر کھالے تو گناہ تو نہ ہوگا لیکن زہر نقصان تو پہنچائے گا، اس زمانہ میں بے پردگی کا طوفان ہے، اب اگر نظر نہ بچائی تو نفس اچانک میں چینک کی چینک حرام کی پی جائے گا۔ جب آندھی چل رہی ہو تو آنکھ بند رکھتے ہو یا کھولے رکھتے ہو؟ بند رکھتے ہو کہ کہیں کوئی ذرّہ آنکھ میں نہ گھس جائے، ضرورت کے بقدر تھوڑی سی راستہ دیکھنے کے لیے کھولتے ہو۔ اس لیے اس زمانہ میں بےفکری سے اِدھر اُدھر نہ دیکھو۔ اگر دس بیس نظر اچانک پڑ جائے تو دیکھو دل کا کیا ہوتا ہے۔ اس لیے اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ، اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ، اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ کی رَٹ لگائے رہو۔ اِستغفار میں فائدہ ہی فائدہ ہے کہ میرا بندہ اگرچہ جانتا ہے کہ اچانک نظر معاف ہے پھر بھی استغفار کر رہا ہے تو اللہ کتنا خوش ہوگا۔

بدنظری کے بعض طبی نقصانات

پھر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک بات سنو، بدنظری کے طبی نقصانات وہی بتا سکتا ہے جو طبیب ہو کہ ایک بدنظری کرنے سے کیا نقصان پہنچتا ہے۔ نمبر ایک دل میں کمزوری آجاتی ہے کیونکہ دل کش مکش میں مبتلا

ہوجاتا ہے۔ دل کو حسن کھینچتا ہے اور یہ اللہ کے خوف سے اللہ کی طرف کھنچتا ہے، تو کش مکش میں انجائنا ہوجاتا ہے۔ دوسرا نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے حافظہ کمزور ہوجاتا ہے۔ تیسرا نقصان یہ ہے کہ کمر میں میٹھا درد رہتا ہے۔ چوتھا نقصان یہ ہے کہ بار بار پیشاب لگتا ہے مگر اس کے اور اسباب بھی ہیں، ورنہ جو بار بار پیشاب کرے تو بدگمانی نہ کرو کہ اوہودال میں ضرور کچھ کالا ہے اور بھی اسباب ہیں مگر من جملہ اسباب کہ یہ بھی ہے کہ بار بار پیشاب لگتا ہے، مثانہ کے غدود ورم کر جاتے ہیں اور پانچواں نقصان یہ ہے کہ منی پتلی ہوجاتی ہے کیونکہ بدنظری سے گرمی پہنچتی ہے جو منی کو رقیق کر دیتی ہے اور ایسا شخص بیویوں کا صحیح حق ادا نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جن ملکوں میں بدنظری عام ہے وہاں عورتیں زِنا میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔ ایک مرد سے ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا ہے کہ لندن کی عورتیں افریقہ کے ملکوں میں جاتی ہیں کالوں سے بدمعاشی کرانے کے لیے۔ بدنظری کے یہ بعض نقصانات بتادیے۔

آخر میں حضرت والا نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمادیں اور آئندہ ہمیں توفیق دے دیں کہ ایک سانس بھی آپ کی نافرمانی میں نہ گذرے اور ہم سب کو اولیاء صدیقین کی نسبت عطا فرمادیجئے، اپنی رحمت سے کشادہ روزی عطا فرمادیجیے، اپنی رحمت سے تمام بلاؤں سے اور مشکلات سے رہائی نصیب فرمایئے، نجات نصیب فرمایئے اور ہمارے شیخ حضرت ہردوئی دامت برکاتہم وعمت فیوضہم کو مکمل صحت عطا فرمایئے، مجھ کو بھی مکمل صحت عطا فرمایئے اور اللہ تعالیٰ ان کی صحت کو اور میری صحت کو اور جملہ خُدّامِ دین کی صحت کو بہتر فرمادے۔ (صفحہ ۱۰۳۔۱۰۹)



ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْر

(سورۃ غافر، آیت:۱۹)

تمہاری آنکھوں کی چوریوں سے اللہ باخبر ہے اور جو راز تمہارے سینے چھپاتے ہیں ان سے بھی باخبر ہے۔ باخبر ہونا سزا کی دھمکی ہے کہ میں خوب جانتا ہوں تمہارے کرتوت کو، اگر نہ بچو گے تو سزا دوں گا۔ یہ ہیں معنی اس کے کہ خبردار ہو جاؤ میں واقف ہوں، باخبر ہوں تمہاری آنکھوں کی چوریوں سے اور سینے کے رازوں سے ؎

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں بے پردہ عورتوں کی وجہ سے عریانی کی بہت ہی فراوانی ہے، اب آنکھ بچا کر چلنا بہت مشکل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کثرتِ عریانی ہے یعنی عریانی کی فراوانی ہے تو حلوۂ ایمان کی بھی تو فراوانی ہے۔ نظر بچاؤ اور ایمان کا حلوہ کھاؤ۔ اگر دن میں سو بار نظر بچائے گا تو سو بار ایمان کا حلوہ پائے گا، اس کو ایمان کی مٹھاس، ایمان کی حلاوت ملے گی۔ پھر بتائیے ایمان کی مٹھاس کا کتنا اسٹاک اس کے پاس ہو جائے گا اور ایمان کی کتنی مٹھاس دل میں ملے گی اور بدنظری کرنے والے کی صرف آنکھ عارضی مزہ پاتی ہے اور نظر بچانے والے کا دل مزہ پاتا ہے حلاوتِ ایمانی کا۔ اور دل سارے جسم کا ہیڈ کوارٹر ہے، مرکز ہے، جب خون پمپنگ کرتا ہے تو سارے جسم میں خون کے ساتھ اس حلاوتِ ایمانی کو بھی سپلائی کرتا ہے۔ جسم کا کوئی ذرّہ خالی نہیں ہوتا جس میں مزہ نہ ہو۔ سر سے لے کر پیر تک بال بال ایمان کا مزہ پاتا ہے۔ دل کا نور جسم کے ذرّہ ذرّہ میں پھیل جاتا ہے۔ (صفحہ ۱۱۲)

☆

فانی چیزوں سے دل لگانا بے وقوفی ہے

ارشاد فرمایا کہ لیلیٰ بہت پر کشش نام ہے۔ لیلیٰ کا نام سن کر سب کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں۔ بڑے بڑے مقدس لوگوں کے کان بھی کھڑے ہوجاتے ہیں۔ لیکن اسی برس بعد جب وہی لیلیٰ قابلِ نفرت ہوجائے گی، جب اسی برس کی بڑھیا لٹھیا لے کر آئے گی تو لیلیٰ، لیلیٰ نہ رہے گی، پھر اس میں وہ کشش کہاں ہوگی۔ جو چیزیں علیٰ معرض الفنا ہیں ان کو لیلیٰ بنانا بے وقوفی ہے۔ حلال بیوی کا حق ادا کردو اور بس اللہ سے دل لگاؤ۔ کسی چیز کو بقا نہیں ہے نہ جوانی کو نہ بڑھاپے کو۔ جوان بڈھا ہوا، بڈھا قبر میں گیا، یہی رولنگ ہورہی ہے، بہت احمق اور بے وقوف ہیں وہ جو حسن کو دیکھ کر اپنے کو ناپاک کرڈالتے ہیں اور لعنت خریدتے ہیں، جنہوں نے غیر اللہ سے دل لگایا ہمیں بتادیں کہ کیا حاصل ہوا ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اور وقت الگ ضائع ہوا اور جن لوگوں نے عبادت کی، دردِ دل سے دین پھیلایا وہ نفع میں ہیں۔ بس وہ کام کرو جو کام آئے۔ (صفحہ ۱۱۴)



مجلس بعد مغرب بر مکان جناب یوسف حافظ جی رسٹن برگ

زندگی کا مقصد

ارشاد فرمایا کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ

(سورۃ توبۃ، آیت: ۱۱۹)

اے ایمان والو! تم تقویٰ اختیار کرو تاکہ جب تم میرے پاس آؤ تو

میرے دوست بن کے آؤ۔ اللہ کو یہ پسند نہیں ہے کہ بغیر دوست بنے ہوئے گناہوں کا گو موت لپیٹے ہوئے اللہ کے پاس حاضر ہو۔ تقویٰ کی برکت سے ولایت کا تاج ملتا ہے:

اِنۡ اَوۡلِيَآءُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ

(سورۃ انفال، آیت:۳۴)

میرے ولی صرف متقی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر متقی سے تاجِ ولایت چھین لیا جاتا ہے، گناہ کرنے سے تاجِ ولایت سے محرومی ہوجاتی ہے۔ کتنا ہی حج، عمرہ کرے، کتنا ہی شیخ کی صحبت میں رہے لیکن اگر گناہ نہیں چھوڑتا تو پھر ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کوشش کرو یارو! اللہ کے لیے کوشش کرو کہ گناہ کی عادت چھوڑ دو، آنکھ کو بھی بچاؤ اور دل کو بھی بچاؤ۔ یہ دو گناہ ایسے ہیں کہ اگر ان کو چھوڑ دو تو سب گناہ آسانی سے چھوٹ جاتے ہیں۔

سب سے پہلے نظر کی حفاظت کرلو۔ جب مقابلہ کا موقع آتا ہے تب پتہ چلتا ہے کہ نظر بچانا کتنا مشکل کام ہے۔ لندن کے ہیتھرو ائیرپورٹ یا جرمنی کے فرینکفرٹ ائیرپورٹ پر اُترنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ نظر بچانا واقعی کتنا بڑا مجاہدہ ہے، جبکہ ٹانگیں کھولے ہوئے کتابیں پڑھ رہی ہیں اور نفس کی حریص چڑیا للچا رہی ہے۔ جہاں بے حیائی اور بے پردگی ہو وہاں جو آنکھوں کی حفاظت کرلے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پر اللہ کی محبت غالب ہے اور اگر وہاں حفاظت نہیں کرتا تو معلوم ہوا کہ نفس اور شیطان کا غلام ہے، اس کو محبت کی ہوا بھی نہیں لگی، وہ جانتا ہی نہیں کہ اللہ کی کیا قیمت ہے۔ اپنی دولتِ ایمان کو سمجھتا ہی نہیں ہے، کمینہ اور بہت ہی ناپاک شخص ہے وہ جو عورتوں کو بری نظر سے دیکھ لیتا ہے۔ اسی وقت اس سے تاجِ ولایت چھن جاتا ہے۔ بتایئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ نہیں؟ اللہ دیکھتا ہے کہ نہیں؟

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

(سورۃ حدید، آیت:۴)

اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو، جب ساتھ ہے تو کیا نابینا ہے؟ جو سب کو بینائی دیتا ہے وہ خود نابینا ہوگا؟

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى

(سورۃ علق، آیت:۱۴)

کیا انسان نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے، اس لیے ہمت کرو، اپنی جان پر رحم کرو، ہمت کرو دوستو! اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمت دی ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم میں دیکھنے کی تو ہمت ہے لیکن نظر ہٹانے کی ہمت نہیں ہے۔ ان بے وقوفوں سے پوچھنا چاہیے کہ اگر وہی معشوق یا معشوقہ پستول لیے ہوئے ہو اور کہے کہ جو ہمیں دیکھے گا ہم اس کو جان سے مار دیں گے، تو ہے کوئی نظر باز جو وہاں جا کر نظر لڑائے گا اور جان پر کھیل جائے گا۔ تب اپنی جان بچانے کے لیے پستول باز معشوق سے بچے گا یا نہیں؟ اگر ہمت نہیں تھی تو اب کہاں سے آگئی۔ بس سمجھ لو کہ ہمت اللہ نے دی ہے، ہمتِ تقویٰ دی ہے، گناہ چھوڑنے کی طاقت دی ہے، اس کے بعد تقویٰ فرض کیا ہے۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ مرتے دم تک تقویٰ فرض ہے۔ کسی زمانہ میں بھی چھوٹ نہیں ہے چاہے اسی برس کا بڈھا ہو جائے، نظر کی حفاظت اس وقت بھی فرض ہے۔ یہ سب بہانہ بازی ہے، بدمعاشی اور کمینہ پن ہے۔ بولو بھئی جو دیکھتا ہے کمینہ ہے کہ نہیں؟ کمینہ پن کیوں اختیار کرتے ہو؟ نظر کی حفاظت کرو، جیسے اپنی بہن، اپنی ماں، اپنی بیٹی کو کوئی دوسرا دیکھے تو غصہ آتا ہے کہ نہیں؟ تو تم جس کو دیکھتے ہو وہ بھی کسی کی ماں ہوتی ہے، کسی کی بہن ہوتی ہے، کسی کی بیٹی ہوتی ہے۔ جس طرح سے ہم تم نہیں چاہتے کہ ہماری

بہن، بیٹی، ماں، خالہ اور پھوپی کو کوئی دیکھے تو ہماری آپ کی مرضی کے مطابق ہی تو اللہ نے حکم نازل کر دیا، غضِ بصر کا حکم تمہاری عین مرضی کے مطابق ہے، عین انسانی فطرت کے مطابق ہے اور یاد رکھو کہ اگر بغیر تاجِ ولایت کے اللہ کے ہاں گئے تو سوال ہوگا کہ جب میں نے تم پر فرض کیا تھا کہ اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو تا کہ میرے ولی بن جاؤ تو تم نے کیوں تقویٰ اختیار نہیں کیا اور کیوں میرے ولی نہیں بنے۔ جب کہ ہم نے بتا بھی دیا تھا کہ ولی کیسے بنو گے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ کا حکم نازل کر دیا تھا کہ جو تقویٰ میں سچے ہیں ان کی صحبت میں رہو تو تم بھی متقی ہو جاؤ گے، میرے دوست ہو جاؤ گے۔ صادقین فرمایا مگر مراد اس سے متقین ہیں اور صادقین اس لیے فرمایا کہ ذرا دیکھ لو کہ سچا متقی ہے یا نہیں، اس کا تقویٰ کاذب تو نہیں ہے۔ اور پھر نیتِ تقویٰ سے ساتھ رہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے متقی بنا دے۔ شیخ کے ساتھ پاپڑ، سموسہ اور طرح طرح کی ڈش اڑانے کی نیت نہ ہو اور یہ نیت بھی نہ ہو کہ شیخ کے ساتھ رہیں گے، طرح طرح کے ملکوں کی سیر کریں گے، مفت کا ٹکٹ ہوگا اور ہر ملک میں خوب نمکینوں کے طرح طرح کے ڈیزائن دیکھیں گے، اگر یہ نیت ہے تو جو نیت ہے وہی پاؤ گے، اللہ کو نہیں پاؤ گے۔ تم بغیر اللہ کے مرو گے، بغیر اللہ کے وہ شخص مرے گا جو نیت صحیح نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ نے اسی لیے فرمایا یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ مجھے چاہنے والے میرے عاشق صرف میری رضا کا ارادہ کرتے ہیں۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ جب ایمان لائے ہو، اللہ کو اللہ مان لیا ہے تو ہمت کیوں نہیں کرتے ہو، کیوں گناہ میں اپنی آنکھوں کو خراب کرتے ہو، دیکھنے سے کیا مل جاتی ہے؟ اور پھر یہ عورتیں، ایک وقت میں ان کی توند نکل آتی ہے، گردن موٹی ہو جاتی ہے، ناک پکوڑا سی ہو جاتی ہے، اور لڑکا ہو تو اس کی بھی

کمر جھک کے مثل کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

جس لڑکی سے عشق لڑاتے ہو، بتاؤ نانی اماں ہونے والی ہے یا نہیں اور لڑکا اگر ہے تو نانا ابو ہونے والا ہے یا نہیں؟ پھر پانچ سال کے بعد جب اس کی شکل بگڑ جاتی ہے تو جس کو پلاؤ اور بریانی کھلاتے تھے اور جان و دل سے فدا تھے پھر وہ محبت کیا ہوئی، اب اس کو کیوں نہیں دیکھتے؟ خیریت بھی پوچھتے ہو تو منہ اُدھر کر کے، بھئی تمہارے بچے وچے تو خیریت سے ہیں۔ کیوں تم نے منہ کالا کیا ایسی شکلوں کے لیے اور پھر جب وہ مر گیا تو اس معشوق کی قبر پر بھی نہیں گئے، کس منہ سے جائیں گے اس کی قبر پر۔ اگر ان کو دیکھنے سے کچھ مل جاتا ہے تو ہمیں بتاؤ کہ کیا ملتا ہے۔ اگر برابر دیکھو گے تو ''**You are bloody fool**'' کی آواز سنی جائے گی، گالیاں ملیں گی اور اگر اپنی نظر بچاؤ تو بڑی عزت ملتی ہے کہ واقعی یہ کوئی شاہ صاحب، کوئی اللہ والا ہے۔ ورنہ جو چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں زندگی بھر کے لیے گالی ان کی زبان پر رہتی ہے۔ اگر کبھی کوئی لاکھ تعریف بھی کرے کہ بڑے اونچے شاہ صاحب ہیں، ان کی دعا بہت قبول ہوتی ہے، تم نہیں جاتے ان کے پاس؟ اصل میں تم ان کے مقام کو نہیں جانتے۔ تو جس سے بچپن میں چھیڑ چھاڑ کی ہو وہ سر جھکا کر مسکراتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خوب جانتا ہوں، اب زبان مت کھلوائیے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کتنے بڑے صوفی ہیں۔ تو عزت وآبرو چلی جاتی ہے ذراسی دیر کی لذت کے لیے۔ جس چیز سے کچھ نہ ملے اور چند سال کے بعد وہ میلان اور جوش ومحبت بھی نہ رہے ایسی شکلوں پر زندگی برباد کرنا حماقت ہے یا نہیں۔ پانچ سال پر حکومت بدل جاتی ہے۔ حسن کی حکومت بھی پانچ سال میں ختم ہو جاتی ہے۔ ہر پانچ سال پر ہر چیز کو دیکھئے تو جغرافیہ بدلا ہوا ملے گا۔ پس جو لوگ اپنی نگاہ کی

حفاظت کریں اور دل کی حفاظت کریں وہی چین سے رہیں گے، سکون سے رہیں گے۔ ان کی کمر میں درد بھی نہیں ہوگا، پنڈلی میں بھی میٹھا میٹھا درد نہیں ہوگا اور دل میں انجائنا بھی نہیں ہوگا، کشمکش میں انجائنا ہوجاتا ہے۔ آج کل ستر فی صد دل کے امراض بدنظری سے ہورہے ہیں۔ جس دن سے آپ نے نیت کرلی کہ واللہ! آج سے نہیں دیکھنا ہے، کتنا ہی حسین ہو اپنی نظر کو نیچی رکھنا ہے، دیکھئے کیا چین ملتا ہے۔ آپ کے ارادہ کا نقطۂ آغاز آپ کے چین اور آپ کے عیش کا نقطۂ آغاز ہوگا۔ اتنا مزہ آئے گا کہ جس کو آپ بیان نہیں کرسکتے، کوئی بھی ہو، چاہے تاجر طبقہ ہو، ملازم ہو، سروس مین ہو۔ ہر شخص عمل کرکے دیکھ لے، نظر بچالے اور دل بچالے، پھر خود دیکھے گا کہ کس طرح چین سے رہتا ہے۔

پس اپنے ناجائز ارمانوں کا خون کرو، جب ارمان نہ رہیں گے اور حسن پر بڑھاپا آجائے گا تب تو ہندو، یہودی، عیسائی بھی نہیں دیکھتا تو تم میں اور اس میں کیا فرق ہوا۔ مومنِ کامل وہی ہے کہ لباس جیسا ہو اس کا عمل بھی ویسا ہی ہو۔ عین جوانی میں، معشوق کی عین جوانی میں مومن کامل اس کو نہیں دیکھتا، ہمت کرو، ہمت کرو، ہمت ہے بس چور نہ بنو۔ اللہ کو کیا منہ دکھاؤ گے، ہمت ہے، اللہ نے نہ دیکھنے کی ہمت دی ہے پھر ہمت چوری کیوں کرتے ہو۔ بدنظری سے بچنے کا حکم **یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِھِمۡ** قرآن پاک کا حکم ہے اگر نہیں مانو گے تو اللہ گردن مروڑ دے گا، اللہ تعالیٰ کے عذاب کو کوئی برداشت نہیں کرسکتا۔ اور بخاری شریف کی حدیث میں بدنظری کو آنکھوں کا زِنا فرمایا تو اے کم بختو! تم نظر بازی بھی کرتے ہو اور ولی اللہ بننے کا خواب بھی دیکھتے ہو یا ولی اللہ ظاہر بھی کرتے ہو، ولی اللہ کا لباس پہن کر دعوتیں بھی اڑاتے ہو، شرم نہیں آتی؟ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے، **لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالۡمَنۡظُوۡرَ**

اِلَیۡہِ تو بدنظری کرنے والے کے تین لقب ہو گئے یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ کی نافرمانی کرنے سے اللہ کا نافرمان ہوگیا، بخاری شریف کی حدیث زِنَا الۡعَیۡنِ النَّظَرُ کی رُو سے آنکھوں کا زِنا کار اور لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ سے ملعون ہوگیا۔ تو اللہ کا نافرمان، آنکھوں کا زِنا کار اور ملعون کہیں ولی اللہ ہوسکتا ہے جب تک توبہ نہ کرے۔ بدنظری کرنے والوں کے یہ تین القاب نوٹ کرلو، جب کبھی تقاضا ہوتو اس کو یاد کرو کہ ہم کیا کررہے ہیں، ہم مولانا صاحب بنے ہیں، قوم کے مقتدا ہیں اور ہم کتنی گری ہوئی حرکت کررہے ہیں۔ جب ہمارے دین کا یہ حال ہوگا تو ہم سے کیا نفع ہوگا۔ اس لیے کہتا ہوں کہ بھائیو! گناہ سے کچھ نہیں ملتا سوائے رسوائی اور بدنامی کے اور ناشکری الگ خصوصاً بدنظری سے بہت ناشکری پیدا ہوتی ہے مثلاً ہمارے ماں باپ نے ہماری شادی اچھی جگہ نہیں کی، بیوی ایسی پری ہوتی کہ دیکھتے ہی بے ہوش ہوکر گر جاتے۔ اس ناشکری کی نحوست سے اپنی بیوی سے محبت کم ہوجاتی ہے۔ آج کل میاں بیوی میں جھگڑے اسی لیے ہورہے ہیں کہ جب دوسری کو دیکھتا ہے تو وہی نگاہ میں نچ جاتی ہے اور اپنی بیوی بھوتنی معلوم ہوتی ہے اور اگر آدمی کسی عورت کو نہ دیکھے تو لے دے کے وہی تو رہے گی، اس لیے اسی کا عاشق رہے گا۔

واللہ! دیکھو اب میں جوش میں آرہا ہوں، میں قسم کھا کے کہتا ہوں، قسم کھا کے کہتا ہوں، واللہ، ثم واللہ، ثم واللہ بدنظری سے جس دن بچنے کا ارادہ ہوگا اس دن یہ دنیا ہی بدل جائے گی، اللہ تعالیٰ وہ مزہ دے گا حلاوتِ ایمانی کا کہ یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیۡ قَلۡبِہٖ حلاوتِ ایمانی قلب میں پا جائے گا۔ یہ تصوراتی دنیا نہیں ہے، پا جائے گا یعنی یہ واجد ہوگا اور حلاوتِ ایمانی موجود ہوگی۔ جب آپ نظر بچائیں گے تو حلاوتِ ایمانی دل میں موجود ہوگی اور آپ اس کے واجد ہوں گے۔ اتنا مزہ پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ جو ہزاروں

مجاہدوں سے نہیں ملتے، اس مجاہدہ سے بہت جلد اللہ مل جاتا ہے، بندہ صاحبِ نسبت ہوجاتا ہے، بس یاد رکھو کہ جس کو بغیر اللہ کا ولی بنے ہوئے موت پسند ہو وہ ظالم مرجائے اور ولی اللہ نہ بنے لیکن جس کو ولی اللہ بننے کا شوق ہوتو وہ ہمت کرکے اپنی آنکھ پر حفاظتی پردہ ڈال لے، اللہ تعالیٰ نے ہر آنکھ پر آٹو میٹک پردہ دیا ہے بس جب چاہا بند کرلیا ؎

جب آ گئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

کانوں میں پردہ نہیں ہے، کان کھلے ہوئے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ کان کے فیصلے کو بعض دفعہ آنکھ رد کردیتی ہے مثلاً کان سے آواز سنی، معلوم ہوا کہ بہت حسین ہے لیکن جب آنکھ سے دیکھا تو بھوتنی اور کالی مائی معلوم ہوئی تو کان کا فیصلہ بعض دفعہ آنکھ رد کردیتی ہے اس لیے اللہ نے کان پر پردہ نہیں لگایا کہ جب آنکھ سے دیکھیں گے تو خود ہی فیصلہ دے دیں گے اور پھر بات کے بہت کم مواقع آتے ہیں زیادہ تر آنکھ کا امتحان ہوتا ہے اس لیے اللہ نے آنکھ کا پردہ بنادیا کہ جب ضرورت ہو آنکھ کو بند کرلو۔ (صفحہ ۱۱۶۔۱۲۲)



دین پر اِستقامت کا وظیفہ

ارشاد فرمایا کہ سات مرتبہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ کر دعا کرے کہ یا اللہ مجھ کو ہمت دے دیجئے، جو آپ نے ہمت دی ہے ترکِ گناہ کی اس ہمت کو استعمال کرنے کی ہمت دے دیجئے تو ان شاء اللہ تعالیٰ نظر بچانے کی دعا بھی ہوجائے گی لیکن یہ بتایئے کوئی شخص دعا کرے کہ مجھ کو اولاد دے دیجئے اور بیوی اس کی ہو کیپ ٹاؤن میں، کبھی ملاقات نہ ہو تو اولاد ہوگی دعا سے؟ تو خالی دعا نہیں ہمت بھی کرو، اپنی ہمت بھی استعمال کرو، بزرگانِ دین

سے ہمت کی دعا بھی کراؤ، اللہ تعالیٰ سے ہمت کی درخواست کرو اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے معنی ہیں کہ نہیں ہے طاقت مجھ میں گناہوں سے بچنے کی اور نہ نیک عمل کرنے کی مگر آپ کی مدد سے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ سات مرتبہ پڑھ کر دعا کرلو کہ آپ اپنی رحمت سے مجھے ہمت دے دیجئے، لومڑی کو شیر بنا دیجئے جو شکلاً تو شیر ہے مگر ننگِ رُوباہ ہے بس آپ ہمت تو کریں ؎

شیخ پینے کا ارادہ تو کریں
حوضِ کوثر سے منگالی جائے گی

آپ ہمت تو کریں، آخر خدا نے حکم دیا ہے تو ہمت دے کر حکم دیا ہے۔ ایسا کوئی حکم نہیں ہے جس کی ہمت اور طاقت اللہ نہ دے ورنہ یہ ظلم ہوجاتا اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہیں اور اس کی دلیل وہی ہے کہ ابھی کوئی چھرا لے کر دھمکی دے کہ اگر بدنظری کرے گا تو چھرا بھونک دوں گا تو فوراً آنکھ بند کرلے گا۔ معلوم ہوا کہ آنکھ بند کرنے کی ہمت ہے۔ مگر ہمت چور ہیں ہم لوگ، لیکن میں اتنا کہتا ہوں کہ ان ہگنی، موتنی، پدنی لاشوں سے نظر بچا کر واللہ اتنا مزہ پاؤ گے کہ سارے مزے بھول جاؤ گے مگر بیوی مستثنیٰ ہے، بیوی جیسی بھی ہو وہ محبوب ہے، حلال ہے، اس کی محبت کرنے میں ثواب ہے۔ بیوی سے صحبت کرنے کا ثواب تہجد سے زیادہ ہے، مگر بیوی کے علاوہ کسی طرف خیال نہ کرو۔

بس میرا پچھتر سال کا تجربہ ہے کہ جتنا اس عمل سے مجھے قرب حاصل ہوا ہے اتنا کسی عمل سے قرب حاصل نہیں ہوا، کسی عمل سے اتنا قرب نہیں ہوا جتنا نظر بچانے سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملا ہے، اب راز کی بات بتادی، یہ بات بتانی نہیں چاہیے مگر بتادیا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب جتنا اس سے ملتا ہے اتنا کسی عمل سے نہیں ملتا۔ یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ نظر بچانے والا حلاوتِ ایمانی کو پالے گا، تم واجد ہوجاؤ گے، اللہ تعالیٰ موجود ہوجائیں گے تمہارے قلب میں۔ اللہ مل گیا تو اور کیا

چاہیے، اللہ مل گیا تو سب کچھ مل گیا، اللہ نہ ملا تو سب بے کار ہے۔ اگر کسی کے پاس بادشاہت ہے، تخت وتاج ہے لیکن کافر ہے تو کچھ بھی نہیں۔ بس مرا کہ سب گیا۔

لہٰذا گناہ سے بچو، ایک گناہ بھی نہ کرو، ولی اللہ بن جاؤ گے اور ولی اللہ جو نہ بنا وہ خسارے میں گیا، کیوں کہ جس چیز پر محنت کی دکان، تجارت سب چھوڑ کر دو گز کفن پہن کر چلا جاتا ہے۔ تو اُس وقت کیا ہوگا، پھر اللہ پوچھے گا کہ تم میرے ولی کیوں نہیں بنے جب کہ میں نے تمہیں پیغام دیا تھا، میں نے حکم دیا تھا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان والو! تقویٰ سے رہو، کیا معنیٰ کہ تم میرے ولی بن جاؤ، ہم نے اپنی دوستی کی دعوت دی اور تم نے اپنے نفس کی گندی خواہشات سے میری دعوت قبول نہیں کی۔ تم کو سوچنا چاہیے تھا کہ منی سے پیدا کر کے احکم الحاکمین اتنا بڑا اللہ ہم کو دوست بنانے کی دعوت دے رہا ہے، مگر تم اپنے کمینہ پن، نفس کی خواہشات کی وجہ سے میرے ولی نہیں بنے، بغیر ولی بنے میرے پاس آ گئے، لہٰذا اب اس کی سزا بھگتو۔ (صفحہ ۱۲۳۔۱۲۴)



اب دو حکم اور ہیں آنکھوں کا اور دل کا۔ نظر کی حفاظت کیجیے، نامحرم سے نظر بچائیں، اسی طرح بے ریش لڑکوں کو بھی نہ دیکھیں چاہے حسین ہو یا غیر حسین ہو کیونکہ جب چوہے کو بلیاں دوڑاتی ہیں تو چوہا بل کے حسن کی طرف نہیں دیکھتا کہ بل سنگِ مرمر کا ہے یا نہیں، وہ دیکھتا ہے کہ بل ہونا چاہیے، بلیوں کی میاؤں سے گھبرا کر اس میں گھس جاتا ہے۔ میر صاحب کے لیے میرا شعر ہے ؎

بے کسی اے میر اس چوہے کی دیکھا چاہیے
بلیوں کی میاؤں ہو اور پاس کوئی بل نہ ہو

میرے مدرسہ میں ایک الجزائری تھا، وہ عربی بولتا تھا، اردو نہیں سمجھتا

تھا۔ میں نے عربی میں اس کو یہ شعر سمجھایا کہ بلیوں کی میاؤں ہوتی ہے تو چوہا کس طرح بھاگتا ہے۔ وہ بہت ہنسا اور اس نے عربی میں کہا کہ چوہا گھبرا کر بھاگتا ہے مگر مارے گھبراہٹ کے اُلٹ جاتا ہے، پھر سیدھا ہوتا ہے، پھر اُلٹ جاتا ہے۔

تو دو حکم بیان ہو گئے۔ اب دو حکم اور ہیں، آنکھ کی حفاظت اور دل کی حفاظت۔ آنکھوں کو حسینوں سے بچاؤ، نہ محبت سے دیکھو نہ غصہ سے دیکھو۔ ایک صاحب آنکھیں لال کیے ائیر ہوسٹس پر غصہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں تمہارے آفیسر سے شکایت کروں گا کہ یہ سروس اچھی نہیں کرتی، چائے میں دیر کر دی اور چینی بھی نہیں دی وغیرہ وغیرہ، تو میں نے ان کی آنکھ کو دیکھا اور اپنے تجربہ کی بنا پر سمجھا کہ غصہ کی حالت میں بھی نفس اپنا کام کرتا ہے، محبت سے تو مزہ لیتا ہی ہے لیکن غصہ میں بھی مزہ لیتا ہے، اس لیے عورتوں کو نہ غصہ سے دیکھنا چاہیے اور نہ محبت سے دیکھنا چاہیے۔ اسی طرح لڑکوں کو خصوصاً جن لڑکوں میں حسن ہو اگرچہ ان کے کچھ بال ڈاڑھی کے نکل آئیں تب بھی نہ دیکھو۔ مولانا رومی کے زمانہ میں اگر دو چار بال نکل آتے تھے تو کشش ختم ہو جاتی تھی لیکن یہ زمانہ ایسا ہے کہ ایک ہزار بال کے باوجود لوگوں کو کشش معلوم ہوتی ہے۔ غرض اگر چہرہ پر کشش ہے، نمک ہے تو اس سے بچنا واجب ہے۔ تو لڑکے، لڑکیاں، عورتیں کیسی بھی ہوں ان سے بچنا چاہیے، چاہے بالکل مکروہ شکل ہو۔

ہارون رشید کے زمانہ میں ایک عورت کے حمل ٹھہر گیا اور وہ بہت ہی مکروہ تھی۔ ہارون رشید کو تعجب ہوا کہ اس کو کس نے استعمال کیا، کون ایسا بدذوق ہے کہ اس پر عاشق ہو گیا۔ تحقیق کی تو (C.I.D) نے اس کے زانی کو گرفتار کر لیا۔ وہ بھی ویسا ہی مکروہ تھا۔ **لِکُلِّ سَاقِطَۃٍ لَاقِطَۃٌ** ہر گری پڑی چیز کا کوئی اٹھانے والا ہے اور غیر شادی شدہ پر جب شہوت سوار ہوتی ہے تو وہ مکروہ شکل کو بھی نہیں چھوڑتا۔ مطلب یہ ہے کہ عورتوں اور لڑکوں سے آنکھ کی

حفاظت بہت ضروری، بہت ضروری، بہت ضروری ہے۔ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، اللہ سے بے خوف نہ ہو ورنہ اللہ گردن پکڑ کر مروڑ دے گا، جس دن عذاب دے گا اس دن کوئی کام نہیں آئے گا۔

اور دل میں بھی گندے خیالات مت پکاؤ۔ پرانے گناہوں کو یاد کر کے مزہ لینا بھی حرام ہے، بلاارادہ خیال آجائے تو اس خیال میں مشغول نہ ہو، اس خیال کو پاکیزہ خیال میں تبدیل کر دو یا خدا کا خوف دل میں لاؤ، دوزخ اور قیامت کو یاد کر لو اور سوچو کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اس کے سامنے ہمارا قلب بالکل ایسا ہے جیسے ہم آفتاب کو دیکھتے ہیں۔ نظر کی حفاظت باڈر کی حفاظت ہے اور دل کی حفاظت کیپٹل کی حفاظت ہے۔ اگر کسی ملک کا باڈر اور کیپٹل محفوظ ہو تو وہ ملک سدا سلامت رہتا ہے۔ بس جس کی آنکھیں اور قلب غیر اللہ سے محفوظ ہوگا اس کا اسلام، ایمان، احسان، سب محفوظ رہے گا ورنہ کتنا ہی حج، عمرہ ہو، کتنا ہی وظیفہ پڑھتا ہو، اگر آنکھ کی حفاظت نہیں کرتا تو سمجھ لیجئے کہ ایک بدنظری سے سارا نور نکل جاتا ہے۔ اگر ہمت نہ کی تو مرتے دم تک یہ عادت نہیں چھوٹتی۔ اَسّی نوے سال کے ہوجائیں گے اور مرتے ہوئے بھی نرسوں کو دیکھ کر مریں گے۔ عادت خراب ہوجاتی ہے۔ اس لیے یاد رکھو اللہ کی دی ہوئی ہمت کو ایک نعمت سمجھ کر استعمال کرو ورنہ پھر ہمت اتنی کمزور ہوجائے گی کہ مرتے دم تک یہ مرض نہیں جائے گا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک اسّی سال کے بڈھے تھے، انھوں نے لکھا کہ مجھے بدنظری کا مرض ہے۔ وجہ کیا تھی؟ اللہ کی دی ہوئی ہمت اور طاقت کو استعمال نہیں کیا، سب کو اللہ نے بچنے کی طاقت دی ہے، ہر انسان کو آنکھوں کے بچانے کی طاقت دی ہے، ہمت دی ہے مگر یہ ہمت چور ہے، یہ طاقت چور ہے جو ہمت اور طاقت کو استعمال نہیں کرتا۔

ایک بات بہت ہی دردِ دل سے واللہ قسم کھا کے کہتا ہوں کہ جس دن نظر بچانے کی اور دل بچانے کی توفیق ہوگئی آپ ایمان کی حلاوت پا جائیں گے، آپ کا ایمان اور احسان اتنا بڑھ جائے گا کہ حج و عمرہ اور نفل والے سب پیچھے رہ جائیں گے، آپ اللہ کے راستہ میں سب سے آگے بڑھ جائیں گے۔ شیر ہرن کا خون پیتا ہے، کیسا لال رہتا ہے، چلتا ہے تو زمین ہل جاتی ہے، سارا جنگل اس سے خائف رہتا ہے کیونکہ اس کی غذا خون ہے، آپ بھی ارمانوں کا خون، تمناؤں کا خون پی لیں، لیکن ہر تمنا کا خون پینا فرض نہیں ہے، جو تمنا، جو خواہش اللہ کی مرضی کے خلاف ہے اس کا خون پی جائیں تو بس آپ بھی شیر کی طرح ہو جائیں گے۔ سارا جہاں آپ سے ڈرے گا، آپ کی باتوں میں اثر ہوگا، دردِ دل پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے بہت ہی دردِ دل کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ آنکھ بچانے کی ہمت کریں، دل میں احسانی کیفیت اور محبت پیدا ہو جائے گی۔ نظر کی حفاظت بہت بڑا مجاہدہ ہے لیکن حلاوتِ ایمانی اس کے بدلہ میں ملتی ہے۔ مجاہدہ بہت ہوتا ہے لیکن انعام بھی کتنا بڑا ہے۔ اگر آسان ہو تو ہر کوئی نہ کر لے۔ حسین کو دیکھ کر دل للچا جاتا ہے کہ ایک نظر دیکھ لوں۔ علامہ جوزی نے لکھا ہے کہ اللہ نے بصارت کی مٹھاس لے کر بصیرت کی مٹھاس دے دی، اب سمجھ لیجئے کہ یہ کتنا بڑا انعام ہے، ہزاروں سال کی عبادت سے یہ نعمت نہیں ملتی، آپ نظر بچانے کی مشق کیجئے پھر اس کا پھل اور اس کا انعام دیکھئے۔ اللہ نے مردہ لاشوں سے نظر کی حفاظت کرا کے اس کے بدلہ میں خود اپنی ذات کو دے دیا۔ خونِ آرزو کا خوں بہا اللہ ہے۔ حلاوتِ ایمانی کیا چیز ہے؟ تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر اللہ مل جاتا ہے، اللہ مل جاتا ہے، اللہ مل جاتا ہے نظر کے بچانے سے۔ پھر بتاؤ اللہ کے مقابلہ میں نظر بچانا کیا مشکل ہے۔ کنکر پتھر کے بدلہ میں اگر کروڑوں کا موتی مل جائے تو کیا یہ سستا سودا نہیں ہے؟

ان حسینوں کو بڑھاپے میں تم خود چھوڑنے والے ہو تو جس چیز سے تم بھاگنے والے ہو، اس سے آج جوانی میں اللہ کے خوف سے اللہ کے لیے نظر کو بچالو، اِن شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ مل جائیں گے۔ اللہ نے خونِ تمنا کا خوں بہا اپنی ذات کو رکھا ہے۔ ان مردہ لاشوں کے لیے، مرنے والی لاشوں کے لیے، سڑنے، گلنے، والی لاشوں کے لیے اللہ سے محروم ہوتے ہو! اور مرنے سے پہلے ہی بڑھاپے میں جب ان کے گال پچک جائیں گے تم ان کو نہیں دیکھو گے تو اس وقت کوئی اجر نہیں ملے گا آج بچو گے تو اللہ کو پا جاؤ گے۔ اس وقت اپنی طبعی نفرت سے نہ دیکھو گے، طبیعت کا غلام اللہ کا غلام نہیں ہے۔ اللہ کا غلام وہ ہے کہ جب طبیعت جوان ہو اور دیکھنے کو جی چاہے مگر پھر بھی نہ دیکھے اللہ کے خوف سے۔ یہ کیا کہ معشوق بڈھا ہوگیا تو بھاگ نکلے۔ یہ کمینہ آدمی ہے، بے غیرت ہے۔ عین جوانی کے وقت گناہ سے بچنا اللہ والوں کا کام ہے ورنہ کافر بھی جب بڈھا ہوجاتا ہے یا بڈھی ہوجاتی ہے تو کافر دیکھتا ہے؟ بتاؤ! ہندو، یہودی، عیسائی ستر برس کی بڑھیا کو دیکھتا ہے للچائی ہوئی نظر سے؟ تو تم نے اگر ستر برس میں چھوڑ دیا تو کیا کمال کردیا۔ ہندو، یہودی اور عیسائی کی مشابہت کرلی، جوانی میں حسینوں سے بچنے کی مشق کرو۔ دیکھو قربانی جاندار جانور کی اچھی ہوتی ہے، تم جب تگڑے ہو اس وقت قربانی پیش کرو تو تم اللہ کے نزدیک مقبول ہوجاؤ گے بس اب میری تقریر ختم۔

ہمارے سارے اعضاء اللہ کے غلام ہیں۔ بِجَمِیۡعِ اَعۡضَاءِہٖ وَ بِجَمِیۡعِ اَجۡزَاءِہٖ ہم اللہ کے غلام ہیں لہٰذا ہمارے ہر عضو سے اللہ کی غلامی ظاہر ہو، ہماری آنکھوں سے، ہماری زبان سے، ہمارے ہاتھ پاؤں سے، ہمارے جسم کے ذرّہ ذرّہ سے اللہ کی غلامی کے آثار ظاہر ہوں اور ہم اپنی آنکھوں پر، اپنے دل پر، اپنے ظاہر و باطن پر اللہ کے قانون کو نافذ کریں۔ اگر محروم مرنا ہے تو آپ

کو اختیار ہے کہ آپ بدنظری میں اپنی جان دے دیں، لیکن اگر کامیاب زندگی چاہتے ہوتو اللہ تعالیٰ سے ڈرواور آنکھوں کوغیر محرم سے بچاؤ۔ دیکھوسب لوگ عہد کرو کہ یا اللہ تیرے حکم کے تابع رہیں گے، اپنی آنکھوں کوبھی آپ کا غلام بنائیں گے اور دل کوبھی۔ غلام کوآقا کے تابع ہونا چاہیے، غلام آقا کا تابع ہوتو وہ انعام یافتہ کہلاتا ہے، اور جونافرمان ہوسزا یافتہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمت اورتوفیق دے دے کہ نامحرم پرنظر نہ ڈالیں، کسی حسین کونہ دیکھیں، اللہ تعالیٰ اس کی ہمت، اس کی توفیق دے دے اور اپنی رحمت سے اپنا بنالے، اللہ سارے احکام پرعمل نصیب فرمائے اور تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ایمان کی حلاوت دل کوعطا فرمائے اور اللہ ہم سب سے راضی ہوجائے۔ (صفحہ ۱۲۹۔ ۱۳۴)



حفاظتِ نظر کا انعام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

ارشاد فرمایا کہ صحابہ نے جب ملکِ شام فتح کیا تو کس طرح فتح ہوا۔ شام کا حسن مشہور ہے، سبزہ آمیز ہوتا ہے، گرین (**Green**)۔ عیسائیوں نے اپنی خوبصورت لڑکیوں کوسجا کر دورویہ کھڑا کردیا کہ صحابہ جب گذریں گےتو بدنگاہی کریں گےاور اللہ کی مدد ان سے ہٹ جائے گی تو فتح نہیں کرسکیں گے، یہ اسکیم بنائی، لیکن جب صحابہ گذرے تو سپہ سالار نے یہ آیت پڑھ دی قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایمان والوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہوں کونیچی کرلیں۔ صحابہ کہتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوا کہ یہ آیت ابھی ابھی نازل ہورہی ہے۔ جب صحابہ اس طرف سے نیچی نگاہ کرکے گذر گئےتو لڑکیوں نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ

آپ کی چال بے کار گئی۔ وہ لوگ تو فرشتے ہیں فرشتے! انہوں نے ہماری طرف دیکھا بھی نہیں اور محض اس عمل کی برکت سے بغیر جنگ کیے ہوئے فتح ہوگئی۔

آہ! صحابہ نے دین پر اپنی جانیں دے دیں اور خونِ شہادت قبول کرلیا اور ہم لوگ نگاہ نیچی کرنے سے کتراتے ہیں اور نگاہ کو لید کے مقام پر پلید کرتے ہیں، پیشاب پاخانے کے مقام کے بدلہ میں آہ! اللہ سے خود کو محروم کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کی قیمت ابھی ہمارے دلوں میں نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اگر دل میں ہو تو معلوم ہو کہ یہ حکم کس کا ہے، جس نے آنکھ پیدا کی اور آنکھ میں روشنی کا خزانہ رکھا، سیاہ پتلی میں روشنی رکھی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرتِ قاہرہ کی یہ کتنی بڑی دلیل ہے کہ سیاہی میں روشنی رکھ دی جبکہ سیاہی اور روشنی میں تضاد ہے اور پھر حکم غض بصر کا دیا۔ کیا اللہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آنکھ دے اور آنکھ کے متعلق حکم نافذ نہ کرے۔ جس نے آنکھ بنائی اس نے آنکھ کے لیے حکم نافذ کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ اپنی آنکھ کی حفاظت کریں اور کسی نامحرم، کسی اجنبیہ، کسی کی بہن، کسی کی ماں، کسی کی بیٹی، کسی کی خالہ، کسی کی پھوپھی کو نہ دیکھیں، اس لیے کہ جو لوگ خود نظر باز ہیں، اگر ان کی بیوی، ان کی بہن، ان کی ماں، ان کی خالہ اور ان کی پھوپھی کو کوئی دیکھے تو ان کو بھی برا معلوم ہوگا۔ پس ہم نے تو وہی حکم نازل کردیا جو تم چاہتے ہو، جو تمہاری چاہت کے مطابق ہے۔ تم جب کسی کو دیکھتے ہو تو تمہیں شرم نہیں آتی کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے، کیا بات ہے کہ جانور کی طرح سے زندگی گذارتے ہو، جہاں چاہتے ہو دیکھتے ہو حالانکہ جس نے آنکھ بنائی ہے اسی کا تو قانون ہے کہ کہاں دیکھو، کہاں نہ دیکھو۔ جہاں ہم کہیں وہاں دیکھو اور جہاں ہم منع کردیں وہاں مت دیکھو ورنہ ہم تمہاری آنکھ اندھی کرنے پر قادر ہیں، تمہاری آنکھ کو بے نور کرنے پر قادر ہیں۔ بتاؤ کوئی بدنظری کرے

اور اس کی آنکھ کی روشنی اللہ چھین لے تو پھر کیا ہوگا؟ کیا پھر دیکھ سکتا ہے۔ اللہ سے ڈرو۔ مردہ لاشوں کے پیچھے مردہ خور بنے ہوئے ہو۔ دردِ دل سے کہتا ہوں کہ ان مردہ لاشوں کی خاطر اللہ کو نہ چھوڑیئے، نظر خراب کر کے اللہ کو ناراض نہ کیجئے۔ نافرمانی سے کچھ نہیں پاؤ گے سوائے اس کے کہ تمہیں اللہ کا نافرمان لکھ دیا جائے گا۔ یہ بھی تو سوچو کہ مردہ لاش کو دیکھا، چلو صرف دیکھا ہی نہیں حاصل بھی کر لیا تو مردہ کی خاطر اس زندہ حقیقی کو چھوڑ دیا اور یہ مردے ہیں یا نہیں؟ کل مریں گے اور گل سڑ کے ختم ہوں گے تو آج ہی سمجھ لو کہ مرے ہوئے ہیں۔ ان مردہ لاشوں کی چمک دمک کو مت دیکھو، اللہ کو دیکھو کہ وہ کتنا حسین، کتنا صاحبِ جمال ہے کہ کروڑوں لیلاؤں کو پیدا کرتا ہے اور فنا کر دیتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان لیلاؤں کا حسن فانی ہے۔ باقی، پائیدار اور ہمیشہ رہنے والا حسن اللہ کا ہے۔ لہٰذا ان لاشوں سے فروخت ہو کر خود کو ذلیل نہ کرو کیونکہ جن کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہو وہ بھی حقیر سمجھتی ہیں کہ کوئی نہایت بدمعاش ہے اور اگر نظر بچالو چاہے ہیتھرو ائیرپورٹ پر یا فرینکفرٹ ائیرپورٹ پر تو ان عورتوں کے دل میں تمہاری عزت اور وقار پیدا ہو جائے گا کہ یہ اللہ والے لوگ ہیں، خدا سے ڈرنے والے لوگ ہیں جو ہماری صورت کو نہیں دیکھتے جب کہ ہماری صورت کو دیکھنے کے لیے بڑے بڑے بادشاہوں کی رال ٹپک جاتی ہے۔

فانی لذت اور باقی لذت کا فرق

ارشاد فرمایا کہ ستر اسی سال کے بعد میاں بیوی خواہ کتنے ہی حسین ہوں مگر ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم، ٹک ٹک دیکھتے ہیں اور دم نہیں مارتے کیونکہ مارنے کا دم نہیں رہتا اور بزبانِ حال کہتے ہیں ؎

لینے دینے پر ڈالو خاک
کرو محبت پاک

بس سمجھ لو ایک دن ایسا آنے والا ہے۔ساری صحبتیں خاک ہو جائیں گی۔ ہمارے ایک دوست نے جو اس وقت یہاں موجود ہیں لندن میں ایک شادی کی جو پچیس سال کی عمر کی ہے اور خود باون سال کے ہیں تو میں نے ان کے متعلق لندن میں ایک شعر بنایا تھا کہ ؎

وہ ففٹی ٹو ہے لیکن طاقتِ ٹو فائیو رکھتا ہے
اگرچہ شیخ ہے ظالم مگر ٹو وائف رکھتا ہے

لندن کے ماحول اور بے پردگی کی وجہ سے مجبور تھے اس لیے انہوں نے دو شادیاں کر لیں۔لیکن ہم کو بنگلہ دیش میں ایک آدمی اپنی لڑکی دے رہا تھا اور وہ بڈھا خوبصورت تھا،لڑکی بھی خوبصورت ہوگی مگر میں نے انکار کر دیا۔ میں نے کہا کہ مجھ کو دین کی خدمت عزیز ہے۔اگر میں نے یہ شادی کر لی تو میں مجلس میں دین کی بات سنا رہا ہوں گا کہ تم آؤ گے کہ آپ کے بیٹے کو ڈائیریا ہو گیا ہے اس کو ڈاکٹر کے ہاں لے کر جائیے تو آپ ہم سے اس کام کو چھین لیں گے۔اب ہم کو یہی کام عزیز ہے۔اگر نوجوان لڑکیاں مفت میں ملیں، گفٹ میں ملیں تب بھی میں (Reject) کر دوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ یہ مزہ جو ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر کا،فکر کا، دین کی اشاعت کا اس کا کوئی مثل نہیں۔اب سمجھ لو کہ اس وقت مجھے کیا نشہ آیا،سلطنت بھی اگر ہو تو قربان کر دی جائے،اس مزہ کے سامنے تو سلطنت کی کوئی قیمت نہیں۔(صفحہ ۱۳۴۔۱۳۸)



سلوک کا حاصل

ارشاد فرمایا کہ سلوک کا حاصل اپنی تمناؤں کا خون پینا ہے۔ جو لوگ اپنی حرام تمناؤں کا خون پیتے ہیں، اللہ کو راضی رکھتے ہیں، اپنی خواہش کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں اور اللہ کی رضا کو آگے رکھتے ہیں وہ جدھر سے گذرتے ہیں اللہ کی خوشبو آتی ہے۔ وہی اللہ کے راستہ کے شیر ہیں۔ جس شخص کو یہ حوصلہ نہ ہو وہ ہیجڑہ ہے، لومڑی ہے، شیر نہیں ہے، اللہ کا راستہ شیر بننے سے طے ہوتا ہے، دانت پیس کر نفس پر حملہ کردو، نفس کی بری خواہش کو ہرگز نہ پوری کرو، کہہ دو کہ جیسے شیر خون پیتا ہے، اے نفس ہم تیرا خون پی لیں گے اور خونِ ارماں کیا ہے؟ نظر کی حفاظت میں غم برداشت کرنا اور دل میں گندے خیالات نہ پکانا، ماضی کے گناہوں کو یاد کر کے لطف نہ لینا، سلوک میں یہ دو چیزیں بڑی اہم ہیں جس کو یہ حفاظت نصیب نہیں وہ ولی نہیں ہوسکتا، بغیر ولایت کے مرے گا اگر توبہ نہ کی کیونکہ اللہ کی نافرمانی کے ساتھ ولایت جمع نہیں ہوسکتی۔

ایک شخص میرے پاس آیا، میں نے پوچھا کہاں رہتے ہو، کہنے لگا منظور کالونی میں۔ میں نے کہا کہ دیکھو ناظر کالونی میں نہ رہنا۔ پھر میں نے ایک شعر کہا کہ ؎

اخترؔ وہی اللہ کا منظورِ نظر ہے
دنیا کے حسینوں کا جو ناظر نہیں ہوتا

یہی پرچہ مشکل ہے، ہمارے یہاں یہی حل کیا جاتا ہے اور اس سے آدمی بہت جلدی اللہ والا بنتا ہے۔ تھوڑا سا غم اٹھالیا اور اس کے بدلہ میں اللہ مل گیا تو کیا یہ سستا سودا نہیں ہے۔ کیوں بھائی، اگر کسی عورت کو آتا دیکھ کر نظر نیچی کر لی تو کیا جان سے مر گئے؟ آدھی جان لے کر اللہ تعالیٰ نظر کی حفاظت کی برکت سے جان میں

سو جان عطا کرتا ہے، ایسی تجارت کہاں ہے، کون ہے ایسا کریم مالک۔ نظر بچانے کا مزہ اگر حقیقت میں کھل جائے تو واللہ کہتا ہوں کوئی بدنظری نہ کرے اگر نظر بچانے کا مزہ پا جائے، بس ہمت کرو، ہمت اللہ نے دی ہے۔ (صفحہ ۱۳۸۔۱۳۹)



فریبِ مجاز

ارشاد فرمایا کہ مجاز زبردست دھوکہ ہے۔ دیکھو! سولہ سال کے لڑکے پر ایک شخص عاشق ہو گیا۔ اس کے تِل پر سمرقند و بخارا فدا کر رہا ہے۔ وہی لڑکا جب پچاس سال کا ہو گیا، بال سفید ہو گئے تب وہ آیا اور اس نے کہا کہ سمرقند و بخارا آپ مجھ پر فدا کرنے کے لیے کہا کرتے تھے اب سمرقند و بخارا کا کچھ حصہ ہی دے دیجئے، بخارا نہ دے سکیں تو سمرقند دے دیجئے، سمرقند نہ دے سکیں تو بخارا دے دیجئے کیونکہ آج کل کڑکی ہے، کنبہ بڑا ہے، بارہ پوتوں کا دادا ہوں، نو نواسوں کا نانا ہوں۔ تو قدیم عاشق نے کہا کہ اب میں بخارا تو کیا آلو بخارا بھی نہیں دے سکتا۔ اس نے کہا کیوں؟ کہا کیونکہ تجھ کو دیکھ کر بخار آ رہا ہے۔ تو جو فانی چیزیں ہیں ان پر فدا ہونا اُلو پنا ہے، عشقِ مجازی کیا ہے، بیوقوفی، اُلو پن اور انٹرنیشنل گدھا پن ہے۔ ایسے ہی پندرہ سال کی لڑکی کو دیکھ کر بادشاہوں کی رال ٹپک رہی ہے لیکن جب وہ اسی سال کی ہو کے آئے گی، آنکھیں اندر دھنسی ہوئی، ناک چپٹی اور منہ سے رال بہہ رہی ہے اور لٹھیا ہاتھ میں ہے، کمر جھکی ہوئی ہے اور پونے گیارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا ہے، بتاؤ! اب رال بہے گی بادشاہوں کی؟ تو حسن کا یہ انجام ہونے والا ہے۔ وہ شخص انٹرنیشنل ڈنکی اینڈ منکی ہے جو حسنِ فانی پر مرتا ہے۔ عقل کی بین الاقوامی، انٹرنیشنل تعریف انجام بینی ہے۔ جو انجام پر نظر رکھے وہ عقلمند اور جو انجام پر نظر نہ رکھے وہ بے وقوف ہے، بین الاقوامی بے وقوف ہے، اور اللہ باقی ہے جس پر

کبھی فنا نہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہی عقلمند ہیں۔ (صفحہ ۱۳۹)



اس لیے جب کوئی مشکل پیش آئے تو سوچو کہ کوئی گناہ تو نہیں ہو گیا خصوصاً اِس زمانہ میں آنکھ کا گناہ جو ہے بڑے بڑے لوگ مقطع صورت، گول ٹوپی رکھتے ہوئے اس گناہ میں مبتلا ہیں اِلاّ ماشاء اللہ۔ بہت کم لوگ ہیں جو بدنظری سے بچتے ہیں کیونکہ اس کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں۔ اگر یہ معمولی گناہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ **یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ** کا حکم نازل نہ کرتے اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو آنکھوں کا زِنا نہ فرماتے اور ناظر اور منظور کو لعنت کی بددعا نہ دیتے۔ بس آج سے توبہ کرلو اور ارادہ کرلو کہ ایک نظر بھی خراب نہیں کریں گے، کرسچن عورت ہو یا مسلمان عورت کسی کو نہیں دیکھیں گے۔ دانت پیس کر نفس سے کہو کہ اے نفس ظالم ہم تیرا خون پی لیں گے۔ اگر اس کو تکلیف ہوتی ہے تو ہونے دو کیونکہ نفس دشمن ہے۔ بتائیے! دشمن کی تکلیف سے آپ خوش ہوتے ہیں یا نہیں؟ اگر دشمن خوش ہو اور مسکرا رہا ہو تو آپ ڈر جاتے ہیں کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے اور دشمن غمگین ہو اور رو رہا ہو تو آپ خوش ہوتے ہیں۔ نفس روئے تو خوش ہو جاؤ کہ دشمن کا رونا ہی اچھا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا دشمن تمہارے پہلو میں ہے۔ اس کو جتنی بھی تکلیف ہو ہونے دو۔ نفس کی تکلیف کو آپ اپنی تکلیف کیوں سمجھتے ہیں۔ یہ آپ کو تکلیف نہیں ہو رہی ہے آپ کے دشمن کو ہو رہی ہے۔ جس تکلیف سے اللہ مل جائے وہ مبارک تکلیف ہے، اللہ کے مقابلہ میں کوئی تکلیف کچھ نہیں ہے۔ اللہ ملتا ہے نظر بچانے سے، خوب سمجھ لو اللہ ملتا ہے نظر بچانے سے۔

پھر کہتا ہوں، درد دل سے کہتا ہوں کہ نظر خراب کر کے اللہ کو نہ چھوڑیئے، ان مردہ لاشوں کی خاطر اللہ کو ناراض نہ کیجئے، سوچو کہ مردہ لاش کو

دیکھا اور اللہ کو چھوڑا۔ آہ! کیا کھویا اور کیا پایا؟ اللہ کے بدلہ میں مردہ کو لے لیا۔ یہ سب مردہ ہیں یا نہیں؟ گل سڑ کے ختم ہوجائیں گے۔ جو کل مریں گے آج ہی سمجھ لو کہ مرے ہوئے ہیں۔ ان مردہ لاشوں کی چمک دمک کو مت دیکھو کہ عارضی ہے، اللہ کو دیکھو کہ کتنا حسین ہے، اس کا حسن پائیدار ہے، لازوال ہے، ہمیشہ رہنے والا ہے لیکن اللہ اُسی کو ملتا ہے، اللہ کے حسنِ غیر فانی اور جمالِ لازوال کا اِدراک اُسی دل کو ہوتا ہے جو اللہ کے خوف سے ان حسینوں سے نظر بچاتا ہے مَنْ تَرَکَھَا مَخَافَتِیْ پر یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ کا وعدہ ہے۔ یاد رکھو کہ نظر بچانے سے دل کی آرزو ٹوٹ جاتی ہے، شدید غم ہوتا ہے کیونکہ ان حسینوں میں حسن اور کشش اللہ ہی نے رکھی ہے تو اس کو چھوڑنے کے بدلہ میں اپنی ذاتِ پاک کو دے دیا کہ تم ہماری مٹھاس اور شیرینی کو پاجاؤ گے، یجد کا لفظ فرمایا کہ تم واجد ہوگے اور تمہارے دل میں اللہ موجود ہوگا۔ یہ خیالی باتیں نہیں ہیں، یہ ظنّیات نہیں ہیں یقینیات ہیں۔ یہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عمل کر کے دیکھو اللہ کو موجود پاؤ گے اور اس کی حلاوت کو محسوس کرو گے۔ لہٰذا گناہوں سے بچو، اللہ تعالیٰ نے تقویٰ میں ہر کام کی آسانی رکھی ہے اور مشکلات و مصیبت کی دوری رکھی ہے اور رزق بے حساب رکھا ہے۔ (صفحہ ۱۴۶۔۱۴۷)



شب ۱۰؍صفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۱؍اپریل ۲۰۰۲ء بروز اتوار مجلس بعد مغرب برمکان جناب یوسف ڈیسائی صاحب اسٹینگر

عذابِ الٰہی

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو دنیا ہی میں جہنم کا مزہ چکھنا ہو وہ ظالم عشقِ مجازی میں جری ہوجائے اور کسی اَمرَد یا کسی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہوجائے۔

اس لیے فرمایا کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے اور انسان یہ بھی نہیں سوچتا کہ جو آج لڑکا ہے وہ کل نانا ابو ہونے والا ہے۔ جب وہ نانا ابا بن جائے گا، چھوٹے چھوٹے بچے اس کو نانا کہیں گے کیا تب بھی تم اس سے کہو گے کہ میں تم پر عاشق ہوں؟ افسوس ہے کہ انسان کو مستقبل کا خیال نہیں آتا، بس بل کا خیال ہوتا ہے۔ بل کے لیے بلبلاتا ہے اور تل کے لیے تلملاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی لڑکی خوبصورت ہے تو وہ نانی اماں ہونے والی ہے، پھر کیا منہ اس قابل رہے گا، پھر کیا نانی اماں کو منہ دِکھا سکو گے۔ لڑکا نانا ابا ہونے والا ہے، دادا ابا ہونے والا ہے، لڑکی نانی اماں اور دادی اماں ہونے والی ہے۔ پھر کہاں جاؤ گے اپنا کالا منہ لے کر ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی
ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہوئی
کوئی دادا ہوا کوئی دادی ہوئی

اس لیے مستقبل پر نظر رکھو کہ آئندہ کیا ہوگا، اس وقت نقد تو مزہ ہے لیکن آئندہ تو عذابِ الٰہی ہے اور نقد بھی عذاب ہے۔ عاشقِ مجاز کو نقد عذابِ الٰہی ملتا ہے کہ تڑپتا رہتا ہے، اسی میں جلتا رہتا ہے، نیند بھی نہیں آتی، سکون بھی چِھن جاتا ہے۔ میرا ایک شعر ہے ؎

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغز دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

عاشقِ مجاز کے دل پر ہر وقت عذاب رہتا ہے اور دنیا میں بھی عزت نہیں ملتی۔ اللہ کے عاشقوں کے جوتے اٹھائے جاتے ہیں اور مجاز یعنی غیر اللہ کے عاشقوں کے سر پہ جوتے مارے جاتے ہیں، کتنا فرق ہے۔ اللہ کے

عاشقوں کے جوتے اٹھانا ہرشخص اپنی سعادت سمجھتا ہے اور غیر اللہ سے دل لگا یا کسی لڑکے سے کسی لڑکی سے اور اس کے ماں باپ یا بھائیوں کو پتہ چل گیا تو اس کے سر پر جوتے ماریں گے۔ یہ کیا کم لعنت ہے؟

حسنِ مجازی سے نجات دلانے والا شعر

ارشاد فرمایا کہ میرا امریکہ کا سفر ہو رہا تھا تو جرمنی کے فرینکفرٹ ائیر پورٹ پر ایک لڑکی بہت ہی نازک، بہت ہی شوخ، بہت ہی بدتمیز اس نے اس قدر آفت مچادی کہ ہمارے احباب پریشان ہو گئے، کبھی بے ضرورت آ کر منہ سے منہ ملا کر بات کرتی پھر مڑ کر جاتی اور پیچھا دِکھاتی۔ میں نے کہا کہ اس کو دیکھو ہی مت اور آنکھ بند کر کے میرا شعر پڑھو لیکن دیکھو مت کیونکہ دیکھنے کے بعد عقل خراب ہوجاتی ہے، کوئی فائدہ قرآنِ پاک اور حدیثِ پاک کا نہیں پہنچے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا رَأَيْتُ مِنْ نَّاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّ دِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَا كُنَّ الخ

(صحیح البخاری، ج:۱، ص:۴۴، کتاب الحیض، باب ترك الحيض الصوم)

عورتیں آدھی عقل کی ہیں مگر پوری عقل والوں کی عقل اُڑا دیتی ہیں اور دیکھنے سے جب عقل ہی سلامت نہیں رہے گی تو جو گناہ کرلے وہ کم ہے تو میں نے کہا کہ اُدھر دیکھو مت اور آنکھ بند کر کے میرا یہ شعر پڑھو، دیکھنے سے شعر کا فائدہ نہیں ہوگا۔ وہ شعر یاد کرلو، بڑے کام کا ہے۔ میرا شعر کوئی ہنسی مذاق کے لیے نہیں ہے، اِصلاح کے لیے ہے ؎

آگے سے موت پیچھے سے گو
اے میر جلدی سے کر آخ تھو

عورتوں کے آگے سے موت نکلتا ہے اور پیچھے سے گو اور یہی حال لڑکوں کا

بھی ہے اور عورتیں تو کسی وقت حلال ہو سکتی ہیں مثلاً شوہر مر گیا، آپ نے نکاح کے لیے پیغام دے دیا، اس نے قبول کرلیا، ایجاب وقبول ہو گیا اور کام بن گیا لیکن لڑکا کبھی حلال نہیں ہوسکتا، جتنی زیادہ عمر ہوگی اتنی ہی زیادہ اس کی حرمت سمجھ میں آجائے گی، جیسے جیسے عمر بڑھے گی بابا بنا پھر دادا بنا پھر پردادا بنا پھر قبر میں ختم ہو گیا پھر اپنے منہ پر جوتے مارنے کو دل چاہے گا کہ ہم نے کہاں اپنی زندگی ضائع کی۔ لیکن اس وقت پچھتانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ عین شبابِ حسن کے وقت نظر کو بچالو، غم اٹھالو اور اس غم کے بدلہ میں اللہ کو پالو، دونوں جہان بنالو۔

خوبصورت الفاظ، گندے معانی

ارشاد فرمایا کہ ان مجازی شاعروں نے امت کا اور بیڑا غرق کر دیا۔ خوبصورت الفاظ کے پیچھے مطلب گندا ہوتا ہے۔ غالب نے کہا تھا

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

معشوق نے پوچھا کہ غالب صاحب کیا مدعا ہے؟ کہا کہ مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کہا کچھ تو کہیئے، آپ خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے، اس نے کہا کہ آپ کا جو مقامِ نفرت ہے وہی میرا مدعا ہے۔ اس نے کہا کہ اچھا نالائق تو بدمعاشی کرنا چاہتا ہے۔ جوتا نکال کر دس لگائے گا، پھر عاشق صاحب غزل بغل میں دبا کر سر سہلاتے ہوئے بھاگیں گے۔ میرا شعر ہے ؎

میر نے اس بت کا جب پیچھا کیا
کرب و غم نے میر کا پیچھا کیا
اپنے پیچھے کا جو غم دیکھے ہے میر
اس کے پیچھے کا نہ پھر پیچھا کیا

حضرت مولانا منصور الحق صاحب نے اس شعر کا مفہوم اور غالب کے شعر کی حضرت والا کی مندرجہ بالا شرح کا انگریزی میں ترجمہ کر کے حاضرین کو سنایا۔

حفاظتِ نظر حفاظتِ قلب کا ذریعہ ہے

ارشاد فرمایا کہ جو آنکھوں کو بچالے تو دل کا بچانا آسان ہے کیونکہ دل آنکھ کے تابع ہے۔ جب آنکھ سے بدنگاہی کرتا ہے تب دل گندا ہوتا ہے اور گندے خیالات آنے شروع ہوجاتے ہیں، جو آنکھ بچالے گا اس کا دل بھی پاک رہے گا۔ دل اللہ کا گھر ہے اگر تم کسی کو مہمان بنانا چاہتے ہو تو کیا اس کو گندی جگہ ٹھہراتے ہو جہاں بلی کتے کا گو ہو یا مردے لیٹے ہوں؟ جہاں کہیں مردہ لیٹا ہوتا ہے تو تم بھی پسند نہیں کرتے کہ وہاں کھانا کھاؤ۔ یہ دل اللہ کا گھر ہے اور ان ہی کا بنایا ہوا ہے اور تم نے مُردوں کی محبت سے اس کو ناپاک کر دیا تو اللہ پاک ہے وہ ناپاک گھر میں نہیں آتا۔ لہٰذا دل کو پاک رکھو اور سکھ کی نیند سو، گناہوں سے بچو اور چین سے رہو۔ سکھ کی نیند سو، نہ ویلیم فائیو کی ضرورت ہے نہ ویلیم ٹین کی ضرورت ہے، جو اللہ کو راضی رکھتا ہے چین سے رہتا ہے۔ (صفحہ ۱۴۸۔ ۱۵۲)



حسن کی طرف میلان کے باوجود تقویٰ سے رہنا کمال ہے

ارشاد فرمایا کہ حسینوں سے نظر نیچی کرنے میں جس کو گرانی اور تکلیف نہ محسوس ہو اس کا ولی اللہ ہونا تو درکنار وہ انسان بھی نہیں ہے، اس لیے کہ نظر بچانے کا جو انعام ہے وہ اسی تکلیف کی وجہ سے ہے۔ علامہ جوزی نے لکھا ہے کہ بصارت کی تکلیف کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے بصیرت کا حلوہ دے دیا۔ پس جس کی بصارت میں تکلیف نہ ہوئی تو معلوم ہوا یہ انسان

نہیں ہے، اس کا کیسا دل ہے کہ حسینوں سے نظر نیچی کرنے میں گرانی محسوس نہیں کرتا، یہ انسانی دل نہیں ہے حیوانی دل ہے۔ اس لیے وہ لوگ مایوس نہ ہوں جن کو گرانی محسوس ہوتی ہے۔ گرانی کا محسوس ہونا عین فطرت ہے لیکن گرانی کو برداشت کرنا اور اللہ کے سامنے سر ڈال دینا، اللہ کا حکم مان لینا ہی تو کمالِ مجاہدہ ہے اور انعام یہ ہے کہ آنکھوں کی مٹھاس لے کر دل کو اپنے قرب سے میٹھا کر دیا۔ میرے ایک دوست عالم نہیں تھے لیکن بڑے باپ کے بیٹے تھے، انہوں نے کہا کہ کیا بات ہے جب میں نظر نیچی کرتا ہوں تو میرے دل میں مٹھاس محسوس ہوتی ہے کیونکہ نظر نیچی کرنے سے اللہ کی اطاعت لازم آتی ہے اور اللہ کی ہر فرمانبرداری کے ہر عمل کی جزا الگ الگ ہے۔ دل بادشاہ ہے اور غضِ بصر میں دل کو تکلیف ہوتی ہے اور بادشاہ جب اللہ کے راستہ میں مزدور بن جاتا ہے تو اس کو اجر بھی عظیم الشان دیتے ہیں۔ بادشاہ کو اجر بھی بادشاہ کے شایانِ شان دیا جاتا ہے چنانچہ اس کو اللہ تعالیٰ نظر کی حفاظت پر حلاوتِ ایمانی، اپنے قرب کی مٹھاس عطا فرماتے ہیں۔ نظر بچانے سے جو دل میں خون بہا تو اس کے خوں بہا میں اللہ نے اپنی ذات کو پیش کیا ہے۔ ایک آدمی کسی کو قتل کر دے تو اس قتل کے بدلہ میں قاتل کو قتل کر دیا جاتا ہے یا وارثوں کی مرضی سے خوں بہا بصورتِ رقم دیا جاتا ہے لیکن نظر کی حفاظت میں جو دل کا خون ہوا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کا خوں بہا میں ہوں۔ حلاوتِ ایمانی کیا ہے؟ حلاوتِ ایمانی سے مراد اللہ کی ذات ہے أَبْدَلْتُهُ إِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِيْ قَلْبِهِ حلاوتِ ایمانی کا اور کیا ترجمہ آپ کریں گے سوائے اس کے کہ اللہ خود مل جاتا ہے۔ اس مجاہدہ سے اس کے دل کا عالم بدل جاتا ہے۔ عالمِ بُعد سے وہ عالمِ قرب میں آجاتا ہے۔ دل جسم میں بادشاہ ہے اس لیے اس کی محنت پر اس کا معاوضہ

اور مزدوری بھی زیادہ ہونی چاہیے۔ اسی لیے حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے اور وعدہ بھی ایسا ہے یَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِیْ قَلْبِهٖ یعنی اپنے قلب میں وہ پالے گا حلاوت کو یعنی وہ واجد ہو جائے گا اور حلاوتِ ایمانی موجود ہو جائے گی۔ اس پر عمل کر کے تو دیکھو خالی سننے سے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ سننے کی بات نہیں ہے، عمل کرنے کی بات ہے مثلاً ائیر ہوسٹس سے نگاہ بچالو تو پتہ چلے گا کہ کیا تکلیف ہوئی اور کیا ملا۔

پھر مولانا منصور الحق صاحب سے اشعار پڑھنے کے لیے فرمایا۔ انہوں نے یہ غزل پڑھی جو ہوائی جہاز میں انہوں نے کہی تھی اور جب انہوں نے یہ شعر پڑھا ؎

دے دے دیارِ مرشدِ محبوب کا پتہ
بادِ صبا تو اڑتی ہے لے کر کدھر مجھے

حضرت والا نے یہ شعر پسند فرمایا اور تمام سامعین نے بھی پسند کیا اور مولانا کو مختلف لوگوں نے ہدایا دیئے تو حضرت نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں بڑے بڑے اولیاء اللہ کسی شعر سے خوش ہو جاتے تھے تو شاعر کو لوگ نذرانہ دیتے تھے آج ماشاء اللہ بزرگوں کی ایک سنت زندہ ہوگئی، اولیاء اللہ کا ایک طریقہ زندہ ہوا۔

اس کے بعد فرمایا کہ بس اب چلنا چاہیے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ ہم سب کو غضِّ بَصَر کی ہمت دے دے اور مجھے اور میرے دوستوں کو اپنی ذاتِ پاک پر جان فدا کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔



شب ۱۴؍صفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۵؍اپریل ۲۰۰۲ء جمعرات برمکان مولانا رشید احمد صاحب (زمبیا)

عشاء کے بعد کچھ لوگ حضرت والا سے ملاقات کے لیے تشریف لائے

اس وقت مندرجہ ذیل ملفوظ ارشاد فرمایا۔

حسینوں کا پوسٹ مارٹم

ارشاد فرمایا کہ نظر باز سمجھتا ہے کہ میں بڑے مزے میں ہوں، حلوہ مل رہا ہے لیکن حلوہ کس چیز کا، پیشاب پاخانے اور گو کا۔ دنیاوی حسینوں کا جسم پیشاب پاخانے اور گُو کا حلوہ ہے، اوپر سے چاندی کا ورق لگا دیا گیا ہے، اس کا نام گوری ہے۔ گوری کی حقیقت کیا ہے؟ گُو موُت پیشاب پاخانے اور گندی ہوا پر چاندی کا ورق لگا دیا۔ یہ امتحان ہے جس کی وجہ سے سب عیب چھپا ہوا ہے، اگر اللہ تعالیٰ ان کے جسموں میں کوئی سوراخ ایسا بنا دیتا جس سے ہر وقت بدبو آتی تو ناک دینا مشکل ہوجاتا۔ اس امتحان کو اگر امتحان نہ سمجھا اور ان پر فریفتہ اور مست رہے تو ایک دن موت آئے گی اور عاشق و معشوق دونوں خاک میں مل جائیں گے اور اللہ سے محروم ہوجائیں گے، ان آنکھوں کی حرکت کی وجہ سے اللہ سے محروم ہوجائیں گے۔ اگر آپ آج ہی سے ہمت کرلیں کہ ایک نظر بھی خراب نہیں کریں گے چاہے جان چلی جائے، جان دے دیں گے مگر اللہ کو ناراض نہیں کریں گے تو اطمینان رکھیے جان سلامت رہے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے قرب سے وہ مستیاں، وہ کیف ملے گا کہ بادشاہوں کو خواب میں بھی نظر نہیں آسکتا، اللہ ہم سب کو ہمت دے اور ہیجڑہ پن اور لومڑی پن سے نجات بخشے۔ بدنظری کرنا ہیجڑہ پن اور لومڑی پن ہے، آج سے ہمت کرلیں کہ اے نفس اگر تُو دیکھے گا تو تجھے جان سے مار ڈالوں گا۔ ماریں نہیں دھمکی دیں۔ نفس بے وقوف ہے، دھمکی سے بھی ڈر جاتا ہے۔ سمجھے گا کہ کیا پتہ یہ ملا ایسا ہی کردے۔ بس آج سے ارادہ کرلو (حضرت والا نے روتے ہوئے فرمایا) کہ اگر یہ ایک عمل حفاظتِ نظر کا جاری ہوگیا تو میری نجات کے لیے کافی ہے۔ حفاظتِ نظر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اور بخاری شریف کی حدیث زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ اور مشکوٰۃ شریف کی روایت لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بددعا ہے کہ اللہ لعنت فرمائے جو بدنظری کرتا ہو یا منظور ہو یعنی خود کو بدنظری کے لیے پیش کرے تو اللہ و رسول کا حکم توڑ کر کوئی فلاح پا سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بددعا کیا بیکار جا سکتی ہے؟ چاہے نفلی عبادت کم کرو، چاہے وظیفے کم کرو مگر آنکھ کو خراب مت کرو۔ ایک لمحہ اللہ کو ناراض کرنا اتنا بدترین عمل ہے کہ اس سے بدترین عمل کوئی نہیں ہے۔ میرے دوستو! اس کا ارادہ کرلو کہ زندگی کی ہر سانس اللہ پر فدا کریں گے، زندگی اللہ نے اس لیے دی ہے کہ ایک سانس بھی ہم اللہ کو ناراض نہ کریں کیونکہ ان کو ناراض کرنا سب سے بڑی نمک حرامی، کمینہ پن اور بے حیائی ہے۔

وہ لوگ جو اتنے حسین ہوں کہ جس سے معلوم ہو کہ ہم مجاہدہ میں فیل ہو جائیں گے ان سے نظر بچا کر یہ شعر پڑھو تو ان شاء اللہ نظر محفوظ رہے گی ؎

آگے سے مُوت، پیچھے سے گُو
اے میر جلدی سے کر آخ تھو

یہ بتاؤ دنیا کا ہر حسین آگے سے موت اور پیچھے سے گو نکالتا ہے کہ نہیں؟ یہ دوسری بات ہے کہ کسی وقت ڈھیلا ڈھالا نکالتا ہے جو ذرا جلدی نکل جائے گا اور کسی وقت سخت ہوگا تو ذرا زور لگانا پڑے گا مگر گو اور موت کے سوا کیا چیز نکلے گی؟ اگر ان کے سوارخ (سوراخوں) سے زعفران اور مشک نکلتا تو کتنے فقیر پیالہ لیے کہتے کہ بھئی ذرا سا ہگ دو، ذرا سا موت دو، میرے بچے بھوکے مر رہے ہیں، گھر میں آٹا نہیں ہے، ان حسینوں کا پوسٹ مارٹم کرکے دیکھو کہ حقیقت کیا ہے، خالی ان کے گال مت دیکھو، چہرہ کا ڈیزائن مت دیکھو، یہ دیکھو کہ اندر سے گو اور موت کے سوا کیا نکلتا ہے، جس میں گھسنے کو تم مرغوب سمجھتے

ہو، گواور موت کی جگہ کا تصور کیا کروتو نفرت ہوجائے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوجاؤ گے، میرے احباب نے اس شعر سے بہت نفع محسوس کیا ہے کہ ؎

آگے سے مُوت، پیچھے سے گوُ
اے میر جلدی سے کر آخ تھو

اگر گو، موت کے بجائے کسی کے مشک وزعفران نکلتا ہوتو ہمیں بتاؤ! کوئی صاحب ہیں اس مجلس میں جن کے علم میں ہو کہ فلاں حسین مشک و زعفران ہگتا ہے اور عرقِ گلاب موتتا ہے، بتاؤ! ان حسینوں کے پاس موت اور گو کے سوا کیا ہے؟ یہی بدبودار چیزیں ان کے پاس ہیں۔

بس سمجھ لو کہ گناہ کی حقیقت ہی بدبو ہے، وہ پست حوصلہ آدمی ہے جو گندی جگہ کا خیال کرتا ہے، بہت ہی ذلیل اور کمینہ ہوتا ہے اور جو اللہ والا ہوتا ہے وہ پاکیزہ طبیعت اور پاکیزہ خیالات کا حامل ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ کا نام لیتا ہے اور اللہ پاک ہے، پاک نام لو گے تو دل میں پاکی پیدا ہوجائے گی۔ اللہ کا نام پاک ہے، اس کی پاکی بیان کریں گے تو اس کی برکت سے ہم پاک ہوجائیں گے، اللہ تو پاک ہے ہی ہم جو سبحان اللہ کہتے ہیں کہ اللہ پاک ہے تو اس کی برکت سے ہم پاک ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس معشوقوں اور حسینوں کے پاس کیا ہے، جن کے لیے دنیا پاگل ہو رہی ہے۔ جب کوئی حسین ہگ رہا ہوتو اس کا گو چمچہ میں لے کر اس عاشق صاحب کے منہ میں زبردستی ڈالو تب ان کو معلوم ہوگا کہ ہم کس کے عاشق ہیں، اگر کوئی عاشق کسی حسین کا ایک پلیٹ گو کھالے اور ایک پیالہ پیشاب پی لے تب ہم جانیں کہ تم بڑے عاشق ہو، بڑے بڑے عاشق یہاں فیل ہوجائیں گے اور کہیں گے کہ ہم پناہ مانگتے ہیں ان گندی چیزوں سے، یہ ہے حسینوں کی حقیقت ؎

آگے سے مُوت، پیچھے سے گوُ
اے میر جلدی سے کر آخ تھو

اس شعر کو پڑھو اور گو، موت میں اپنی زندگی ضائع مت کرو۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ میں نے تم کو کس لیے پیدا کیا تھا؟ کیا گو، موت پر فدا ہونے کے لیے میں نے تمہیں دنیا میں بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے تم کو ولی اللہ بنانے کے لیے پیدا کیا تھا، اپنا دوست بنانے کے لیے پیدا کیا تھا اِنۡ اَوۡلِیَآءُ ہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ میرے ولی صرف متقی ہیں۔ تقویٰ نام ہے گناہ سے بچنے کا، گو موت سے بچنے کا، یہ مقامات ایسے ہیں کہ ان کے اندر گھسنے کے تصور ہی سے طبیعت متنفر ہو جاتی ہے اور پھر کچھ دن کے بعد ان حسینوں پر بڑھاپا آئے گا، عورت بھی اسّی برس کی ہو جائے گی، مرد بھی اسّی برس کا ہو جائے گا اور ان کا اِسٹرکچر ہل جائے گا۔ میرے اشعار ہیں ؎

جب ترا اے دوست اسٹریکچر ہلا
مجھ پہ رازِ حسنِ ڈسٹمپر کھلا
حسن جب چہرہ سے زائل ہو گیا
وہ نظر آیا مجھے بندر کھلا

ہاتھ پاؤں کانپنے لگیں گے، گردن ہلنے لگے گی، اب تصور کرو کہ دونوں معانقہ کر رہے ہیں، ایک کی گردن اوپر سے نیچے ہل رہی ہے، دوسرے کی گردن دائیں سے بائیں، دونوں کا معانقہ مشکل ہو جائے گا۔ ایک کی گردن نفی میں ہل رہی ہوگی تو ایک کی اثبات میں، کبھی دورعشہ کے مریضوں کو معانقہ کرتے دیکھو تو سبق حاصل ہو جائے گا اور اگر لقوہ ہو گیا، منہ ٹیڑھا ہو گیا تو اگر وہ تم کو خود سے بھی بوسہ کی پیشکش کرے تو تم اس کا بوسہ نہیں لو گے حالانکہ ذات وہی ہے، سوا ریخ وہی ہیں مگر تاریخ اور جغرافیہ بدل گیا۔ حسن کا بگڑا ہوا جغرافیہ

عاشقوں کی تاریخ بدل دیتا ہے اوران کی ساری مستی نکال دیتا ہے۔

اس کے برعکس جو شخص کسی اللہ والے کا عاشق ہے، اپنے شیخ کا عاشق ہے، وہ شیخ کی محبت سے اللہ کا عاشق ہوجاتا ہے کیونکہ شیخ سے محبت اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے ہی کی جاتی ہے لیکن جو لوگ کسی شیخ سے دین نہیں سیکھتے وہ رات کی عبادت کے جواہرات تو لوٹ لیتے ہیں مگر دن میں نظر کی حفاظت نہیں کرتے تو رات کا سارا نور دن لے جاتا ہے، اس سے تو بہتر تھا کہ وہ فرض نمازیں جماعت سے پڑھتے اور دن بھر حفاظتِ نظر کا غم اُٹھاتے تو اس غم کے بدلہ میں اللہ اُن کو مل جاتا۔ بڑے بڑے حاجیوں کو، بڑے بڑے عابدوں کو دیکھا ہے کہ جب ائیر ہوسٹس آتی ہے مٹکتی، چمکتی، دندناتی اور بھاگتی، دوڑتی تو اس کے چلنے کی آواز سے ان کے کان کھڑے ہوجاتے ہیں۔

بس قابلِ مبارک باد ہیں وہ بندے جو اللہ کے خوف سے ان کی طرف نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے، جن کے دل اللہ کی یاد سے جلے بھنے ہوتے ہیں اور جن کی آنکھیں اللہ کے عشق میں روتی ہیں، اِنہی دو آدمیوں کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مبارک باد پیش کی ہے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی لکھی ہے جس میں ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار ہیں، ان ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ان دو آدمیوں کو مبارک باد دی ہے کسی اور کو مبارک باد نہیں دی، نہ تہجد گذاروں کو، نہ روزہ داروں کو نہ کسی اور کو، مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ ان کو مبارکباد دیتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

اے ہمایوں دل کہ آں بِریانِ اوست
اے خوشا چشمے کہ آں گِریانِ اوست

وہ دل مبارک ہے، جو اللہ کے عشق میں جل بھن رہا ہے اور وہ آنکھیں

مبارک ہیں جو اللہ کی یاد میں رو رہی ہیں۔ باقی سب الّو ہیں، جو مرنے والوں پر، مٹی کے ڈھیلوں پر مر رہے ہیں، یہ حسین چاہے کتنے ہی خوبصورت کیوں نہ ہوں مگر ہیں سب مٹی کے ڈھیلے۔ بس اگر مولانا کی مبارک باد لینا ہے تو دو کام کرو، اپنے قلب کو اللہ کے عشق میں جلا بھنا رکھو اور اللہ کے عشق میں رونا سیکھ لو تب تمہاری آنکھیں قابلِ مبارک باد ہوں گی اور یہ سب کب ہوگا؟ جب نظر کی حفاظت کریں گے۔ لاکھ تہجد، لاکھ اشراق، لاکھ اوّابین پڑھ لو لیکن اگر کسی عورت کو یا کسی لڑکے کو بری نظر سے دیکھ لیا تو پھر دیکھو کہ دل کی کیا حالت ہوتی ہے، دل بالکل ویران ہو جائے گا، تاریک معلوم ہوگا۔

یہاں پر میں ایک بات اور کہتا ہوں اور آپ کو یہ بات بتانے والے کم ہی ملیں گے کہ ایئر ہوسٹس کو پیار سے دیکھنا بھی حرام ہے اور غصہ سے دیکھنا بھی حرام ہے، یعنی پیار سے، محبت سے دیکھنا تو حرام ہے ہی مگر غصہ سے دیکھنا بھی حرام ہے کہ غصہ سے سُرخ آنکھیں نکال کر گھورتے بھی جا رہے ہیں اور اسے دیکھتے ہوئے ڈانٹتے بھی جا رہے ہیں کہ تم نے چائے لانے میں دیر کر دی، اس میں شکر کم ڈالی ہے یا مجھے پھیکی چائے دی، شکایت ہو رہی ہے، آنکھیں لال ہیں، مارے غصہ کے چور ہو رہے ہیں لیکن سمجھ لو کہ نفس اپنا کام کر گیا اور غصہ کے رنگ میں مزہ اڑا گیا۔

بس اللہ سے دعا مانگا کرو کہ وہ اپنے جذب سے ہم جیسے نالائقوں کو بدونِ استحقاق جذب فرما کر اپنا دوست بنا لے اور اپنی رحمت سے اس میں دیر بھی نہ کرے، یا اللہ جو لمحہ ہمارا غفلت اور نافرمانی میں گذر رہا ہے اس کو بخش دیجئے۔

اے اللہ! غضِ بصر کی ہمت دے دے، قلب کی حفاظت کی ہمت دے دے، تمام گناہوں سے بچنے کی ہمت دے دے اور اپنی ذاتِ پاک پر اپنی

جان فدا کرنے کی مجھے اور میرے دوستوں کو توفیق عطا فرما دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذب فرما لے اور اللہ والا بنا دے اور بلا استحقاق اپنی رحمت میں ہم کو چھپا لے اور ہمارے عیوب کو چھپا لے اور اپنی محبت دے دے۔ تمام گناہوں کو چھوڑنے کی خاص کر نظر کی حفاظت کی ہمتِ شیرانہ عطا فرما دے یعنی ہم نفس سے کہہ سکیں کہ اے نفس! اگر تو نے کسی عورت کو دیکھا تو تیرا خون پی لوں گا جیسے شیر ہرن کا خون پی لیتا ہے۔



یہ تو اللہ کی ولایت اور دوستی کا اسٹرکچر ہو گیا۔ اب دو کام فنکشنگ کے ہیں، ایک آنکھ کی حفاظت کہ اس سے کسی کی بہو، بیٹی اور ماں بہن کو مت دیکھو۔ بتائیے آپ کی بہن، بیٹی، بیوی یا خالہ اور پھوپھی کو کوئی دیکھے تو آپ کو ناگوار ہو گا یا نہیں؟ اسی طرح کسی لڑکے کو بھی بری نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ آپ کے بیٹے کو کوئی بری نظر سے دیکھ رہا ہے تو کتنا غصہ آئے گا، جی چاہے گا کہ اس کو کچا چبا جاؤں۔ بس اسی لیے یاد رکھو کہ جب اپنی بیٹی بہو بہن خالہ پھوپھی کو دوسرے کا بری نظر سے دیکھنا تم پسند نہیں کرتے تو تم دوسروں کی بہو بیٹی کو کیوں دیکھتے ہو؟ حفاظتِ نظر کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہماری فطرت کے عین مطابق نازل کیا ہے۔

اب میں حفاظتِ نظر کے تین دلائل پیش کرتا ہوں۔ پہلے قرآن شریف، پھر بخاری شریف کی حدیث اور پھر ایک حدیث مشکوٰۃ شریف کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: **قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ** اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ وہ اجنبیہ عورتوں کو، کسی کی بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی وغیرہ کو نہ دیکھیں، نہ ہی امردوں کو یعنی کم عمر اور بغیر ڈاڑھی مونچھوں والے لڑکوں کو بلکہ کسی بھی ایسے لڑکے کو نہ

دیکھیں کہ جس کی طرف قلب مائل ہوتا ہے۔

یہی حکم عورتوں کے لیے بھی ہے یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ کہ وہ نامحرم مردوں کو نہ دیکھیں۔ قرآنِ پاک میں جہاں مردوں کے لیے حکم نازل ہوا وہیں عورتوں کے لیے بھی ہے کہ مرد نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں اور عورتیں نامحرم مردوں کو نہ دیکھیں۔

بے پردگی بڑا فتنہ ہے، ایک عورت تھی، اس کے شوہر کا بھائی بہت حسین تھا، گھر میں شرعی پردہ نہیں تھا۔ وہ عورت میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم سے مرید تھی۔ مکہ شریف میں میرے شیخ کے پاس اس کا خط آیا کہ میں بہت پریشان ہوں، شوہر کے بھائی کو دیکھتے دیکھتے اس سے عشق ہوگیا، اب میں کیا کروں، پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہوں مگر اس کا عشق دل سے نہیں جاتا۔ حضرت والا نے لکھا کہ حکیم اختر کی ایک کتاب ہے ''روح کی بیماریاں اور ان کا علاج'' اس کو روزانہ پڑھا کرو۔ اس موقع پر میرے مزہ کو نہ پوچھو کہ مجھے کتنی خوشی ہوئی کہ میری کتاب پڑھنے کا حکم میرا شیخ دے رہا ہے۔ غضِ بصر کی دوسری دلیل کیا ہے؟ یہ دلیل بخاری شریف کی حدیث ہے۔ میں نے پہلے قرآن شریف سے بیان کیا کیونکہ لوگ اکثر یہ کہتے ہیں کہ دلیل قرآن میں دکھلاؤ تو ہم مانیں گے۔ تو میں نے قرآن میں دِکھایا کہ نہیں؟ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نہیں؟ اگر قرآن شریف میں موجود اللہ کا حکم نہ مانو گے تو اللہ تعالیٰ انتقام لے گا، تب ساری قابلیت اور ساری پہلوانی کا پتہ چل جائے گا۔ اگر اللہ چاہے تو راتوں رات اس کے گردہ میں کینسر پیدا کرسکتا ہے۔ رات کو خیریت سے سویا صبح اٹھا تو ڈاکٹروں نے کہا کہ تمہارے گردے میں کینسر ہے۔ ایسے قادرِ مطلق کو جو ہر قسم کی بیماری اور ہر قسم کی مصیبت دے سکتا ہے اس کو ناراض کرنا کہاں کی عقل مندی ہے؟

اب بخاری شریف کی حدیث پیش کرتا ہوں جو اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ ہے یعنی قرآن پاک کے بعد سب سے مستند ترین اور صحیح ترین کتاب بخاری شریف ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے ہیں زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ نظر بازی کرنا آنکھوں کا زِنا ہے۔ اب بتاؤ! آنکھوں کا زِنا کرنے والا اللہ کا ولی ہوسکتا ہے؟ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو ولی بننے کی تمنا رکھتے ہیں اور بدنظری کر کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ صرف ولی اللہ بننے کا خواب دیکھتے ہیں۔ چاہے لاکھ تبلیغی جماعت میں چلّے لگاؤ، خانقاہوں میں رہ پڑو، عمر گذار دو لیکن اگر آنکھوں کی حفاظت نہیں کی تو ولی اللہ بننے کا بس خواب ہی دیکھتے رہو گے۔ ایسا شخص ولی اللہ نہیں بن سکتا جب تک وہ سچی توبہ نہ کرلے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں حکم دیں اس کو سر آنکھوں پر رکھ لو۔ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا جس بات سے خدا کا رسول تمہیں روک دے اس سے تم رُک جاؤ، مجھے عام لوگوں سے تو زیادہ رنج نہیں پہنچتا لیکن ان لوگوں پر زیادہ افسوس ہوتا ہے جو دین کی محنتیں کررہے ہیں، اِصلاح چاہتے ہیں لیکن نظر بازی سے باز نہیں آتے، لعنتی فعل سے باز نہیں آتے۔ خوب سمجھ لیں کہ جب تک توبہ نہ کریں گے وہ اللہ کی دوستی کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتے۔

اس کے بعد تیسری حدیث مشکوٰۃ شریف کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ کہ اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں ناظر پر بھی اور منظور پر بھی۔ یہاں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ منظور فرمایا منظورۃ نہیں فرمایا تاکہ لڑکے بھی داخل ہوجائیں۔ اگر

کوئی لڑکوں کو بری نظر سے دیکھتا ہے تو وہ بھی اس لعنت میں شامل ہے اور لعنت کے معنی کیا ہیں؟ خدا کی رحمت سے دوری، جب دوری ہوگی تو اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ کا استثنیٰ ہٹ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نفسِ اَمّارہ برائی کا بہت حکم دیتا ہے مگر جب تک اللہ کی رحمت کا تم پر سایہ رہے گا تب تک تمہارا نفس تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہم نے بدنظری کر کے رحمت کا سایہ اپنے سر سے خود ہٹا دیا ہے۔ بتاؤ! یہ بدنگاہی کتنا بُرا مرض ہے کہ اللہ کی رحمت کا سایہ دور کر دیتا ہے۔ ہم خود بدنظری کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتے ہیں۔

تین باتیں ہوگئیں۔ ایک قرآن پاک کی آیت اور دو احادیثِ مبارکہ۔ کیا یہ بدنظری کے گناہ سے بچنے کے لیے کافی نہیں ہیں؟ بڑے بڑے بڈھے اسّی برس کے ہوگئے لیکن اب تک نگاہ کی بیماری میں مبتلا ہیں، کوئی خوبصورت لڑکی آگئی تو ٹک ٹک دیکھتے ہیں اور کبھی شفقت اور لجاجت سے پوچھتے ہیں کہ کیا حال ہے؟ کیسے مزاج ہیں؟ طبیعت ٹھیک ہے نا؟ خیر و عافیت ہے؟ ارے بھائی اتنی خیریت پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟ کسی ایسے سے مزاج کی خیریت مت پوچھو جس سے خود تمہاری خیریت خطرے میں پڑ جائے۔

قلب کی حفاظت

ارشاد فرمایا کہ اس کے بعد ہے قلب کی حفاظت۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ اللہ وہ ہے جو تمہاری آنکھوں کی چوریوں اور تمہارے سینے کے رازوں سے باخبر ہے۔ سینہ سے مراد قلب ہے اور دل سینے میں ہوتا ہے۔ بس دل کی حفاظت کرو تَسۡمِیَۃُ الۡحَالِ بِاسۡمِ الۡمَحَلِّ یہ مجازِ مرسل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری آنکھوں کی خیانتوں اور تمہارے دلوں کے بھیدوں کو ہم خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں ۔

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

لہٰذا دل میں گندے خیالات اگر آجائیں اور اس میں ایک لمحہ کو بھی مشغول ہوگئے تو فوراً توبہ کرلو۔ گندے خیالات آنا برا نہیں ہے، خیالات لانا برا ہے۔ استغفار کرلو، اللہ سے معافی مانگ لو، اگر کسی کو معلوم ہوجائے کہ میرے بارے میں یہ صاحب کیسے کیسے خیالات پکار رہے ہیں تو اگر اس کا بس چلے تو سر پر جوتیاں برسا دے۔

میں جو یہ بیان کررہا ہوں یہ میرے پچھتر سال کے تجربات کا نچوڑ ہے۔ جو ان چار باتوں پر عمل کرلے گا وہ دین کے ہر کام کو کرلے گا کیونکہ جو مشکل پرچہ حل کرلے گا آسان پرچہ بھی حل کرلے گا، جو بھینس اٹھالے گا وہ بکری بھی اُٹھالے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت عطا فرمائے اور جذب فرمالے۔ اے اللہ آپ کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں۔ اے اللہ! اپنے جذب سے ہم سب کو کھینچ لے، اپنے فضل سے ہم سب کو جذب فرمالے اور تمام گناہوں سے بچنے کی ہمت دے دے اور لعنتی زندگی سے نجات عطا فرمادے۔ یا اللہ! لعنتی زندگی سے نجات عطا فرما اور اپنے پاس بلانے سے قبل ہمیں اپنا پورا پورا فرماں بردار بنادے۔ آپ ہمیں اس بات کی مہلت دے دیجئے کہ ہم سب سو فیصد آپ کے فرماں بردار بن کے آپ کے پاس آئیں۔



۱۵؍صفر المظفر ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۷؍اپریل بروز ہفتہ بعد نمازِ فجر بوقتِ سیر **Metro Sprot Club** کے میدان میں

ارشاد فرمایا کہ جو اِن حسین عورتوں سے نظر بچاتا ہے تو وہ عورت بھی سوچتی ہے کہ سب تو مجھے دیکھ کر للچا رہے ہیں لیکن کیا بات ہے کہ یہ شخص مجھے خاطر میں ہی نہیں لا رہا ہے، میری طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اعلیٰ چیز پا رہا ہے جس کے سامنے میرا حسن اس کی نظر میں ہیچ ہے۔ یہ اللہ کو پا رہا ہے اس لیے حسینوں سے مستغنی ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کو حسینوں کی طرف میلان نہیں ہوتا۔ اللہ والوں کا مزاج بوجہ تقویٰ زیادہ لطیف ہوتا ہے، اُن کو حسن کا اِدراک عام آدمیوں سے زیادہ ہوتا ہے لیکن وہ اپنی حرام تمناؤں کو پھانسی پر چڑھا دیتے ہیں اور نفس سے کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز اس کو نہیں دیکھوں گا، اگر تو دیکھے گا تو میں تجھ کو دیکھ لوں گا یعنی کڑی سزا دوں گا۔ اگرچہ دیکھنے کو ان کا بھی دل چاہتا ہے لیکن وہ اپنے دل کا خون کرتے ہیں کیونکہ اسی خونِ آرزو سے وہ اللہ کو پاتے ہیں۔ جس شخص نے اپنی حرام تمنا کو پھانسی پر چڑھا دیا تو میرے ضلع کا شاعر دانش پرتاب گڑھی کہتا ہے ؎

آؤ دیارِ دار سے ہو کر گذر چلیں
سنتے ہیں اِس طرف سے مسافت رہے گی کم

یہ شارٹ کٹ راستہ ہے، جو برسوں میں اللہ تک نہ پہنچے وہ ایک نظر بچانے میں پہنچ جائے گا، اسی لیے شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ سالک نظر اٹھا کر دیکھ لے کیونکہ جانتا ہے کہ نظر بچانے سے یہ بہت جلد اللہ کا مقرب ہو جائے گا، شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ یہ حلوۂ ایمانی حاصل نہ کر پائے کیونکہ اگر یہ حلوۂ ایمانی پا گیا تو میری دُکان لذتِ عریانی کی فیل ہو جائے گی، اگر حلوۂ ایمانی کا مزہ اس کو مل گیا تو یہ میرے حلوۂ شیطانی کو دیکھے گا بھی نہیں۔ اسی لیے حدیثِ پاک کی عبارت سمجھو اے اہلِ علم حضرات مَنْ تَرَکَھَا مَخَافَتِیْ جس نے میرے خوف سے نظر بچائی، امام ہے تو مقتدیوں کے خوف

سے نہیں یا کمیٹی کے ممبروں کے خوف سے نہیں، شیخ ہے تو مریدین کے خوف سے نہیں کہ اگر عورتوں کو دیکھوں گا تو میری پیری مریدی نہیں چلے گی غرض کوئی اور وجہ نہ ہو سوائے خوفِ خدا کے بس آسمان والے پر اس کی نظر ہو، آسمان والے سے اس کو محبت ہو، آسمان والے سے اسے نسبت ہو، صرف اللہ کا خوف ہو کہ اے اللہ! کوئی مجھے نہیں دیکھ رہا ہے مگر تو مجھے دیکھ رہا ہے، تیری وجہ سے میں نظر کو نیچی رکھتا ہوں اور اس حسین کو نہیں دیکھتا تو یَجِدُ حَلَاوَتَ الْاِیْمَانِ فِیْ قَلْبِہٖ تو حلوۂ ایمانی وہ اپنے دل میں پا جائے گا۔ اسی لیے شیطان چاہتا ہے کہ یہ بدنظری کر لے کیونکہ جانتا ہے کہ اگر یہ حلوۂ ایمانی پا جائے گا تو میرا مزہ پھیکا پڑ جائے گا۔ میں کتنا ہی دِکھانا چاہوں گا تو یہ سمجھ لے گا کہ عورت ہے تو اس کے سامنے سے پیشاب ہی نکلے گا عرق گلاب نہیں نکلے گا اور پیچھے سے گو ہی نکلے گا مشک و زعفران نہیں نکلے گا۔

جان میں سینکڑوں جان آنے کا نسخہ

نظر بازی معمولی گناہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخاری شریف کی حدیث میں اس کو آنکھوں کا زِنا نہ فرماتے۔ آپ لوگ خود فیصلہ کیجئے کہ آنکھوں کا زانی اللہ کا ولی ہو سکتا ہے؟ جو کچھ بھی دل پر گذر جائے گذار لو مگر اللہ کو ناراض نہ کرو ؎

گذر گئی جو گذرنا تھی دل پہ پھر بھی مگر
جو تیری مرضی کے بندے تھے لب ہلا نہ سکے

اتنا بھی نہ کہا کہ بہت مشکل پرچہ ہے۔ جو کچھ اللہ کا حکم ہے اس پر سرِ تسلیم خم کر دیا۔ یہی تو بہادری ہے، دیکھ لینا کون سی بہادری ہے۔ دیکھنے والا تو اس وقت اُلّو ہوتا ہے اور وہ اپنے کو اُلّو نہیں سمجھتا بلکہ سمجھتا ہے کہ جو لوگ مجھے بے وقوف سمجھتے ہیں وہ بے وقوف ہیں، میں تو اتنا عقلمند ہوں۔ جو جتنا بے وقوف ہوتا ہے اپنے

کو اتنا ہی عقلمند سمجھتا ہے۔ اصلی بے وقوف وہ ہے جس کو اپنی بے وقوفی پر یقین نہ آئے اور یہ سمجھے کہ جو لوگ مجھے بے وقوف سمجھتے ہیں وہ خود بے وقوف ہیں۔ اس لیے دوستو میرے عزیزو! بس جان کی بازی لگا دو (یہ بات حضرت والا دامت برکاتہم نے روتے ہوئے فرمائی) آنکھ کو بچاؤ چاہے جان نکل جائے مگر جان نہیں نکلے گی اور آجائے گی۔ اللہ کا حکم ماننے میں جان میں اور جان آجاتی ہے ؎

نیم جاں بِستانَد و صد جاں دہد
اُنچہ در وہمت نیاید آں دہد

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں آدھی جان لیتا ہے اور سو جان دیتا ہے۔ تو آپ نفع میں ہیں یا نہیں؟ ایسے کریم مالک سے سودا کر لیجئے آدھی جان دے کر سو جان لے لیجئے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ نعمتوں کا وعدہ ہے، وہ جو تمہارے گمان اور خیال میں بھی نہیں آئے گا وہ نعمتیں، وہ حلاوت اللہ عطا کرے گا۔ دوستو! کبھی اللہ کے نام پر ذرا مر کے دیکھ لو، پھر دیکھو کہ کیا مزہ آتا ہے۔ ان ہگنی، موتنی، پدنی لاشوں کو بھول جاؤ گے۔ سمجھ لو کہ یہ سڑکوں پر بے پردہ پھرنے والیاں گُو، مُوت اور رِیاح کا مجموعہ ہیں۔ ان کے پاس تین دولتیں ہیں دولتِ گو، دولتِ موت اور دولتِ گندی ہوا۔

ایک عبرت انگیز فرضی قصہ

ایک فرضی قصہ عبرت کے لیے بنایا ہے وہ سن لیجئے! ایک صاحب بہت رومانٹک قسم کے تھے، وہ ہوائی جہاز میں اُس سیٹ پر بیٹھے جو ائیر ہوسٹس کی گذرگاہ تھی اور اس پر بھی نوے ڈگری نہیں بیٹھے بلکہ پینتالیس ڈگری گذرگاہ کی طرف جھک گئے کہ ائیر ہوسٹس جب آئے جائے تو اس کی کمر سے میری ٹچنگ (Touching) ہو جائے۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ آدمی ٹُچّا ہے اور مجھ سے غلط مزہ لے رہا ہے۔ اس نے بڑے افسر سے کہا۔ افسر نے ڈاکٹر سے کہا کہ اس

ائیر ہوسٹس کو ایک دوا کھلا دو جس سے گندی ہوا نکلے اور یہ اس آدمی کی ناک پر جا کر چھوڑ دے۔ وہ کیمیکل ایسا تھا کہ اس سے بد بو بہت پیدا ہوئی جس کو سونگھتے ہی وہ آدمی پینتالیس ۴۵ ڈگری سے نوے ڈگری پر آ گیا اور سیدھا بیٹھ گیا۔ اس قدر بد بو محسوس ہوئی۔ اس کے بعد پھر دوسرے پھیرے میں ایک اور ہوا خارج کی جس کا اثر یہ ہوا کہ ۴۵ ڈگری دوسری طرف کو ہو گیا۔ پھر تیسرے چکر میں اس نے ایسی ہوا کھولی کہ اپنی سیٹ سے اٹھ کر دوسرے شخص سے درخواست کی کہ مہربانی ہوگی اپنی سیٹ مجھے دے دیجئے اور میری سیٹ پر آپ بیٹھ جائیں۔ اگر اس کے اندر کوئی خوبی تھی تو کیوں بھاگا، ہوا کو سونگھتا رہتا اور تمنا کرتا کہ یہ زعفرانی ہوا اور سونگھ لوں۔ دوستو! اللہ کے لیے عقل سے کام لو، اللہ کے لیے نہ دیکھو، اللہ کا حکم ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اے نبی! ایمان والوں سے آپ فرما دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو گندی نہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے خود کیوں نہیں فرمایا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں کہلایا، جبکہ دوسرے احکام کو تو خود فرمایا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ تم لوگ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی تو فرما سکتے تھے کہ نگاہوں کو بچاؤ مگر اپنے نبی سے کہلایا۔ اس میں کیا راز ہے؟ یہ حیاءِ الوہیت ہے۔ باپ جب اپنے بیٹوں کو کسی نالائقی میں دیکھتا ہے تو خود نہیں کہتا اپنے دوست سے کہتا ہے کہ تم ان سے کہہ دو کہ ایسی گندی حرکت نہ کریں۔

بین الاقوامی معیوب چیز

نظر بازی بین الاقوامی معیوب چیز ہے۔ طبعاً ہر ایک بدنظری کو معیوب سمجھتا ہے حتیٰ کہ کافر بھی نہیں پسند کرتا کہ میری بہو، بیٹی، بہن اور خالہ کو کوئی بری نظر سے دیکھے۔ یہ اور بات ہے کہ خلافِ فطرت زندگی گذارنے سے حیا ختم ہو جاتی ہے ورنہ طبعاً کافر کو بھی یہ بات پسند نہیں کہ کوئی اس کی بہن

بیٹی کو دیکھے تو مسلمان کی کیا شان ہوگی، مسلمان کو کتنی غیرت آنی چاہیے کہ جس کو ہم دیکھتے ہیں وہ کسی کی بہن ہے، کسی کی ماں ہے، کسی کی بیٹی ہے تو سمجھ لیجئے کہ اللہ کو اس فعل پر کتنی غیرت آتی ہوگی کہ نالائق میری بندیوں کو بری نظر سے دیکھ رہا ہے اور پھر ولایت کا خواب بھی دیکھ رہا ہے کہ میں ولی اللہ ہو جاؤں، آنکھوں کا زِنا کر کے تم ولایت کا خواب دیکھتے ہو، یہ محال ہے، بس نظر بچانا اگر چہ تکلیف دہ ہے مگر بہت بڑا اجر ہے، ایسوں کو جلد اللہ مل جائے گا، شارٹ کٹ راستہ اختیار کرو، اب عمریں بہت کم ہوگئی ہیں، شارٹ کٹ راستہ اختیار کرو، حسینوں کو نہ دیکھو، نہ دیکھنے سے سکون میں رہو گے اور دیکھنے سے بے سکونی میں مبتلا ہو گے، اللہ کی نافرمانی میں بے سکونی ہے، بے چین رہو گے کہ ہائے کیسی صورت ہے، کاش مل جاتی، کاش، کاش، کاش اور دل ہو گیا پاش پاش پاش اور نہ دیکھنے سے آرام سے رہو، وقار سے رہو، عزت سے رہو، اگر دیکھو گے تو تم کو بھی تو کوئی دیکھے گا کہ کس کو دیکھ رہا ہے، تم سمجھتے ہو کہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے، مثلاً ائیر ہوسٹس کو دیکھو گے تو سارا جہاز تم کو دیکھے گا کہ یہ کیسا صوفی ہے، بایزید کی شکل میں ننگِ یزید ہے اور کوئی دیکھے یا نہ دیکھے اللہ تو دیکھ رہا ہے۔



لیکن عام لوگوں میں میاں بیوی کے اختلاف کی وجہ بدنظری ہے۔ جو بدنظری کرتا ہے اس کو اپنی بیوی اچھی معلوم نہیں ہوتی، اگر چہ وہ اچھی اور خوبصورت ہو مگر جو لوگ نگاہ کے مریض ہیں ان کو نگاہِ حرام کی عادت پڑ جاتی ہے، گھر میں اپنی اماں سے لڑتے ہیں کہ تم نے کتنے نمبر کا چشمہ لگا کر انتخاب کیا تھا، تم نے میری شادی غلط جگہ کر دی، بڑھیا کمزور آنکھ کی تھی، کمزور آنکھ سے ایسی بدصورت بیاہ کر لے آئی، رات دن لڑائی، ماں کے ساتھ گستاخی، بدتمیزی ہو رہی ہے اور بیوی کا دل الگ دُکھا رہا ہے، کاش کہ تم ایسی ہوتیں جیسی کہ ہم

دفتر میں دیکھ کر آئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ دنیا میں چند روز رہنا ہے، اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اور نظر کی حفاظت کرو۔ جو نظر کی حفاظت کرتا ہے اس کو گھر کی چٹنی روٹی، پلاؤ قورمہ معلوم ہوتی ہے۔ جو نظر بچاتا ہے وہ آنکھوں کے زِنا سے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت سے محفوظ رہتا ہے۔ اس لیے بزرگوں کا تجربہ بیان کرتا ہوں کہ جو لوگ نگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ان کی آنکھوں میں ایک خاص چمک ہوتی ہے اور وہ جب دینی گفتگو کرتے ہیں تو اس میں اللہ اثر ڈال دیتا ہے اور جو نظر خراب کرتے ہیں ان کی نہ آنکھوں میں چمک ہوتی ہے نہ چہرہ پر نور ہوتا ہے، چہرہ پر لعنتی آثار ہوتے ہیں۔ تو میرے دوستو! میں کہتا ہوں کہ اگر نہ دیکھو گے تو کیا نقصان ہوگا اور دیکھنے سے کیا ملے گا؟ دیکھنے سے کچھ نہیں ملتا؟ کیا دیکھنے سے وہ تمہیں مل جاتی ہے؟



حفاظتِ نظر کی ایک عجیب حکمت

ارشاد فرمایا کہ اگر نظر کی حفاظت کرو اور باہر والی عورتوں کو نہ دیکھو تو اپنی کم حسین بیوی بھی اچھی معلوم ہوگی۔ دوسری عورتوں کو دیکھنے سے ناشکری پیدا ہوگی کہ ہائے یہ زیادہ حسین ہے، میری بیوی کم حسین ہے۔ منجملہ اور اسرار کے ایک راز یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت اسی لیے فرض کی ہے کہ نہ دوسری کو دیکھیں گے نہ للچائیں گے اور لے دے کے اپنی ہی اِنہیں حسین معلوم ہوگی لہٰذا اپنی بیویوں کی ناقدری مت کرو، اللہ کی بندی سمجھ کر ان کو پیار و محبت سے رکھو۔ ان سے حسنِ سلوک کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اگر ہم ان پر زیادتی کریں گے تو اللہ تعالیٰ انتقام لے گا، چند روز صبر کرلو، جنت میں یہی بیویاں حوروں سے زیادہ حسین بنا دی جائیں گی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حوروں نے نمازیں نہیں پڑھیں، روزے نہیں رکھے، عبادت نہیں کی، شوہروں کی خدمت نہیں کی اور دنیا کی عورتوں نے یہ سب عبادتیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی عبادت کا نور ڈال دے گا، یہ مستزاد نور حوروں میں نہیں ہوگا۔ حوروں میں صباحت ہوگی لیکن نورِ عبادت کی وہ ملاحت نہیں ہوگی جو دنیا کی عورتوں پر ہوگی، وہ اللہ کا نور ہوگا جو حوروں کے چہروں پر نہیں ہوگا پھر وہ ہماری بیویوں سے کیسے خوبصورت ہوسکتی ہیں۔ دنیا مسافر خانہ ہے، یہاں چندروز رہنا ہے، کچھ دن صبر کرلیں پھر جنت میں عیش کریں گے۔



دو باتیں اور ہیں وہ فنشنگ **Finishing** کی ہیں، یہ تو اسٹرکچر **Structure** کی ہے، فنشنگ میں ذرا دیر لگتی ہے، اس کی تیاری میں دس دس سال ہوگئے، نظر بازی کی عادت پڑی ہوئی ہے، حسینوں سے نظر بچانا، حسین لڑکیاں ہوں یا بے ریش لڑکے ہوں یا ڈاڑھی ہو مگر کشش ان میں ہو، ان کو دیکھنے کو دل چاہے تو جتنا گناہ لڑکی کو دیکھنے کا ہے اتنا ہی گناہ لڑکوں کو دیکھنے کا ہے۔ حضرت تھانوی لکھتے ہیں کہ لڑکا تو کسی وقت حلال ہو ہی نہیں سکتا، لڑکی تو حلال ہوسکتی ہے۔ مان لو اس کا شوہر مرگیا تو فیلڈ خالی ہے، آپ نے پیغام دیا اور وہاں سے قبول ہوگیا تو کام بن گیا، عورت حلال ہوگئی جبکہ ایک زمانہ میں حرام تھی مگر لڑکا کبھی بھی حلال نہیں ہوسکتا، بچپن سے لے کر آخری عمر تک کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرے گا جو حلال ہو، ان کو دیکھنا ہمیشہ حرام ہے، شہوت کے خیال سے بھی یا یہ سمجھ کر کہ لیا نہ دیا صرف دیکھ لیا، یہ بھی حرام ہے، کسی کی لڑکوں کو دیکھنے کی عادت ہوتی ہے، کسی کی لڑکی کو دیکھنے کی عادت ہوتی ہے، کسی کو

دونوں عادتیں ہوتی ہیں، لڑکی ملی تو اس کو دیکھ لیا اور لڑکا ملا تو اس کو دیکھ لیا، یہ سب باتیں شریعت میں حرام ہیں، اللہ کے غضب سے ڈریئے اور عورت کو بھی جب تک ایجاب وقبول نہ ہو نہیں دیکھ سکتے، جب نکاح ہو گیا اب رات بھر دیکھئے۔

بس مشق کرو کہ ایک نظر بھی خراب نہ ہو، دوسروں کی ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی خالہ ان سب سے نظر بچاؤ، کسی کو مت دیکھو چاہے کتنی ہی حسین ہو، اللہ کے حکم سے زیادہ یہ پیارے نہیں ہیں، اللہ کا حکم نہ توڑو ورنہ اللہ تعالیٰ گردن توڑ دے گا، ایسی بلاؤں میں مبتلا کردے گا کہ نانی یاد آجائے گی، اپنا دل توڑ دو، غلام ہو تو دل بھی غلام ہے بِجَمِیْعِ اَجْزَاءِہٖ وَبِجَمِیْعِ اَعْضَاءِہٖ تم غلام ہو تو دل بھی غلام ہے، اپنی خوشی کو توڑ دو، اللہ کی مرضی پر چلو۔ تو یہ سمجھ لیجئے کہ یہ چار حکم ہو گئے۔ آخر میں قلب کا حکم بچتا ہے کہ دل میں پرانے گناہوں کو سوچ کر مزہ لینا بھی حرام ہے اور آئندہ کے لیے اسکیم بنانا بھی حرام ہے، کسی عورت کو دیکھا تو للچا گئے کہ بہت حسین ہے، مگر اس کو پایا نہیں، اب کیا کریں تو سوچتے ہیں کہ چلو اس کا تصور کرو، تصور کر کے مزہ لو، تو یہ سب اپنے کو دھوکہ دینا ہے، اللہ سے ڈرو، پھر کہتا ہوں کہ اللہ کے لیے اللہ سے ڈرو، چاروں حکم سمجھ لو، ایک دفعہ پھر سن لو، ٹخنہ چھپانے سے ڈرو کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین اس وقت میں جبکہ آپ کو ایک زہر میں ڈوبا ہوا چھرا مارا گیا، اس وقت بھی آپ نے فرمایا اِرْفَعْ اِزَارَكَ یَا غُلَامُ اے لڑکے تو اپنی لنگی کو اوپر کر لے، اگر یہ معمولی حکم ہوتا تو اپنے رب سے ملنے کے وقت اس حکم کا خیال ہوتا؟ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُسْبِلِیْنَ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان سنو کہ اللہ تعالیٰ ٹخنہ چھپانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بَذْلُ الْمَجْهُوْدِ

ابوداؤد کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جو لباس اوپر سے آرہا ہے، چاہے کرتا ہو، چاہے عبا ہو، چاہے پاجامہ ہو اس سے ٹخنہ چھپانا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔ یہ مسئلہ یاد رکھو کہ جو لباس نیچے سے آرہا ہے اس سے اگر ٹخنہ چھپ گیا تو کوئی حرج کی بات نہیں جیسے موزہ اگر گلے تک پہن لو تو کوئی حرج نہیں، بالکل جائز ہے، موزہ سے ٹخنہ چھپانا جائز ہے، کیونکہ وہ نیچے سے آرہا ہے اور اوپر سے آنے والے لباس میں بھی ٹخنہ چھپانا دوصورتوں میں ناجائز ہے جس وقت آدمی چل رہا ہو یا کھڑا ہوا ہو، اگر بیٹھے ہوئے ہو یا لیٹے ہوئے ہو تو اگر اس حالت میں ٹخنہ چھپ جائے تو کوئی حرج نہیں، بس یہ دو حکم ہو گئے۔ (۱) ٹخنہ نہ چھپانا اور (۲) ڈاڑھی ایک مشت رکھنا۔ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، ذرا سی بھی کم نہ ہو، تینوں طرف سے ایک مشت ہو۔

تیسرا حکم ہے نظر کی حفاظت۔ یہ بہت مشکل پرچہ ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر جزا بھی بہت پیاری رکھی ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو آنکھ کی بصارت کا مزہ اللہ کے حکم پر قربان کردے گا، اللہ تعالیٰ اسے حلاوتِ ایمانی سے نوازیں گے یَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِیْ قَلْبِهٖ پس وہ اپنے دل میں حلاوت کو پاجائے گا محض تصور نہ ہوگا، واجد ہوگا اور حلاوتِ ایمانی اس کے قلب میں موجود ہوگی، وَجَدَ یَجِدُ وِجْدَانًا فَهُوَ وَاجِدٌ، تو یہ واجد ہوگا اور اللہ اس کے قلب میں موجود ہوگا۔ آہ! کیا لذت رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے، واللہ کہتا ہوں کاش آپ کو میرے حال پر رحم آجائے کہ کس درد سے کہہ رہا ہوں کہ جب حلاوتِ ایمانی کا مزہ آئے گا تو اس کے مزہ کے آگے اعضاء کے سب مزے بھول جاؤ گے۔ دل بادشاہ ہے اور دل جب مزہ پاتا ہے تو اس کا مزہ سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حدیثِ قدسی میں فرمایا کہ اگر آنکھ بچاؤ گے تو یَجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِیْ قَلْبِهٖ وہ شخص اپنے دل میں اس حلاوت کو موجود

پائے گا اور وہ اس حلاوت کا واجد ہوگا یعنی پانے والا ہوگا۔

تو سمجھ لو کہ چار باتوں پر جو عمل کرلے گا یقیناً ولی اللہ ہوجائے گا، یہ میرا دعویٰ ہے، اس لیے کہ یہ بڑے مشکل پرچے ہیں، جو بھینس اُٹھالے گا تو کیا وہ مرغی اور بکری نہیں اٹھالے گا؟ جو طالبِ علم مشکل پرچہ حل کرلیتا ہے آسان پرچے اس کو حل کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ دین کے تمام احکام ان چار اعمال کے مقابلہ میں بالکل آسان ہیں، بس اس کی مشق کرو، کچھ دن لگیں گے لیکن بعد میں زندگی بھر شکریہ ادا کروگے، ذراسی دیر کے مزہ کے لیے انسان بے وقوفی کرتا ہے اور گناہ کر بیٹھتا ہے مثلاً ہوائی جہاز پر بیٹھا ایئر ہوسٹس کو دیکھ رہا ہے، لطف لے رہا ہے، حرام نشہ لا رہا ہے، اس کے بعد تین گھنٹے میں جب جہاز اُتر گیا تو ایئر ہوسٹس اپنا بیگ لے کر اس کو الّو بناتی ہوئی چلی جائے گی، تمہاری طرف دیکھے گی بھی نہیں کہ یہ ہمارا عاشق ہے، لہٰذا اس بے وفا قوم سے ہوشیار رہو، جب اللہ حلال کی دے تو حلال کو حلال کرو مگر اس میں بھی اعتدال رکھو۔ حضرت تھانوی نے لکھا ہے کہ حلال کے معنی یہ نہیں کہ رات دن حلال کرتے رہو، حلال کے معنی یہ ہیں کہ اپنی صحت کو بھی دیکھتے رہو، اتنا زیادہ استعمال مت کرو جس سے صحت خراب ہوجائے ورنہ پھر دوسرا مقدمہ چل جائے گا کہ اپنے نفس کا خیال کیوں نہیں رکھا اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا۔

بس یہ داستان بڑی لمبی ہے، یہ داستان میں رات دن بیان کرتے کرتے مرا جارہا ہوں، مگر مبارک ہے وہ بندہ جو اس کو مان لے۔ ان چار اعمال کی برکت سے کتنے لوگ ولی اللہ ہوگئے۔ وہ چار اعمال یہ ہیں، ٹخنہ نہیں چھپاؤ، ڈاڑھی ایک مشت رکھو، ایک مشت سے کم پر اس کو کاٹو نہیں، آنکھ کی حفاظت کرو، کسی صورت بھی آنکھ نہ اُٹھے، اللہ دیکھ رہا ہے، اللہ دیکھ رہا ہے، اللہ دیکھ رہا ہے، جب کوئی حسین صورت نظر آئے فوراً آنکھ بند کرلو، اللہ تعالیٰ نے آنکھ کے

پپوٹوں میں ایسا آٹو میٹک سوئچ لگا دیا ہے کہ کسی دوسری جگہ جانا بھی نہیں پڑتا، بس بیٹھے بیٹھے آنکھ بند کرلی، کوئی بٹن نہیں دبانا پڑا، کوئی سوئچ نہیں دبانا پڑا، کس قدر اللہ نے آسانی دی ہے، کانوں میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ خود بخود بند ہو جائیں، چونکہ اس کے مواقع کم آتے ہیں، زیادہ تر موقع آنکھ کا آتا ہے ؎

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

یہ میرا شعر ہے، اللہ کے لیے نابینا بن جاؤ، آسمان سے اللہ دیکھ کر خوش ہوگا کہ یہ میرا بندہ اپنی اختیاری قوت کو استعمال نہیں کررہا ہے اور میری خاطر نابینا بن رہا ہے اور جب سامنے سے وہ صورت چلی گئی تو بینا بن جاؤ، اب آنکھیں کھول لو۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ، ''مِنْ'' تبعیضیہ لگا دیا یعنی نگاہوں کی حفاظت ضروری ہے، ہر نگاہ پر پابندی نہیں لگائی، سب چیزیں دیکھو لیکن جب سامنے کوئی حسین آجائے، نامحرم آجائے جیسے بھابھی آگئی تو بس آنکھ بند کرلو، تھوڑی دیر میں مجاہدہ ختم۔

آخر میں دعا کرلیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب حاضرینِ کرام کو نسبتِ اولیاءِ صدیقین عطا فرمائے، اے میرے اللہ! آنکھوں کی حفاظت کی توفیق عطا فرما اور دل کی حفاظت کی توفیق عطا فرما اور ٹخنہ کھلا رکھنے کی توفیق عطا فرما، ڈاڑھی ایک مشت رکھنے کی توفیق عطا فرما اور جتنے بچے ہمارے حافظ ہوئے ہیں ان بچوں کو پکا حافظ بنا دیجیے اور جتنی باتیں مناسب ہیں ان کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما دیجیے اور تمام نامناسب باتوں کو ترک کرنے کی توفیق عطا فرما دیجیے، آمین۔



حسن کی تاثیر کا ثبوت

ارشاد فرمایا کہ حسنِ فانی کے دھوکہ میں نہ آؤ۔ یہ چلتی پھرتی لاشیں ہیں۔ شئی معنی چیز اور لاشئی معنی کوئی چیز نہیں، جب شئی نہیں ہے تو لاشئی ہے، تو لاشئی پر لاش ہونا حماقت ہے۔ سب اعضاء فنا ہونے والے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ حسینوں کو مت دیکھو، ہم نے حسن میں اثر رکھا ہے۔ حسن کا اثر ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ پیش کیا کہ دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام حسین تھے۔ زُلیخا نے مصر کی عورتوں کو ایک ایک لیموں اور چاقو دیا اور کہا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنا تو لیموں کاٹ دینا۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب ان کے سامنے سے گذرے تو انہوں نے بجائے لیموں کے اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔ دیکھو! حسن ایسی چیز ہے کہ اُن عورتوں کو ہوش ہی نہیں رہا تھا، حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی اُن کے ہوش اڑ گئے۔ ہوش رُبا کے سامنے ہوش کیا بیچتا ہے۔ حسن کو دیکھ کر خوش نہ ہو بلکہ ڈر جاؤ کہ یہ امتحان ہے۔ یہ قرآن شریف ہے، کوئی قصہ کہانی کی کتاب نہیں ہے۔ یہ واقعہ پیش کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ بس پڑھ کر آگے گذر گئے بلکہ پڑھ کر عبرت حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ قصہ اس لیے بیان فرمایا کہ ہم لوگ حسن کے سامنے بہادری نہ دِکھائیں۔ دیکھ لو! مصر کی عورتوں کی انگلیاں کٹ گئیں۔ حسن ایسا فتنہ ہے کہ انگلیاں کیا گردنیں کٹ جاتی ہیں، قتل ہو جاتے ہیں لہٰذا ہوشیار ہو جاؤ، یہ قصہ ہوشیار کرنے کے لیے ہے، اس قصہ کو سنو اور اس سے عبرت لو، کیا بہادر بنے ہوئے ہو کہ حسن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، ہم بڑے مضبوط ہیں، ان عورتوں

نے بھی بہادری دِکھائی تھی، مگر انگلیاں کاٹ لیں، حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی ہوش اُڑ گئے، بس اپنے کو ضعیف کمزور سمجھو، ناتواں سمجھو، پہلوان مت بنو کہ ہم بڑے متقی ہیں۔ یاد رکھو! سارا تقویٰ خاک میں مل جائے گا، زلیخا کا مقصد ہی یہی تھا کہ ان عورتوں کو دِکھا دیں کہ غلام سے ہم ہی نہیں تم لوگ بھی مغلوب ہوگئیں۔ یہاں ایک شعر یاد آ گیا جو ایک شاعر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کہا ؎

اپنے یوسف کو مرے یوسف سے مت تشبیہ دے
اے زلیخا! اِس پہ سر کٹتے ہیں، اُس پر انگلیاں

غرض کسی حسین کو مت دیکھو، چاہے زیادہ حسین ہو یا کم حسین ہو بلکہ کم حسین زیادہ خطرناک ہوتا ہے کیونکہ بے وقوف آدمی سمجھتا ہے کہ کوئی بات نہیں، معمولی سا حسن ہے، اس سے کیا بچنا! اگر زیادہ حسن ہوتا تو اس سے بچتے، حالانکہ کم حسین سے زیادہ بچنا چاہیے۔ کیوں؟ اس لیے کہ ہلکی حرارت زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ افلاطون، بقراط، سقراط، بوعلی سینا، جالینوس سب حکیموں کا اتفاق ہے کہ ہلکی حرارت اس لیے زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ہے کہ آدمی اس کی پرواہ نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ ہڈیوں میں اُتر جاتی ہے اور تپ دق ہوجاتا ہے اس کے برعکس تیز بخار سے آدمی گھبرا جاتا ہے اور علاج کرتا ہے۔ اس لیے زیادہ حسن سے سالک ہوشیار ہوجاتا ہے کہ اس سے بچنا چاہیے اور کم حسین سے نہیں گھبراتا اور بے فکری سے اس کو دیکھتا ہے، بات چیت کرتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کے حسن کا زہر اپنا اثر کرتا جاتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کا چار آنہ حسن سولہ آنہ نظر آنے لگتا ہے اور اس کے عشق میں مبتلا ہوکر پیشاب پاخانہ کی گٹر لائنوں میں ذلیل و رسوا ہوجاتا ہے۔ اس لیے کم حسین زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ ان سے بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ یہ بات آپ

ایک طبیب ہی سے سنیں گے۔

اس لیے حفاظتِ نظر کی تین دلیلیں سناتا ہوں۔ پہلی دلیل قرآن شریف کی ہے قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ اپنی بعض نگاہوں کو نیچی کرلیں، ہر نگاہ کو نہیں، ماں باپ کو دیکھو، بیوی بچوں کو دیکھو، درختوں کو دیکھو کہ اللہ کے حکم سے کیسے کھڑے ہیں، پانی کا نظارہ کرو جیسے سمندر اور دریا، دیکھنے کی بہت سی چیزیں ہیں۔ اللہ کے کلام کی ایک آیت ہی شریف آدمی کے لیے کافی ہے۔

اس کے بعد بخاری شریف کی حدیث ہے کہ زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ نظر بازی آنکھوں کا زِنا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے ہیں، آخر آپ نے ایسے ہی تو نہیں فرمادیئے۔ جب نظر بازی آنکھوں کا زِنا ہے تو آنکھوں کا زِنا کار ولی اللہ ہوسکتا ہے؟ پھر مشکوٰۃ کی روایت ہے: لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ ناظر پر بھی اللہ کی لعنت ہو اور منظور پر بھی لعنت ہو، یہاں منظورۃ نہیں لگایا کیونکہ عورت متعین نہیں ہے، اس میں لڑکے بھی داخل ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں ناظر اور منظور ہے، ناظرۃ اور منظورۃ نہیں ہے کیونکہ تبعاً عورتیں خود اس میں شامل ہیں۔ بس نظر کرنے والا اور نظر کرنے والی اور جو اپنے آپ کو بدنظری کے واسطے پیش کرتا ہو یا کرتی ہو دونوں پر لعنت آئی ہے اور لعنت کے کیا معنیٰ ہیں: اَلْبُعْدُ عَنِ الرَّحْمَةِ رحمتِ الٰہیہ سے دوری، اب دیکھو کہ نفسِ اَمّارہ کے شر سے وہی بچ سکتا ہے اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ جس پر اللہ کی رحمت کا سایہ ہو، جب تک سایۂ رحمت ہوگا وہ نفسِ اَمّارہ کے شر سے بچا رہے گا اور رحمت کا سایہ ملتا ہے اللہ والوں کے پاس، ان کے پاس رحمت برستی ہے کیونکہ وہ دریائے خون عبور کیے ہوئے ہیں ؎

عارفاں زانند ہر دم آمنوں
کہ گذر کردند از دریائے خوں

عارفین ہر وقت امن میں کیوں ہیں؟ اس لیے کہ وہ دریائے خون سے گذر کرآئے ہیں، معمولی مجاہدہ تھوڑی کیا ہے، دریائے خون سے عبور کیا ہے، بس بدنظری سے بچنے کے لیے یہ تین دلائل دیئے ہیں، ایک دلیل قرآن شریف کی ہے اور دو حدیث پاک کی، اب ان سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے؟ سب سے بڑا حکم تو قرآن حکیم کا ہے، پھر بخاری شریف کا نمبر ہے، اب اس کے بعد بھی اگر کوئی بدنگاہی کرے تو اس کی بدبختی اور بدنصیبی ہے۔ اس کو غور سے سُن لو، اُلّو پنا نہ دکھاؤ، نفس وشیطان تم کو اُلّو بنانا چاہتے ہیں، مت دیکھو کسی عورت کو۔ نہ دیکھنے سے تمہارا کیا بگڑ جائے گا اور عورتوں کو دیکھنے سے کیا مل جائے گا، پیشاب اور پاخانے کے مقام سے آپ کو کیا ملنے کی توقع ہے؟ کیا عرقِ گلاب ملے گا آگے سے؟ یا پیچھے سے مشک اور زعفران ملے گا؟ اگر ایسا ہوتا تو فقیر حسینوں کے پیچھے پیالہ لیے رہتے کہ ایک لینڈ دے دیجئے، ایک لینڈ ہوگا دو تین تولے کا تو ایک مہینہ کا آٹا مل جائے گا۔ ان حسینوں کے پاس گو موت کے سوا کیا ہے؟ میرا شعر ہے ؎

آگے بڑھا تو اس نے مجھے مُوت دے دیا
پیچھے پڑا تو اس نے مجھے گُو چکھا دیا

بس یاد رکھو کہ یہ راستہ غیرت مندوں کا ہے، جس میں غیرت نہ ہو، شرافت نہ ہو وہ چھوڑ کے بھاگ جائے کہیں اور، یہ راستہ شریفوں کا ہے۔ ہمت کرو! اللہ نے مسلمان بنایا ہے، شریف بنایا ہے اس لیے ذِلت کے کام نہ کرو۔

نظریں بچانے کی توفیق علامت ہے حق تعالیٰ کے حصول کی اور اُنہیں پانے کی۔ نظریں بچانے کی توفیق، ضمانت، علامت اور بشارت ہے اللہ تعالیٰ کو

پانے کی۔ جس کو بڑی خوشی ملتی ہے اسی کو توفیق ملتی ہے چھوٹی خوشی قربان کردینے کی۔ جو خوش قسمت ہوتا ہے اسی کو توفیق ہوتی ہے عالی ہمتی اور عالی حوصلہ ہونے کی، پھر وہ اپنی خواہشات پر حملہ کرتا ہے، شیر کی طرح وہ نفس کی خواہش کا خون پی لیتا ہے، خون پینے کی علامت یہ ہے کہ خواہش گر پڑتی ہے، جس طرح جب شیر ہرن کا خون پی لیتا ہے تو ہرن گر جاتا ہے، کھڑے رہنے کی طاقت نہیں رہتی۔ جب بندہ ناجائز ارمانوں کا خون پی لے گا تو سب ارمان گر جائیں گے، خواہشات ضعیف ہوجائیں گی، نفس مثل مردہ کے قابو میں آجائے گا، لیکن اس میں جان کھپانا یہ خوش نصیب لوگوں کا مقام ہے اور جو خود کو گوموت میں ملوث رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اسی میں پڑا رہنے دیتے ہیں۔ ساری عمر پاخانہ پیشاب کے مقام کو چاٹتا رہتا ہے اور اسی کو سمجھتا ہے کہ واہ واہ واہ کیا کمال ہے! کیا ہونٹ، کیا گال ہیں، لیکن یاد رکھو کہ گال کو دیکھو گے تو گالی پاؤ گے۔ یہ حرام کی واہ واہ تمہیں دائمی آہ آہ میں مبتلا کردے گی۔



۲۰؍صفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲؍مئی ۲۰۰۲ء بروز جمعرات
فلوریڈا جھیل کے کنارے (جوہانسبرگ)

اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت، ضمانت اور بشارت

ارشاد فرمایا کہ بدنصیب ہے وہ شخص جو بدنگاہی کرتا ہے، اللہ کو چھوڑ کر غیروں میں مشغول ہونا یہ بدنصیبی ہے، لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ کے خلاف ہے۔ کلمہ کا پہلا جملہ لَآ اِلٰہَ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے، کیونکہ جو اِلٰہ باطل نظر آرہے ہیں یہ اصل میں نہیں ہیں کیونکہ کچھ دن میں ختم ہوجاتے ہیں۔ زمین کے اوپر جتنے لوگ ہیں سو برس کے اندر زمین کے نیچے چلے جاتے ہیں۔ ہر سو

برس کے بعد زمین کے اوپر کا طبقہ زمین کے نیچے چلا جاتا ہے، کہیں لاکھوں میں کوئی ایک بچتا ہے اگر کسی کی زندگی زیادہ ہوئی لیکن آخر میں وہ بھی زمین کے نیچے جاتا ہے۔ یہ ہے دنیا کی حقیقت، لہٰذا زمین کے اوپر یہ چلتی پھرتی لاشیں ہیں۔ کس سے دل لگاتے ہو؟ اللہ کے سوا کسی کو جان کا سہارا بنانا بے وقوفی ہے۔ جائز محبت مثلاً بیوی کی محبت بھی اس شرط سے جائز ہے کہ اس کی محبت پر اللہ کی محبت غالب رہے ؎

عشقِ خود در جانِ ما کاریدہ اند

نافِ ما بر مہرِ خود ببریدہ اند

یعنی اپنی محبت کی چوٹ لگا کر ہمیں دنیا میں بھیجا ہے اور اپنی محبت کی شرط پر ہمیں وجود بخشا ہے۔ مجھے ترس آتا ہے ان لوگوں پر جو غیر اللہ پر مرتے ہیں۔ سچ کہتا ہوں، قسم کھا کے کہتا ہوں کہ مجھ کو ان پر ترس آتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ کاش یہ شخص مجھ سے ملا ہی نہ ہوتا اور جو کوئی میرے سامنے کسی حسین کو دیکھ لیتا ہے تو بس جی چاہتا ہے کہ یہ ابھی مرجاتا۔ مجھے ایسے لوگوں سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ بس جو شیر کی طرح جھپٹ کر خواہشاتِ نفسانیہ کا خون پی لے وہ ہم کو پیارا معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ اصلی بہادر، اصلی جواں مرد ہے۔ ورنہ جسم تو شیر جیسا اور حرکت لومڑیانہ! ایسے بزدل کو جینے کا کیا حق حاصل ہے؟ پس علامت اللہ تعالیٰ کی محبت کی اور ضمانت اللہ تعالیٰ کی محبت کی اور بشارت اللہ تعالیٰ کے ملنے کی کیا ہے؟ نگاہوں کی حفاظت کی توفیق! جس کو بڑی خوشی ملنی ہوتی ہے اسی کو توفیق ہوتی ہے چھوٹی خوشی قربان کردینے کی۔ جس کے نصیب اچھے ہوتے ہیں اسی کو یہ عالی ہمتی اور عالی حوصلگی عطا ہوتی ہے کہ وہ نگاہ نیچی کرلیتا ہے، کسی نامحرم کو نہیں دیکھتا۔ ایسی بے وقوفی کی حرکت سے اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتے ہیں، اس کو عقلمند بنا دیتے ہیں، وہ جانتا ہے کہ ان کو دیکھنے سے

کچھ نہیں ملے گا، اللہ چھوٹ جائے گا، دور ہو جائے گا، ناراض ہو جائے گا، وہ اپنی حرام خواہشات پر شیر کی طرح حملہ کرتا ہے اور ان کا خون پی لیتا ہے اور جس طرح خون پینے کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ہرن گر جاتا ہے، اس میں کھڑے رہنے کی طاقت نہیں رہتی۔ اسی طرح جو اپنے حرام ارمانوں کا خون پی لیتا ہے تو اس کے ارمان گر جاتے ہیں، مضمحل ہو جاتے ہیں اور وہ ان پر غالب آجاتا ہے لیکن یہ خوش نصیب لوگوں کا مقام ہے لیکن اپنے کمینہ پن اور دناءتِ طبع سے جس کا نصیب خراب ہے وہ گوموت ہی میں پڑا رہتا ہے، پیشاب پاخانے کے مقام کو چاٹتا رہتا ہے اور اس کو سمجھتا ہے کہ واہ واہ کیا کمال ہے، کیا اس کے ہونٹ ہیں، کیسے بال ہیں، کیسے گال ہیں حالانکہ جو گال کو دیکھتا ہے گالی پاتا ہے۔

اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اس بندہ پر جس کو اللہ حفاظتِ نظر کی توفیق دے دے اور نظر ڈال کر دل کو للچانا، کلپانا، تڑپانا بے وقوفی ہے۔ جس کے لیے آج تڑپ رہے ہیں یہی کل جب ساٹھ برس کی بڑھیا بن کر آئے گی اور لڑکا نانا ابا بن کر آئے گا تب اس کے لیے تڑپو گے؟ تب اس سے کہو گے کہ جوانی میں ہم تمہارے لیے تڑپا کرتے تھے؟ سور اور کتے سے بدتر ہے وہ شخص جو عارضی حسن پر مرتا ہے، انتہائی احمق اور کمینہ ہے، بے غیرت ہے، جوتے مارنے کے قابل ہے۔ فساق ہی مجاز کے عاشق ہوتے ہیں، آج کوئی لڑکی اگر ان کے سامنے اپنی دبر یعنی پچھلا حصہ ہلا دے تو ان کو انزال ہو جاتا ہے۔ دنیا کے کافر چاہے گوموت کھائیں مگر مسلمان کو کیا ہو گیا ہے کہ دنیائے مردار پر مر رہا ہے۔ مولانا روم شاہِ خوارزم کا سگا نواسہ شیخ التفسیر والحدیث امام اولیاء فرماتے ہیں ؎

گر خفاشے رفت در کور و کبود

بازِ سلطاں دیدہ را بارے چہ بود

اگر چمگادڑ پیشاب پاخانہ کی نالیاں چاٹ رہا ہے تو تعجب کی بات نہیں لیکن آہ! وہ بازِ شاہی جو سلطان دیدہ آنکھیں رکھتا ہے، جو بادشاہ کی کلائی پر بیٹھتا ہے اس کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایسی گھٹیا حرکت کرتا ہے، جو ہر وقت اس ماحول میں رہتا ہے جہاں ہر وقت ذکر اللہ ہے، اللہ والوں کا ماحول ہے وہ گو بھرے ہوئے جسموں کی چمک دمک سے دھوکہ کھاتا ہے۔ لیکن عقلمند کہے گا کہ اس کے نیچے انگلی ڈال کر چاٹو تو ہم جانیں۔ پیچھے سے پاخانہ ہی نکلے گا، مشک وزعفران نہیں نکلے گا اور آگے سے کیوڑہ وگلاب نہیں نکلے گا، بدبودار پیشاب ہی نکلے گا۔ میرا شعر ہے ؎

آگے سے مُوت پیچھے سے گو
اے میر جلدی سے کر آخ تھو

فرینکفرٹ ایئرپورٹ جرمنی میں ایک لڑکی ایئرپورٹ کی ملازمہ دو دھاری تلوار چلاتی تھی، آگے کی تلوار اور پیچھے کی تلوار جس سے ہمارے بعض ساتھی بہت پریشان ہوئے اور مجھ سے کہا کہ یہ لڑکی تو پاگل کردے گی۔ میں نے کہا کہ اس کو بالکل نہ دیکھو، نظر بچاؤ اور پھر میرا یہ شعر پڑھو جو فرینکفرٹ ایئرپورٹ پر اسی وقت ہوا ؎

آگے سے موت پیچھے سے گو
اے میر جلدی سے کر آخ تھو

اللہ تعالیٰ کے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت جب آتی ہے تو ایک شیطان اس کے سامنے ہوتا ہے اور جب جاتی ہے تو ایک شیطان اس کے پیچھے ہوتا ہے۔ وہ شیطان بلاتا ہے کہ آؤ مولوی صاحب، صوفی صاحب، عارف باللہ صاحب اس کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں گھس جاؤ، بہت مزہ آئے گا لیکن جس پر اللہ کا فضل ہوتا ہے وہی بچتا ہے۔ اس کے

سامنے ان کا گوموت ہوتا ہے، وہ پوسٹ مارٹم کرتا ہے کہ اے بدمعاشو! کم بختو! زیادہ نہیں ایک تولہ گونکالو اور پھر سونگھو اور منہ میں رکھو پھر کہو کہ واہ واہ کیا حلوہ ہے۔ پیشاب پاخانہ پر چاندی کا ورق لگا دیا ہے جس پر بے وقوف لوگ للچا رہے ہیں۔ (حضرت والا کے خلیفہ شیخ الحدیث مولانا منصور الحق صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میرے خیال میں آپ کے فرینکفرٹ والے شعر سے زیادہ ہمارے تزکیہ کے لیے اور اس بیماری سے بچانے کے لیے کوئی دوا مؤثر نہیں ہوسکتی۔ حسنِ فانی کے سحر سے بچانے کا یہ شعر بہترین علاج ہے ؎

آگے سے مُوت پیچھے سے گُو

اے میر جلدی سے کر آخ تھو

اس شعر سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں۔) حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ یہ شعر پڑھنے کا فائدہ جب ہوگا جب نظر بچا کر یہ شعر پڑھو یا سوچو۔ نظر سے نظر ملا کر اگر سوچو گے تو سوچنے کی سوئچ فیل ہو جائے گی۔ نظر سے نظر ملی کہ پاگل بنا، جادو ہو گیا اس پر، اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی تھوڑی فرمایا قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ ، اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ نظر سے نظر کو ٹچ نہ ہونے دیں، نظر سے نظر ملے گی تو جادو ہو جائے گا اور دونوں مقناطیس آپس میں لڑ جائیں گے، ایک دوسرے میں گھس جائیں گے، اللہ تعالیٰ خالق ہیں مقناطیس کے، وہ جانتے ہیں کہ ہمارے بندے پاگل اور دیوانے بن جائیں گے، وہ اپنے خاص بندوں کو پاگل کرنا نہیں چاہتے اس لیے غضِ بصر کا حکم نازل کر دیا کہ پاگل نہ بنو، عقل بڑی نعمت ہے، عقل رہے گی تو سب کچھ ہے ورنہ پاگل کو نہیں دیکھتے ہو کہ وہ گندی نالی میں پیشاب پی لیتا ہے، پاخانہ کھاتا ہے، تو حسینوں کو دیکھنے سے عقل خراب ہو جائے گی اور پیشاب پاخانہ کی جگہ اس کو محبوب معلوم ہوگی۔ اگر نظر سے نظر مل گئی تو پاگل ہو جاؤ

گے ؎

نظر نظر سے جو ٹکرا گئی تو کیا ہوگا

پھر یہ ہوگا کہ انتہائی نفرت کی جگہ، پیشاب پاخانہ کی جگہ عزیز تر ہو جائے گی، بس اس لیے بتا دیا کہ قبل اس کے کہ منہ کالا ہو، قبل اس کے کہ پیشاب پاخانہ کے مقامات میں گھسو اللہ کے لیے اپنی جانوں پر رحم کرو اور دوسروں پر بھی رحم کرو کیونکہ جو آدمی خود بچے گا وہ بچائے گا بھی، جو بچے گا نہیں وہ کیا بچائے گا۔ جو حلاوتِ ایمانی کھاتا ہے وہ اکیلے نہیں کھاتا، جماعت سے کھاتا ہے، تو اس کی تقریر میں اثر بھی ہوتا ہے۔ ایک جماعت کی جماعت اس کے ذریعہ اللہ والوں کی پیدا ہوتی ہے اور جو منہ کالا کرتا ہے وہ مردود، کمبخت، سور، کتا ہے، اس کو کیا پوچھتے ہو، وہ انسان ہے؟ مقام پلید اور لید بدمعاش آدمی کی عید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے، دیکھو جس کو نگاہ بچانے کی توفیق ہو اس کے اوپر بہت بڑا رحم ہو گیا کہ حلاوتِ ایمانی اس کے نصیب میں آ گئی ورنہ ساتھ نہ رہو کہ ہم کو دیکھ کر افسوس ہو۔ جن لوگوں کو بدنظری اور عشقِ مجازی سے بچنے کی ہمت نہ ہو وہ ساتھ نہ رہیں، ان کی حرکت سے خانقاہ بھی بدنام ہوگی، دوسرے لوگوں کو بھی بہانہ ملے گا کہ بھئی یہ تو فلاں بزرگ کے ساتھ رہتے ہیں، ان کا جب یہ حال ہے تو ہمارا کیا حال ہوگا، ہماری کیا اصلاح ہوگی، لہٰذا ایسے لوگ خانقاہ میں نہ رہیں، تاکہ اگر بدنامی ہو تو ان کا ماحول الگ ہو۔ لیکن جو حرام مزہ کی خاطر خانقاہ چھوڑے گا تو نانی یاد آ جائے گی، فسق و فجور اور اللہ کی نافرمانی میں اتنی پریشانی ہے کہ آدمی مجبور ہو کر اللہ سے توبہ کرے گا اور معافی مانگے گا کیونکہ کچھ دن تو قرب کا مزہ چکھ چکا، لذتِ قربِ حق کا ذائقہ اس کو یاد آئے گا۔ مجاز کی تلخی چکھ کر کہے گا کہ میری توبہ بھلی جیسے کہ میں نے شعر میں کہا

ہے ـ

ہے بری یہ گلی، بڑھ گئی بے کلی
اے سکھی میں چلی، میری توبہ بھلی
تو ہے گو من چلی، مت دِکھا کھلبلی
سن ری اے دل جلی، بھاگ رب کی گلی

مجاز میں تلخی ہی تلخی ہے اور اللہ کے نام میں مزہ ہی مزہ ہے، ان کے اسم میں اتنا مزہ ہے تو مسمیٰؓ کیسا ہوگا؟ پریشان دل کو اللہ اللہ کرنے کی برکت سے، اللہ کے نام سے سکون ملتا ہے تو جن کے نام سے سکون ملتا ہے ان کا مسمیٰؓ کیسا ہوگا؟ جنت میں جب دیدار ہوگا تو جنت اور جنت کی حوریں اور جنت کی کوئی نعمت یاد بھی نہیں آئے گی۔



بندوں کے خواب وخیال سے بالاتر نعمت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ

(سورہ توبۃ، آیت:۱۱۹)

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور دوسری آیت میں ارشاد ہے:

اِنْ اَوْلِیَآءُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

(سورۃ انفال، آیت:۳۴)

کہ میرے اولیاء صرف اہلِ تقویٰ ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! میرے دوست بن جاؤ، تم تو خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے تھے کہ ہم تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے، تم سے دوستی میں پہل کریں گے،

تم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہم تم کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہیں۔تمہارے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتا کہ ماں کے حیض اور باپ کی منی سے پیدا کر کے اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی ذات اُس نطفۂ ناپاک کو اپنا دوست بھی بنالے! دنیاوی بادشاہ کسی معمولی آدمی کو اپنا دوست کہتے ہوئے شرماتے ہیں کہ یہ ہمارے میل کے نہیں ہیں، ان کی ہماری میچنگ (Matching) نہیں ہے، میں ان کو کیسے اپنا دوست کہوں۔مگر میرے اللہ کی انتہائی مہربانی، انتہائی ذرّہ نوازی، انتہائی شفقت ومحبت ہے کہ خالق ہوکر اِتَّقُوا اللّٰہَ فرما کر پیغامِ دوستی دے رہے ہیں کہ تم تو پہل نہیں کر سکتے تھے کیونکہ تمہارے خواب وخیال اور وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا لیکن ہمارا کرم اس بات کا متقاضی ہوا کہ ہم تمہیں اپنا دوست کہیں۔اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، گناہوں سے بچو، نافرمانی سے بچو تو ہم تم کو صرف گناہ چھوڑنے پر اپنا تاجِ ولایت عطا کردیں گے، ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ تم لمبے چوڑے وظیفے پڑھو بس صرف فرض، واجب، سنت مؤکدہ ادا کرلو باقی بس گناہ سے بچو، میری نافرمانی نہ کروتو تم میرے دوست ہو کیونکہ میرے نافرمان میرے ولی نہیں ہوسکتے۔اگر میرا ولی بننا ہے تو بس گناہوں کو چھوڑنا ہے۔کوئی انسان اس کو سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہم اللہ کے دوست بھی بن سکتے ہیں لیکن قرآنِ پاک میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنْ اَوْلِیَآءُ ہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ میرا کوئی ولی نہیں ہے لیکن صرف وہ بندے جو گناہ نہیں کرتے، تم ہمارے دوست بن جاؤ گے جب گناہ چھوڑ دو گے۔ یاد رکھو چاہے رات بھر عبادت کرو، چاہے کتنی ہی نفلیں پڑھو، کتنے ہی وظیفے پڑھو، مگر عبادت سے تم میرے ولی نہیں بن سکتے ہو جب تک کہ گناہ نہ چھوڑ دو۔ مجھے تعجب ہے کہ گناہ تمہیں کیوں پسند ہے جبکہ طبعی طور پر گناہ غیر شریفانہ حرکت ہے۔کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو شریفانہ ہو، کوئی گناہ ایسا نہیں ہے کہ جو شرافت سے کچھ بھی تعلق

رکھتا ہو۔ جتنے گناہ ہیں، اللہ کی جتنی نافرمانی ہے سب شرافت کے خلاف ہے۔ وہ شخص غیر شریفانہ طبیعت رکھتا ہے جو گناہ کرتا ہے، جو بے حیائی کا کام کرتا ہے، بے غیرتی سے منہ کالا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کو بہت آسان کردیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ آدھی رات کو سمندر میں جاؤ اور آدھی کمر تک پانی میں گھس کر اور ایک ٹانگ اٹھا کر عبادت کرو، پھر ہمارے ولی بنو گے، یہ کچھ نہیں کرنا ہے۔ بس فرمایا کہ صرف گناہ چھوڑ دو، ہماری وِلایت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دیا جائے گا اور گناہ وہ چیز ہے جو چھوڑنے ہی کی ہے۔ بس جو چیز چھوڑنے کی ہے اسی کو تو ہم بھی کہتے ہیں کہ چھوڑ دو، مثلاً اگر تمہاری ماں بہن کے ساتھ، تمہاری خالہ پھوپھی کے ساتھ یا تمہاری لڑکی اور لڑکے کے ساتھ کوئی بدفعلی کرنا چاہے اور تم سے پوچھا جائے تو کیا اجازت دو گے؟ غیرت اور شرافت اجازت نہیں دے گی۔ بس یہی بات تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو تم چاہتے ہو وہی میں چاہتا ہوں، جو تم چاہتے ہو وہی ہماری بھی مرضی ہے کہ تم شرافت سے رہو، عزت سے رہو، آبرو سے رہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں بھی تمہاری عزت رہے اور آخرت میں بھی عزت رہے۔ (میزبان مولانا نذیر لونت صاحب نے بہت جوش کے ساتھ پرتگالی زبان میں ترجمہ کیا)

ترجمہ کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ معلوم ہوا کہ جوش وخروش اور بہت درد کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ میرے شیخ بھی جب یہاں تشریف لائے تھے تو ان کے ترجمہ سے بہت خوش ہوئے ہوں گے۔

سلبِ توفیقِ توبہ کا ایک عبرتناک واقعہ

مسلسل گناہ پر اصرار کرنے سے کبھی یہ نتیجہ دیکھنا پڑتا ہے، اللہ پناہ میں رکھے، پھر ہاتھ ملنے کے سوا کچھ نہیں ملتا، اللہ تعالیٰ اس سے توفیقِ توبہ چھین

لیتے ہیں۔ ناظم آباد میں ایک شخص رات دن گناہ کرتا تھا۔ جب مرنے لگا تو اس کے دوست نے کہا کہ بھائی اب توتم مرنے کے قریب ہو،توبہ کرلواس نے کہا کہ ڈاکٹر کا لفظ نکلتا ہے، دوا کا لفظ نکلتا ہے، دوالاؤ، بسکٹ لاؤ، چائے لاؤ، لغت کے سارے الفاظ، سارے حروف نکلتے ہیں مگر جو لفظ تم کہتے ہو، یہ میرے منہ سے نہیں نکل رہا ہے۔ بتایئے کتنے عبرت کا مقام ہے کہ ایک شخص سارے الفاظ بول رہا ہے لیکن لفظ توبہ کیوں نہیں بول پاتا؟ یہ توبہ کے چار حروف (ت، و، ب، ہ) پر کس نے پہرہ لگا دیا؟ اور یہ کوئی پرانے زمانہ کا قصہ نہیں ہے اسی زمانہ کا میرا چشم دید واقعہ ہے۔ تو قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے اور توبہ کی توفیق اٹھ جائے، اس دن سے پناہ مانگو، معصیت پر جرأت! بے شرمی و بے حیائی کی حد ہے کوئی! کیا غیرت اور شرم کا پیالہ بالکل دھو کر پی چکے ہو۔ اسی لیے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ فرمایا کہ اگر گناہوں سے بچنا چاہتے ہو تو سچوں کے ساتھ رہو اور صادقین اس لیے فرمایا کہ دیکھ لینا کہ سچا متقی ہے کہ نہیں؟ یا صرف لمبا کرتا اور گول ٹوپی ہی پہنے ہوئے ہے۔ دیکھ لینا خوب تجربہ کر لینا کہ سچا اللہ والا ہو، سچا متقی ہو، آپ دنیا میں بھی دیکھتے ہیں کہ جس سے کسی کام کو کہو تو وہ سچا آدمی ہے کہ نہیں۔ اسی طرح جو تقویٰ میں سچا ہو اس کے ساتھ رہو۔ (مولانا نذیر لونت نے پرتگالی زبان میں ترجمہ کیا)



شیطان کا مکر

جب مکہ شریف فتح ہو گیا تو جج میں کچھ نو مسلموں کو تالیفِ قلب کے لیے آپ نے اونٹ اور بکریاں ذرا زیادہ دے دیں تو شیطان انسان کی شکل میں آیا اور وسوسہ ڈالنا شروع کیا کہ دیکھو تمہارے نبی نے مکہ والوں کو کچھ

زیادہ اونٹ اور بکریاں دے دیں اور تم لوگوں کو نہیں دیا۔ یہاں نعوذ باللہ وطنیت رنگ لائی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شیطان مردود نے اتہام لگایا۔ یہ خبر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے اپنے رسول کو دے دی تو آپ نے صحابہ سے خطاب فرمایا کہ اے صحابہ! میں نے جو کچھ کیا ہے، جو اونٹ اور بکریاں مکہ کے جوانوں کو دی ہیں یہ اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ اللہ کا حکم ہے وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ کہ نومسلم کی دل جوئی کرنی چاہیے، میں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ لیکن شیطان نے تم لوگوں میں تفریق پیدا کرنے کی اور تم کو بہکانے کی کوشش کی ہے۔ تو سن لو جب حج ختم ہوجائے گا تو مکہ کے نومسلم کچھ اونٹ اور بکریاں اپنے ساتھ لے جائیں گے اور تم لوگ خدا کے رسول کو لے جاؤ گے تو بتاؤ تم زیادہ نصیبے والے ہو یا اونٹ اور بکریاں لے جانے والے؟ بتاؤ اونٹ اور بکریوں کی قیمت زیادہ ہے، یا اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی؟ بس صحابہ اس تقریر پر اتنا روئے کہ آنسو ان کی ڈاڑھیوں سے بہہ کر نیچے گر رہے تھے۔

معلوم ہوا کہ بعض وقت شیطان چھوٹی چیز دکھا کر بڑی چیز سے محروم کر دیتا ہے مثلاً دِکھایا کہ کوئی چہرہ نمکین اور حسین ہے، اب شیطان کے کہنے سے اللہ کا حکم توڑ کر اس حسین کو حاصل کرنے کی ناجائز اور حرام کوشش کی اور اللہ کو ناراض کر دیا۔ بتاؤ کیا یہی انصاف ہے کہ بندہ اللہ کے قانون کو توڑ دے اور اپنا دل خوش کر لے۔ مالک کی مرضی کے خلاف غلام کا اپنے دل کو خوش کر لینا بھی حرام ہے۔ اللہ حکم دیتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ اے نبی! آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں، کسی کی ماں، کسی کی بہو، کسی کی بیٹی، کسی کی بہن، کسی کی خالہ، کسی کی پھوپھی کو نہ دیکھیں اور یہ آنکھیں کھول کر اُلّو کی طرح دیکھ رہا ہے اور اللہ کو ناراض کر رہا ہے۔ ایسے ہی لڑکوں کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ کسی باپ سے پوچھو کہ اس پر کیا

گذرتی ہے اگر اس کو خبر مل جائے کہ اس نے میرے لڑکے کے ساتھ بدفعلی کی۔ اگر باپ کا بس چلے تو اس مردود خبیث کا خون پی لے۔ مگر انسان حریص ہے شہوت کا، شہوت کے سامنے کچھ نہیں سوچتا کہ میرے اس فعل سے کیا حرج ہوگا۔ قومِ لوط نے بھی کچھ نہیں سوچا تھا۔ تو کیا انجام ہوا کہ چھ لاکھ کی بستی کو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک بازو سے اٹھا کر لے گئے اور ان کے پانچ سو بازو ہیں، ایک بازو سے چھ لاکھ کی بستی کو آسمان تک لے گئے اور وہاں سے اُلٹ دیا، پھر اس پر پتھر بھی برسائے گئے اور ہر پتھر پر ان ظالموں کا نام بھی لکھا تھا۔ تو دیکھو شیطان نے کتنا نقصان پہنچایا، مرنے والی لاشوں کو کیا دِکھا دیا اور اللہ کے قانون کو اس قوم نے توڑ دیا۔ جس فعل کو اللہ نے منع کیا تھا اسی فعل کو کیا اور ہلاک ہوگئے۔

اَمرَد پرستی سے بچنے کا ایک عجیب اور مفید مراقبہ

ابھی ایک نیا مضمون دل میں آیا ہے جو امرد پرستی سے بچنے کا ایک مفید اور عجیب مراقبہ ہے لیکن مراقبہ اُس وقت مفید ہوگا جب پہلے نظر بچاؤ پھر مراقبہ کرو کیوں کہ دیکھنا بدنظری ہے اور بدنظری پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ اللہ لعنت کرے بدنگاہی کرنے والے پر اور جو خود کو بدنگاہی کے لیے پیش کرے۔ معلوم ہوا کہ بدنگاہی موجبِ لعنت ہے اور لعنت کے معنیٰ ہیں اللہ کی رحمت سے دوری۔ تو رحمت اور لعنت جمع نہیں ہوسکتیں، لہٰذا پہلے نظر بچاؤ پھر یہ مراقبہ کرو کہ جس لڑکے کی طرف آج میلان ہو رہا ہے اگر خدانخواستہ بدنظری کر لی تو بدنظری کی لعنت الگ ملی اور اس بدنگاہی کی نحوست سے اگر اس کے ساتھ منہ کالا کرلیا تو کل کو یہ لڑکا ابدال ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ غوث ہوسکتا ہے کہ نہیں؟

قطب الاقطاب، قطب العالم اور تمام اولیاء کا سردار ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جو اللہ کا پیارا ہوتا ہے وہ بچپن ہی سے پیارا ہوتا ہے، خالی مستقبل ہی میں پیارا نہیں ہوتا کیونکہ اللہ ہر ایک کے بارے میں جانتا ہے کہ اس کا حال کیا ہے، ماضی کیا ہے اور یہ مستقبل میں کیا ہوگا۔ ہر ایک کے ماضی، حال اور مستقبل کا اللہ کو علم ہے۔ جو آدمی مستقبل میں غوث، ابدال اور قطب ہونے والا ہے وہ اللہ کے علم میں پہلے ہی سے ہوتا ہے، جو جوانی میں قطب الاقطاب ہونے والا ہے اللہ کے علم میں وہ بچپن ہی سے ہوتا ہے۔ یہی لڑکے تو اللہ والے ہوجاتے ہیں۔ بتاؤ اس کا امکان ہے یا نہیں؟ اگر معلوم ہوجائے کہ یہ لڑکا غوث ہے تو کسی کی ہمت پڑے گی اس کے ساتھ بدفعلی کرنے کی؟ پس بچپن میں کسی کو مفعول بنالینا، بدفعلی کرنا، اِغلام بازی کرنا انتہائی بدمعاشی، کمینہ پن اور بدبختی ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا مبغوض ہوگا۔

پس جب کسی لڑکے کی طرف میلان ہو تو سوچو کہ اگر آج اس لڑکے کو استعمال کرلیا، بدفعلی کرلی اور کل یہی لڑکا غوث، قطبُ الاقطاب اور اولیاء کا سردار ہوگیا تو جس وقت وہ سجدہ میں سارے عالم کے لیے دعا کررہا ہوگا اور آپ کی نظر اس پر پڑگئی کہ یہ اپنے وقت کا غوث ہے تو اس وقت کتنی شرمندگی ہوگی اور کتنا خوف ہوگا کہ اللہ کا کتنا غضب اور کتنی لعنت مجھ پر برسے گی کہ اللہ کے اتنے پیارے بندے کے ساتھ میں نے بدفعلی کی، میں کتنا بدقسمت اور محروم ہوں، کتنا خوف ہوگا کہ مجھ پر اللہ کا جو غضب نازل ہوجائے کم ہے۔

بتاؤ یہ مراقبہ کیسا ہے؟ مفید ہے یا نہیں؟ (احقر راقم الحروف اور دیگر سامعین نے عرض کیا کہ حضرت عجیب وغریب مراقبہ ہے، دل خوف سے دہل گیا۔ اس مراقبہ کا استحضار رہے تو آدمی اس خبیث فعل میں مبتلا نہیں ہوسکتا)

فرمایا کہ بس نظر بچاؤ، جسے دیکھ کر لالچ معلوم ہو تو فوراً اپنی نظر بچاؤ

اور سوچو کہ یہ ہمیشہ لڑکا نہیں رہے گا۔ اگر یہ قطب، ابدالِ وقت اور صاحبِ کرامت ہوگیا اور آج لڑکا سمجھ کر اس کے ساتھ منہ کالا کرلیا تو اللہ کی کتنی لعنت برسے گی، کتنا غضب نازل ہوگا کہ ہمارے پیاروں کے ساتھ تم بدفعلی کرتے تھے۔ بتاؤ پھر کہاں جاؤ گے، اللہ کے غضب سے کیسے بچو گے، کتنا خوف ہوگا کہ میں نے اللہ کے ایسے پیارے بندے کے ساتھ بدفعلی کی ہے، اللہ کہیں مجھ سے انتقام نہ لے۔ بس اللہ کے غضب کو یاد کرو اور نظروں کی حفاظت کرو، جو نظر کی حفاظت کرے گا بدفعلی سے محفوظ رہے گا، بدنظری وہ آٹومیٹک زینہ ہے جو بدنظری کی آخری منزل یعنی بدفعلی تک پہنچا دیتا ہے۔

اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جو اپنے کرم سے ایسے مضامین عطا فرماتا ہے۔ سوچ لو کہ شاید ہی کوئی پیر یہ مراقبہ بتائے۔ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ نے میرے اوپر کیا کرم کیا ہے، کیا انعامات نازل فرمائے ہیں۔ یہ باتیں شاید ہی کہیں ملیں، شاید بھی دعویٰ توڑنے کے لیے کہتا ہوں ورنہ کسی عالم سے سنا ہے یہ مراقبہ؟ سوچ لو کہ اللہ تعالیٰ نے عشقِ مجازی سے بچنے کا پی ایچ ڈی کا کورس پڑھانے کے لیے مجھ کو مقرر کیا ہے، لیکن یہ سب میرے بڑوں کا فیض، ان ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔



تیسرا حکم آنکھوں کی حفاظت ہے، آنکھوں کی حفاظت کا حکم قرآن شریف کا ہے:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ وَ یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ

اور عورتوں کے لیے بھی یہ ہے:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنَاتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ

تو نظروں کی حفاظت کا حکم عورتوں کے لیے بھی ہے اور مردوں کے لیے

بھی ہے، یہ تو قرآن شریف کا حکم ہوگیا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دکھاؤ! قرآن میں کہاں ہے تو دیکھو بھئی! قرآن ہی میں ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ آنکھوں کا زِنا ہے نظر بازی۔

بخاری شریف کی حدیث سب سے مضبوط مانی جاتی ہے، زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ کسی کی بہو، کسی کی بیٹی، کسی کی بہن، کسی کی خالہ، کسی کی پھوپھی کو دیکھنا یہ آنکھوں کا زِنا ہے۔ کیا آنکھوں کا زِنا کرنے والے کا ولی اللہ بننے کا خواب پورا ہوگا؟ ہم لوگ بھی تو چاہتے ہیں کہ ہماری بیوی، ہماری بہن، ہماری ماں، ہماری بیٹی کو کوئی بری نظر سے نہ دیکھے اور نامحرم کو بری نظر ہی سے دیکھتا ہے، کیا کوئی اچھی نظر سے دیکھتا ہے؟ جب دیکھے گا تو آدمی کی نظر بری تو ہو ہی جائے گی، اس لیے جو ہم اپنی بہو، بیٹی، بہن، خالہ، پھوپھی اور والدہ کے بارے میں چاہتے ہیں کہ ہماری بہن کو، ہماری بیوی کو، ہماری ماں کو کوئی نہ دیکھے وہی قانون اللہ تعالیٰ نے نازل کردیا، بالکل عین فطرت کے مطابق، اس میں کسی کو تنگی معلوم ہو تو یہ اس کا قصور ہے۔ آنکھ بچانے میں بہت سکون ہے، اللہ حلاوتِ ایمانی دیتا ہے، حلاوتِ بصارت لے کر حلاوتِ بصیرت دیتا ہے، حلاوتِ ایمانی کیا چیز ہے؟ اللہ کا قرب، اللہ کے تعلق کی مٹھاس۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں بدنظری کرنے والے پر اور جو بدنظری کرانے والی ننگی پھرتی ہیں، لعنت کے معنیٰ کیا ہیں؟ اَلْبُعْدُ عَنِ الرَّحْمَۃِ اللہ کی رحمت سے دوری، بتاؤ! پھر ہماری حفاظت کیا چیز کرے گی۔ بدنظری کرکے اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّیْ کا سایہ تو تم نے اُتار کر پھینکا ہے، اپنی آنکھوں کو حرام کاری میں مبتلا کر کے کیوں دیکھا تم نے، جب دیکھا تو دل تڑپ گیا، اُس کے اوپر آ گیا، اب اس کے لیے بے چین ہو، بے چینی تو تم نے خود مول لی، تو تین حکم ہو گئے، قرآن

شریف کا حکم، بخاری شریف کا حکم اور مشکوٰۃ شریف کا حکم، اب رہ گیا کہ بدنظری میں مزہ آتا ہے اور نظر نیچی کرنے میں دل کو تکلیف ہوتی ہے تو مومن کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں چاہے جان چلی جائے خوشی خوشی دے دے، یہ جذبہ ہونا چاہیے، مومن کی شان یہی ہے کہ جو اللہ کا حکم ہو سر آنکھوں پر رکھ لو اور اللہ کے حکم کے خلاف نہ چلو، چند دن کا امتحان ہے، یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے، کچھ دن آنکھوں کا مجاہدہ کرلو پھر یہ وقت بھی نہیں ملے گا اور نہ اس مجاہدہ کی لذت ملے گی، مجاہدہ کا حلوۂ ایمانی دنیا میں کھالو، یہ مزہ جنت میں بھی نہیں ہے، جنت میں اگر کوئی کہے کہ ہمیں نظر بچانے کا مزہ دے دیجئے تو نہیں ملے گا، کیونکہ وہاں شریعت نہیں ہے، وہاں شریعت کا حکم ختم، وہ دارالجزاء ہوگا، اس لیے وہاں نظر بچانا فرض نہیں ہے، شریعت کے سب جائز و ناجائز کے احکام ختم، اس لیے یہ مزہ حلاوتِ ایمانی کا یہیں دنیا میں کھالو، ورنہ وہاں ترسوگے تب بھی نہ ملے گا۔

چوتھا حکم حفاظتِ قلب ہے، بعض لوگ سر جھکائے مراقبہ میں ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ بہت صوفی آدمی ہیں لیکن میرا شعر ہے ؎

یوں تو بگلہ کی طرح تجھ کو مراقب دیکھا
جوں ہی مچھلی کو دبوچا تو ترا راز کھلا

بگلہ آنکھ بند کر کے بیٹھا رہتا ہے اور جب مچھلی کو دیکھتا ہے تو جلدی سے منہ میں رکھ لیتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی چالباز اور مکار ہے۔ تو یہ سمجھ لو کہ ایسا صوفی معتبر نہیں جو حسینوں کو دیکھ کر ہڑپ کرلے، بگلہ بھگت نہ ہو، اصلی صوفی وہ ہے جو حسینوں کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ تو چوتھا حکم دراصل فنشنگ **(Finishing)** کا ہے کہ دل میں بھی گندا خیال نہ لاؤ، اللہ تعالیٰ کے سامنے ہمارا اور آپ کا دل ایسا ہے جیسے سورج۔ جس طرح ہم پر سورج ظاہر ہے اس

سے زیادہ ہمارا دل اللہ تعالیٰ پر عیاں ہے۔خود سوچو کہ اگر آپ کا کوئی دوست آپ کے خلاف خیالات پکا رہا ہو اور آپ کے پاس کوئی ایسی مشین ہو جس سے اُس کے دل کی گندگی کا حال معلوم ہو جائے تو کیا ایسے شخص کو دوست بناؤ گے؟ یا اس کو جوتے مار کے بھگا دو گے، تو دوستو! دل میں اللہ کی نافرمانی کا خیال مت پکاؤ، سر سے پیر تک اللہ کے باوفا رہو، اس وفاداری میں جان بھی چلی جائے تو جان دینے کا جذبہ پیدا کرو، یہ زندگی دوبارہ نہیں ملے گی، ایک دفعہ زندگی ملی ہے، اسی میں وفاداری کا امتحان پاس کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کا ہر حکم ہماری سینکڑوں جانوں کی حفاظت کا ذمہ دار ہے، ہر حکم میں ہماری جانوں کی حفاظت کی ضمانت ہے، کوئی بھی حکم سخت نہیں ہے، بلکہ حکم کے خلاف چلنے میں سختی ہے، مثلاً نظر بچانا، تو اس میں بندہ کی آبرو کا کس قدر انتظام ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوسروں کی بیوی، دوسروں کی عورت کو دیکھنے سے بچالیا تو ہم کو جوتے کھانے سے بچا لیا۔ دیکھو! دوسری کو دیکھ کر للچاؤ مت، اپنی بیوی کو دیکھو جو اللہ نے تمہیں دی ہے اسی پر راضی رہو۔ رضا بالقضاء اللہ کے فیصلہ پر راضی رہنے کا نام ہے، اللہ کے فیصلہ پر راضی رہنا فرض ہے، جیسے روزہ نماز فرض ہے ویسے ہی اللہ کے فیصلہ پر راضی رہنا بھی فرض ہے۔

جنت میں یہی عورتیں حوروں سے زیادہ حسین کردی جائیں گی۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت نقل کی ہے، انہوں نے پوچھا، یا رسول اللہ! جنت میں حوریں زیادہ حسین ہوں گی یا مسلمان عورتیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان عورتیں حوروں سے زیادہ حسین بنادی جائیں گی، عرض کیا کہ کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے نماز پڑھی ہے، روزہ رکھا ہے، حج کیا ہے، زکوٰۃ دی ہے، ہمارا حکم مانا ہے اور حوریں وہیں پیدا ہوئیں، وہیں ڈھلی

ڈھلائی مل گئیں اس لیے دین میں اپنے مجاہدات کی وجہ سے وہ حوروں سے زیادہ حسین کردی جائیں گی۔ لہٰذا دنیا میں مسلمان عورتیں اگر حسن میں کم ہیں، توفکر نہ کرو، چند روز کا مجاہدہ ہے، اس کے بعد یہ حوروں سے زیادہ حسین بنادی جائیں گی، ان کی ملاحت زیادہ ہوجائے گی۔ حسن کی دو صفات ہیں۔ ایک ملاحت دوسری صباحت۔ بعض گورے چٹے ہوتے ہیں، یہ اہلِ صباحت ہیں اور بعضے گورے چٹے تو نہیں ہوتے مگر ان میں ملاحت جھلکتی ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے لکھا ہے کہ دیوبند میں ایک بنگالی طالبِ علم تھا، وہ صبیح تو نہیں تھا، یعنی اس میں صباحت تو نہیں تھی، گورا چٹا تو نہیں تھا لیکن ملاحت غضب کی تھی۔

اس طالبِ علم کو جنات کے بادشاہ نے اٹھوالیا اور اس سے اپنی لڑکی کی شادی کرنی چاہی تو اس طالبِ علم نے کہا کہ ہمارے فقہ میں غیر جنس میں نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ جنوں کے بادشاہ نے مایوس ہوکر اس کو دیوبند واپس پہنچا دیا۔ معلوم ہوا کہ ملاحت اور چیز ہے اور صباحت اور چیز ہے۔ بعض لوگوں کا چہرہ روشن ہوتا ہے مگر نمک بالکل نہیں ہوتا اور بعضے چہرے سانولے ہیں یا کالے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے غضب کی ملاحت ان کو دی ہے۔ تو مسلمان عورتیں ملاحت میں حوروں سے زیادہ ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کا نور ان کے چہروں پر ڈال دے گا۔ انہوں نے جو عبادتیں کی ہیں اس کا نور زیادہ (Extra) ہوگا۔ لیکن حوریں بھی کم نہیں ہوں گی، ان کا ناک نقشہ بھی عظیم الشان ہوگا، لیکن مسلمان عورتیں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔ جنت میں مزے ہی مزے اور عیش ہی عیش ہوگا۔ بس چند روز صبر کرلیجئے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں تو بہت حسین ہوں، میری بیوی اتنی حسین نہیں ہے، ہماری (**Matching**) نہیں ہوئی، اس لیے خوشیوں کی چنگ بجانے کا میری زندگی میں موقع نہیں، تو صبر کرو، اللہ کی مرضی پر راضی رہو، چند دن

کے بعد مر کے جسم گل جائے گا، پھر اللہ تعالیٰ دوسرا جسم عطا کریں گے۔

ان چار حکموں پر جو چستی، مستعدی، جواں مردی اور مردانگی کے ساتھ عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ کو پا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کا ولی ہوجائے گا، ان چار اعمال کی برکت سے پورے دین پر عمل کی توفیق ہوجائے گی، اولیاء صدیقین کی آخری سرحد پر پہنچ جائے گا اور جنت پا جائے گا، اور جنت کی بھی جنت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار میں اتنا مزہ ہے کہ جس وقت جنتی اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے تو کوئی حور یاد نہیں آئے گی، جنت کی کوئی ڈش، کوئی نعمت یاد نہیں آئے گی، کیوں؟ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور ازلی اور ابدی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، یہ نشہ کسی چیز میں نہیں ہے کیونکہ کوئی شے ازلی ابدی نہیں ہے، ازلی ابدی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ دنیا پہلے نہیں تھی پھر اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور قیامت میں پھر فنا کردی جائے گی۔ تو دنیا نہ ازلی ہے نہ ابدی، بالکل گھٹیا چیز ہے اس لیے اللہ والے اس کو منہ نہیں لگاتے۔ اب رہ گئی جنت تو جنت نیک لوگوں کی جگہ ہے، صالحین کی جگہ ہے، جنہوں نے دنیا میں اپنی آرزوؤں کا خون کیا ہے، لیکن جنت بھی ابدی ہے، ازلی نہیں ہے، جن کے منہ کو اللہ کی محبت کی شراب لگ گئی، جو عاشقِ ذاتِ حق ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ازلی اور ابدی اللہ کے مقابلہ میں جنت بھی کچھ نہیں ہے، لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ کوئی چیز اللہ کے برابر نہیں، اس لیے اللہ کے عاشقوں کے لیے درجۂ اوّلیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور جنت درجۂ ثانوی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا جب دیدار ہوگا تو جنتی لوگ جنت کی نعمتوں کو یاد ہی نہیں کریں گے بلکہ کوئی نعمت یاد ہی نہ آئے گی، کوئی حور بھی یاد نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت سب سے اعلیٰ نعمت ہے۔ اس لیے جو لوگ یہاں اپنی آرزوؤں کا خون کرتے ہیں ان کا خوں بہا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، خونِ آرزو

کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ خود مل جاتے ہیں کہ تم نے جو اپنی آرزوؤں کا خون کیا ہے اس کے صلہ میں حلاوتِ ایمانی لے لو، تم نے حسینوں سے نگاہیں بچا کر اپنی آرزوؤں کا خون کیا ہے تو خونِ آرزو کا بدلہ میری ذات ہے، حلاوتِ ایمانی ہے، ایمان کی مٹھاس ہے، جو حوروں کو پیدا کرسکتا ہے وہ دنیا میں بھی حوروں کا مزہ دے سکتا ہے، اللہ کے احکام میں سُستی مت کرو، خدا کی عبادت میں چوڑیاں مت پہنو، اللہ کی عبادت میں شیرِ مرد رہو، نفس پر مردانہ حملہ کرو ؎

ہیں تبر بردار مردانہ بزن

خبردار! تبر اُٹھاؤ اور مردانہ حملہ کرو، نفس دشمن مردانہ حملہ ہی سے دبے گا اگر مردانہ حملہ نہیں کرو گے تو اللہ کو نہیں پاؤ گے، بغیر اللہ کے مرو گے، بے حد خسارہ میں جاؤ گے۔ اس سے بڑھ کر کوئی خسارہ نہیں ہے کہ اللہ نہ ملے اور آدمی مرجائے، بہت ہی بدبخت، بدنصیب اور محرومِ جاں ہے وہ جو اللہ کو نہ پائے اور مرجائے۔ خدا کے لیے، اللہ کے لیے اپنی جانوں پر رحم کرو، میرے دوستو! میرے عزیزو! جان دے دو مگر اللہ کو ناراض نہ ہونے دو، ان شاء اللہ دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ دل کو ایسا مست کردیں گے کہ معلوم ہوگا کہ آپ سے بڑھ کر کوئی بادشاہ نہیں ہے، چٹائی پر، بوریوں پر، خاک پر، تختِ شاہی کا مزہ ملے گا۔ لوگوں کو بکنے دو، جو کہتے ہیں کہ فلاں صورت میں یہ مٹھاس ہے، وہ مٹھاس ہے۔ صورتوں میں کیا ہے، آج جو سولہ سال کی ہے، کل جب اَسّی سال کی بڑھیا ہوگی تو اس کو چوما چاٹی کرو گے؟ شادی کی پہلی رات میں کس قدر خوشی تھی اور اب وہی خوشی باسی ہوگئی، یہ کیا ہے؟ سب فانی ہے، دنیا بِجَمِیۡعِ اَعۡضَاءِہٖ وَبِجَمِیۡعِ اَجۡزَاءِہٖ سب فانی ہے، دیکھو جوان کتنا ہی حسین ہو، ایک دن اس کو نانا بننا ہے، جب ڈاڑھی مونچھ نہ آئی ہو اُس وقت تو سخت امتحان ہوتا ہے، لیکن ایک دن نانا دادا بن جائے گا اور لڑکی ابھی کتنی ہی حسین ہو ایک دن نانی دادی بنے گی ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا، کوئی نانی ہوئی

جولڑکا تھا نانا ابا بن گیا، اب اس کی ڈیمانڈ (Demand) کرو گے؟ اور جولڑکی تھی نانی اماں ہوگئی تو پھر اس کو چاہو گے؟ اس لیے کسی کی جوانی مت دیکھو۔ لڑکا ہے تو اس کا بڑھاپا سوچو کہ بڈھا ہوگا تو کیسا ہوگا؟ لڑکی بڈھی ہوگی تو کیسی معلوم ہوگی؟ جو انجام پر نظر رکھتا ہے وہ عقلمند کہلاتا ہے، عقل کی انٹرنیشنل یعنی بین الاقوامی تعریف یہ ہے کہ انجام پر نظر ہو اور ان حسینوں کے چاہنے والوں کی نظر انجام پر نہیں ہوتی، اگر وہ کہہ دے کہ ہم آپ کے باوفا رہیں گے، کبھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے تو ایک دن ایسا آئے گا کہ جب بڈھی ہوجائے گی تو خود اسے اپنے سے دور پھینک دو گے۔ اسی طرح لڑکا جب بڈھا ہوگا تو اسے بھی اپنے سے دور پھینک دو گے، تو یہ کیا چیز ہے کہ آج جن کے لیے پاگل ہو رہے ہو اور جب شکل بگڑ جائے گی تو پاگل نہیں عقلمند کے باپ بن جاؤ گے، اس لیے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے دوستی کرلو، اللہ نے اسی لیے پیدا کیا ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اتَّقُوا اللّٰہَ اے ایمان والو! متقی ہوجاؤ۔ متقی کا کیا مطلب ہے؟ یعنی میرے دوست بن جاؤ، یہ دوست بننا فرض ہے، اختیاری مضمون نہیں ہے، متقی یعنی ولی بننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جو ولی اللہ بنے بغیر مرا تو نامُراد مرا، اس لیے دیکھو کہ کس پر مر رہے ہو، ہر حسین کا بڑھاپا دیکھو۔ بس اپنی بیوی سے محبت کرو، مگر وہ بھی اللہ سے زیادہ نہ کرو، اس کو بھی سوچو کہ ایک دن مرنے والی ہے اور قبر میں اس کو اپنے ہاتھوں سے دفن کرنے والا ہوں، اللہ باقی ہے اور سب فانی ہے، انجام پر نظر رکھیں۔ انجام پر نظر نہ رکھنے والا انٹرنیشنل بے وقوف ہے، انٹرنیشنل ڈونکی اینڈ منکی ہے۔ بس میرے دوستو! میرے عزیزو! میرے ساتھیو! اللہ پر جان دینا سیکھو اور کچھ کام نہیں آئے گا، جتنی چیزیں ہیں

سب لات مار کر آپ کو قبر میں پھینک دیں گی، ساری دنیا بے وفا ہے۔

دین دار بننے میں آسانی پیدا کرنے کے لیے اللہ والوں کی صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر میرے نیک بندوں میں رہو گے تو میرا خوف، تقویٰ اور دین تم میں آسانی سے آجائے گا۔ بیس نمازیوں میں ایک بے نمازی کو رکھ دو تو نمازی بن جائے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ والا بنانے میں نیک صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر نہیں۔ نیک بننے کا یہی ایک آسان راستہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ اگر نیک بننا چاہتے ہو تو نیکوں میں رہ پڑو۔



معلوم ہوا کہ شکر گذار بننے کے لیے تمام گناہوں سے بچنا ضروری ہے اور گناہ منکر ہے اور منکر کے معنی ہیں اجنبی اور اجنبی سے سب گھبراتے ہیں۔ کسی مالدار آدمی کے پاس کوئی اجنبی آکر بیٹھ جائے تو وہ ڈر جائے گا کہ جیب کترا معلوم ہوتا ہے۔ گناہ کو اسی لیے منکر فرمایا کیونکہ اس سے آدمی کی طبیعت مانوس نہیں، گناہ انسانی فطرت کے لیے اجنبی ہے۔ اسی لیے جو پہلی دفعہ گناہ کرتا ہے پسینہ پسینہ ہو جاتا ہے، پھر دوسری، تیسری، چوتھی، پانچویں دفعہ میں بے حیا ہوتا چلا جاتا ہے اگرچہ شریف گھرانے کا بچہ ہو، لیکن پہلے گناہ پر شرم سے پسینہ آجاتا ہے ؎

نہ تم آئے نہ ہم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

اس شعر میں شاعر نے پہلے گناہ کا نقشہ کھینچا ہے۔ یہی دلیل ہے کہ یہ منکر ہے اور پہلی نیکی سے پریشانی نہیں ہوتی کیونکہ وہ معروف ہے، جان پہچان کی چیز ہے، فطرت اس سے مانوس ہے۔ نافرمانی انسانی فطرت کے خلاف ہے،

اس لیے پہلے گناہ پر طبیعت پریشان ہوتی ہے لیکن پھر مسلسل ارتکاب سے دل مردہ ہوجاتا ہے پھر نافرمانی اس کے لیے اس کی غذا بن جاتی ہے، وہ تلملاتا رہتا ہے، جب تک اس کو کوئی منکر نہ ملے، جب تک گناہ نہ کرلے پریشان رہتا ہے۔ عادت بری بلا ہے، اس لیے گناہوں سے بچو، بری عادت نہ ڈالو، عادت بری ہونے کے اسباب سے بھی بچنا چاہیے ورنہ اگر عادت بگڑ گئی تو کتے کی دم کی طرح ہوجائے گی کہ برسوں بانس میں رکھا لیکن جب نکالا تو ٹیڑھی تھی لیکن کتے کی دم میں اور انسان میں فرق ہے۔ انسان اگر ایک عرصہ تک گناہ نہ کرے اور نیک صحبت میں رہے اور گناہ کا خیال بھی نہ لائے تو دھیرے دھیرے ایک زمانہ آتا ہے کہ وہ نیک ہوجاتا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ذرا سی بھی نافرمانی ہوجائے تو تڑپ جاتا ہے جیسے قطب نما کی سوئی ہوتی ہے کہ جب سوئی کا قبلہ بدل جاتا ہے تو پتہ چل جاتا ہے کہ اس کا قبلہ بدلا ہوا ہے۔ اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کی سوئی بے چین رہتی ہے، جب تک قبلہ درست نہیں کرلیتی مسلسل پریشان و بے چین رہتی ہے، ہلتی رہتی ہے اور جب قطب نما کا قبلہ درست ہوجاتا ہے تو سکون میں آجاتی ہے۔ پس جس طرح قطب نما کی سوئی کی بے سکونی سے لوگ پہچان جاتے ہیں کہ اس کا قبلہ درست نہیں اسی طرح جن کے دل اللہ کی نافرمانی سے بے چین ہیں اللہ والے پہچان جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بدنظری کرنے والے کو پہچان لیا جو بدنظری کرکے آپ کی مجلس میں آیا تھا۔ آپ نے فرمایا:

مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَّتَرَشَّحُ مِنْ اَعْیُنِھِمُ الزِّنَا

کیا حال ہے ایسی قوم کا جس کی آنکھوں سے زِنا ٹپک رہا ہے۔ آپ نے چہرہ کی بے چینی سے سمجھ لیا۔ کیونکہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس حدیث کو سنا تھا کہ زِنَا الْعَیْنِ النَّظْرُ نظر باز آنکھوں سے زِنا کرتا ہے، پس ان

کے قلبِ مصفی پر آنکھوں کے زِنا کی ظلمت منکشف ہوگئی۔ صحابہ جانتے تھے کہ اللہ کا ولی وہ نہیں ہوسکتا جو آنکھوں کا زِنا کرتا ہو۔ وہ لوگ حریص تھے کہ اللہ ہم سے راضی رہے۔ ان کی روح میں طلبِ رضاءِ حق کا طوفان تھا، وہ رضاءِ حق کو تلاش کرتے تھے اور ناراضگیِ حق سے بچتے تھے۔ اُس زمانہ میں نافرمانی کا تصور بھی نہیں تھا۔

غمِ فانی اور غمِ جاوداں

ارشاد فرمایاکہ جب میں عربی پڑھتا تھا تو ایک شاعر یہ شعر پڑھا کرتا تھا ؎

عارف غمِ جاناں کی توجہ کے تصدق
ٹھکرا دیا وہ غم جو غمِ جاوداں نہ تھا

یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کا غم جاوداں ہے، باقی کوئی غم جاوداں نہیں۔ اس لیے میں نے دنیا کے غموں کو ٹھکرا دیا کیونکہ وہ جاوداں نہ تھے۔ آپ ہی بتایئے دنیا کا کوئی غم جاوداں ہے؟ مثلاً جو لڑکا آج جوانِ سبزہ آغاز ہے جس پر دین و ایمان فدا کرنے کو جی چاہتا ہے، چند دن کے بعد اس کا جو حال ہوتا ہے وہ میں نے اپنے قطعہ میں بیان کیا ہے ؎

کبھی جو سبزہ آغازِ جواں تھا
تو سالارِ گروہِ دلبراں تھا
بڑھاپے میں اسے دیکھا گیا جب
کسی کا جیسے وہ نانا میاں تھا

ہر لڑکا ابا بننے والا ہے، نانا دادا بننے والا ہے، کیا یہ غمِ جاوداں ہے؟ پھر اپنی عاشقی پر شرمندگی ہوگی، جب نانا ابا بن جائے گا تو اپنی عاشقی کے دن یاد

کر کے شرمندہ ہوگے اور اس سے یہ بھی نہ کہہ سکو گے ؎

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہی حال لڑکی کا ہے۔ ہر لڑکی نانی اماں بننے والی ہے یا نہیں؟ جس لڑکی کا غم حاصلِ زندگی معلوم ہوتا تھا وہی لڑکی جب نانی بن گئی، اب اس کی عاشقی کی داستان سب بے کار ہوگئی کہ نہیں؟ جو تاریخِ عشق ضائع ہونے والی، فنا ہونے والی ہے، اس پر کیا زندگی ضائع کرتے ہو۔ جب لڑکا نانا ابا اور لڑکی نانی اماں ہوگی، اس وقت تاریخِ عشق فنا ہوگی کہ نہیں۔ معشوقوں کے بڑھاپے کے بعد بتاؤ تاریخِ عشق جوان رہے گی؟ دنیا دھوکہ کی جگہ ہے، نانی اماں اور نانا ابو بننے والوں سے دل نہ لگاؤ۔ میرا ایک قطعہ ہے ؎

حسینوں کا جغرافیہ میر بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر
یہ عالم نہ ہوگا تو پھر کیا کرو گے
زحل مشتری اور مریخ لے کر

مریخ کا وزن چیخ سے ہے، بس چیخنا پڑ جائے گا، رونے چلانے کے سوا دنیا داروں کو کچھ حاصل نہیں۔ دیکھئے! جن کے معشوق بڈھے ہوگئے ان سے پوچھئے کہ ان کی زندگی ضائع ہوئی کہ نہیں؟ زندگی کے جو دن ولی اللہ بنا سکتے تھے جوانی کے وہ اوقات تو عشقِ بُتاں میں گذار دیئے، پاخانے اور پیشاب کے بدبودار مقامات کے گرویدہ ہوگئے۔ اس لیے دوستو! جوانی کی قدر کرلو، زندگی کی قدر کرلو، حسنِ فانی میں کچھ نہیں رکھا، ساری دنیا بے کار ہے، دنیا سے آنکھ بند کرلو، کچھ مت دیکھو، حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دل آرامے کہ داری دل درو بند
دِگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

دل کا آرام اسی میں ہے کہ دل میں صرف وہ محبوبِ حقیقی تعالیٰ شانہ ہو باقی ساری دنیا سے آنکھوں کو بند کرلو، دنیا کے نقد مال کو مت دیکھو، حسینوں کے حسن سے دھوکہ مت کھاؤ کیونکہ اس کا انجام بہت ہی برا ہونے والا ہے۔ جو لڑکی آج پندرہ سولہ سال کی نہایت حسین وجمیل ہے جس کو دیکھ کر ایمان فروخت کرنے کو جی چاہتا ہے وہی سولہ سال کی لڑکی جب اَسّی برس کی ہوگی تو پھر کیا کرو گے، جب کمر جھکی ہوئی آئے گی، لاٹھی لیے ہوئے، بارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا، بال سفید، تو اس کا جغرافیہ بدلنے سے کیا تمہاری تاریخ نہ بدلے گی؟ کون ہے ایسا شخص جو اس وقت بھی اس سے ایسی ہی محبت کرے جیسی سولہ برس کی عمر میں کیا کرتا تھا ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا، کوئی نانی ہوئی

یہ دنیا کے حسینوں کا حال ہے۔ بڑھاپے سے جب حسن کا پوسٹ مارٹم ہوجائے گا، پھر کہاں جاؤ گے، کس سے دل کو بہلاؤ گے؟ وہ زندگی وہ جوانی جو ولی اللہ بننے کے لیے تھی، وہ زندگی کے دن تو چلے گئے، اب منہ پٹاؤ، جوتے کھاؤ، رُسوائی الگ ہوئی، بدنامی الگ ہوئی، لہٰذا کسی کا سولہ سالہ حسن مت دیکھو، نظر بچاؤ اور پھر سوچو کہ یہ لڑکی بڈھی ہونے والی ہے، اس کی چھاتیاں ایک ایک فٹ لٹک جائیں گی، اس وقت یاد کرو گے کہ جوانی میں تو یہ مثلِ انار تھیں، سارا عشق ناک کے راستہ نکل جائے گا۔ اسی طرح جس لڑکے پر آج مر رہے ہو، بڈھا ہونے کے بعد اس کو دیکھ کر اس گدھے کی طرح بھاگو گے جو شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے ؎

میر کا معشوق جب بڈھا ہوا
بھاگ نکلے میر بڈھے حسن سے

اس لیے یہ شعر مجھے بہت پسند ہے ؎

عارف غمِ جاناں کی توجہ کے تصدق
ٹھکرادیا وہ غم جو غم جاوداں نہ تھا

یعنی غمِ جاناں کی توجہ کے میں قربان جاؤں، اس اللہ پر فدا ہوجاؤں جو لازوال حسن رکھتا ہے، **كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ**۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یوم کے معنی یہاں دن کے نہیں بلکہ وقت کے ہیں اَیْ **فِيْ كُلِّ وَقْتٍ مِّنَ الْاَوْقَاتِ، وَفِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ مِّنَ اللَّمْحَاتِ، وَفِيْ كُلِّ لَحْظَةٍ مِّنَ اللَّحَظَاتِ هُوَ فِيْ شَأْنٍ**، یعنی ہر وقت، ہر لمحہ، ہر لحظہ اس کی ایک نئی شان ہے اور معشوقانِ مجازی کی شان ہر لمحہ، ہر لحظہ رو بہ زوال ہے۔ اس لیے عاشقانِ مجاز بالکل احمق اور بےوقوف نظر آتے ہیں۔ اگر اس میں کسی کو شبہ ہو تو ہم سے کہے ہم اس کی حماقت کو ثابت کردیں گے۔ کیسے؟ بڑھاپا ہر شخص پر آئے گا یا نہیں؟ تو جب معشوق بُڈّھا اور معشوقہ بُڈّھی ہوجائے گی تو اس کے ساتھ یہ جوش وخروش، یہ غزل خوانی، یہ قصیدہ سرائی رہے گی؟ بڈھا، بڈھی دونوں کی گردن ہل رہی ہے، دونوں معانقہ کر کے دِکھائیں، ایک کا اثبات ہوگا دوسرے کی نفی ہوگی۔ آہ! بڈّھے اور بڈھی معانقہ بھی نہیں کرسکتے۔ یہ بات میں خون کے آنسو بہا کر کہوں تو بھی حق ادا نہیں ہوسکتا۔ واللہ! دنیا فانی ہے، ہرگز اس قابل نہیں کہ اس سے دل لگایا جائے، جن لوگوں نے دنیا سے دل لگایا، اپنی جوانیاں تباہ کیں، ان سے پوچھ لو کہ کیا ملا؟ وہی معشوق جن کو دیکھ کر پاگل ہوتے تھے، آج اُنہی کو دیکھ کر دل شرمندہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ ان سے کہہ بھی نہیں سکتا کہ میں تم پر کبھی عاشق تھا۔ بس سب سے کنارہ کش ہوکر سمندر کے کنارے تسبیح لے کر بیٹھ جاؤ اور اللہ کا نام لو ؎

گیا حسن خوبانِ دل خواہ کا
ہمیشہ رہے نام اللہ کا



حرام چیزوں سے بچنے والے اصل عبادت گذار ہیں

دوسری تفسیر ہے:

اَیُّکُمْ اَوْرَعُ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰہِ تَعَالٰی شَانُہٗ

تم میں سے کون لوگ ہیں جو حرام چیزوں سے بچتے ہیں یعنی جن چیزوں کو اللہ نے حرام فرمایا ان سے بچتے ہیں کہ ہمارا اللہ ناراض ہوجائے گا جیسے بدنظری سے، بدنگاہی سے اللہ کے خوف سے بچتے ہیں، نہ گوری کو دیکھتے ہیں نہ کالی کو دیکھتے ہیں۔ میرا شعر ہے ؎

نہ کالی کو دیکھو نہ گوری کو دیکھو
اُسے دیکھ جس نے اِنہیں رنگ بخشا

اِنہیں اللہ نے رنگ بخشا ہے۔ تم ریسرچ کرلو کہ ماں کے پیٹ میں کون سی سائنسی مشین داخل ہوئی تھی جس نے کسی کو کالا کردیا کسی کو گورا کردیا۔ تحقیق کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ یہ سب اللہ کی قدرت کے تماشے ہیں، جس کو چاہا کالا کردیا، جس کو چاہا گورا کردیا، تو دوتفسیر ہوگئی اَیُّکُمْ اَوْرَعُ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰہِ جو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچتے ہیں، مثلاً بدنگاہی حرام ہے تو اپنی خواہش کا خون کرتے ہیں بلکہ خون پیتے ہیں اور اللہ کو راضی رکھتے ہیں۔ کیا مقام ہے ان کا! ہر وقت دل پر آرا چلتا ہے لیکن مجال نہیں کہ اپنی نگاہ کو ناپاک کرلیں، اللہ ان کے مجاہدات کو، ان کی باطنی شہادت کو دیکھتا ہے کہ میرے بندے باطن میں شہید ہوگئے، یہ زندہ شہید ہیں ؎

کسی کے زندہ شہید ہیں ہم، نہیں یہ حسرت کہ سر نہیں ہے

اور مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

اے بسا زندہ شہیدے معتمد

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ بہت سے بندے اللہ کے ایسے عاشق ہیں کہ زندہ شہید ہوگئے باطن میں شہادت ہوگئی اور ان کی شہادت معتمد ہے، قابلِ اعتماد ہے۔ بہت سے لوگ زندہ نظر آتے ہیں مگر وہ شہید ہیں، ان کا خونِ شہادت اندر اندر بہہ گیا، اچانک نظر پڑگئی لیکن فوراً ہٹالی، بہت ہی حسین صورت تھی، اللہ نے دیکھا کہ بندہ کی آرزو تھی کہ دیکھ لوں مگر شاباش میرے بندے! تجھ کو شاباشی ہے کہ تو نے اپنا دل توڑ دیا، اپنی آرزو کا خون کرلیا مگر میرا حکم نہیں توڑا، تو اللہ کی طرف سے شاباشی ملتی ہے اور جن لوگوں نے دیکھ لیا ان کو کیا ملا، شاباشی نہیں، ان پر لعنت برستی ہے اللہ کی لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بددعا ہے کہ لعنت کرے اللہ اس پر جو دیکھنے والا ہے اور جو اپنے کو دِکھانے والی ہے یا دِکھانے والا ہے یعنی جو حرام نظر ڈالے اور حرام نظر کے لیے خود کو پیش کرے وہ سب اس لعنت میں داخل ہیں تو کیوں اللہ کے رسول کی بددعا لیتے ہو، دیکھ لینے سے کیا ملتا ہے؟ میرے علم میں بہت سے لوگ ہیں جو مجال نہیں کہ ایک نظر خراب کریں ؎

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

میرا شعر ہے یہ، ایسا شعر کون کہے گا؟



نگاہوں کا وضو

ایک عالم صاحب نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہر وقت باوضو رہوں۔ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ہر وقت وضو برقرار رکھنا بہت مشکل ہے، گیس روکنا کئی بیماریوں کا باعث بنتا ہے، اس سے بہتر ہے کہ نگاہوں کو

باوضو رکھو۔ حفاظتِ نظر، نظر کا وضو ہے، نگاہ کے وضو میں براہِ راست قلب نورانی ہوجاتا ہے۔ اِس زمانہ میں بے پردگی بہت عام ہے، ہر وقت نگاہ بچانا گویا ہر وقت عبادت میں مشغول رہنا ہے۔ ایک آدمی رات بھر عبادت کرتا ہے اور دن بھر نظریں مارتا ہے یہ شخص فاسق ہے۔ اور ایک آدمی رات کونہیں جاگتا، صرف فرض نمازیں ادا کرتا ہے لیکن اپنی ایک نگاہ بھی خراب نہیں کرتا، یہ شخص ولی اللہ ہے، ضروریاتِ دین کو سمجھنا چاہیے، ہم تو کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں ضعف بہت ہے، زیادہ وظیفہ نہیں پڑھ سکتے بس گناہ نہ کرو، اس میں تو وظیفہ بھی نہیں پڑھنا پڑتا۔



حفاظتِ نظر، نظر کا وضو ہے، نگاہ کے وضو میں براہِ راست قلب نورانی ہوجاتا ہے۔ اِس زمانہ میں بے پردگی بہت عام ہے، ہر وقت نگاہ بچانا گویا ہر وقت عبادت میں مشغول رہنا ہے۔ ایک آدمی رات بھر عبادت کرتا ہے اور دن بھر نظریں مارتا ہے یہ شخص فاسق ہے۔ اور ایک آدمی رات کونہیں جاگتا، صرف فرض نمازیں ادا کرتا ہے لیکن اپنی ایک نگاہ بھی خراب نہیں کرتا، یہ شخص ولی اللہ ہے، ضروریاتِ دین کو سمجھنا چاہیے، ہم تو کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں ضعف بہت ہے، زیادہ وظیفہ نہیں پڑھ سکتے بس گناہ نہ کرو، اس میں تو وظیفہ بھی نہیں پڑھنا پڑتا۔

۱۱ بجے کی مجلس کے بعض ارشادات برمکان مولانا نذیر لونت صاحب

ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نام کے حلوۂ ایمانی کی لالچ میں بدنگاہی چھوڑ دیجئے! حلوۂ بصیرت کی لالچ میں حلوۂ بصارت چھوڑ دیں اور قلب کی حفاظت کریں تاکہ قلب میں گندے خیالات نہ آئیں، اس لیے کہ قلب اللہ کا

گھر ہے، مومن کا دل اللہ کا گھر ہے، اگر اس میں گندگی آئے گی تو گندی جگہ اللہ کیسے آئے گا؟ اور گندے خیالات سے کچھ ملتا بھی نہیں ہے، سارا دل ناپاک ہوجاتا ہے، دل کی ناپاکی گندے خیالات سے ہے۔آہ! اللہ کے نام کا مزہ لوگوں کو معلوم نہیں ہے ورنہ لوگ اس کے نام پر جان دے کر بھی اس مزہ کو حاصل کریں لیکن حدیث پاک میں اللہ کے نام کی لذت کو حاصل کرنے کا طریقہ موجود ہے:

اِنَّ النَّظْرَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ
مَنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَّجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ

(کنز العمال، ج:۵، ص:۱۳۰، دار الکتب العلیمة)

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرے خوف سے اپنی نگاہ بچائے، حسین شکلوں کو نہیں دیکھے، لڑکا ہو یا لڑکی، کسی کے حسن سے نگاہیں نہیں سینکے تو میں اس کو ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی لذت وہ اپنے قلب میں محسوس کرے گا، ایمان کی حلاوت کو اس کا قلب پالے گا، یہ واجد ہوگا، حلاوتِ ایمانی اس کے قلب میں موجود ہوگی، اس کا ایمان حالی، ذوقی، وجدانی ہوجائے گا لِيَزْدَادُوْا اِيْمَاناً مَعَ اِيْمَانِهِمْ اُن کا ایمانِ موروثی، عقلی، استدلالی تبدیل ہوجاتا ہے ایمانِ ذوقی، وجدانی اور حالی سے۔ یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے، بیان القرآن میں لکھا ہے۔بس اپنے ایمان کو ترقی دو کیونکہ ایک دن موت تو آنی ہے، اگر موت آگئی اور ایمان ناتمام، نامکمل لے کر گئے تو پھر کیا ہوگا؟ بس! ایمان مکمل لے جاؤ تاکہ اللہ خوش ہوجائے اور ایمان اس وقت مکمل ہوگا جب ایمانِ استدلالی، موروثی اور عقلی تبدیل ہوکر ایمانِ ذوقی، حالی اور وجدانی ہوجائے۔ ایمان میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اولیاء اللہ کا ایمان اسی لیے مؤثر ہوتا ہے۔ ایک ولی ہزاروں ولی ساز تیار کر کے جاتا ہے۔ ہزاروں اولیاء

اللہ اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس کا ایمان ذوقی، حالی اور وجدانی ہوتا ہے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا اے ایمان والو! ایمان لاؤ یعنی تمہارا ایمان جو عقلی، استدلالی اور موروثی ہے اس کو ترقی دے کر بدل دو، ایمانِ ذوقی، وجدانی اور حالی سے، تو پھر تمہارا ایمان اس قابل ہوجائے گا کہ دوسروں کو دعوت دے گا بغیر زبان کے۔ زبان سے کچھ نہ کہو گے مگر تمہارا جسم دلالت کرے گا کہ اللہ کا یہ بندہ ایمانِ ذوقی، وجدانی، حالی لیے جارہا ہے۔

مولوی تو بہت ہیں مگر جو مولوی کوشش کرکے، مجاہدہ کرکے، تقویٰ اختیار کرکے ایمانِ ذوقی، حالی اور وجدانی پیدا کرلیتا ہے اُنہی مولویوں سے زیادہ فائدہ پہنچتا ہے، ان کا ایمان دوسروں کے ایمان کا سبب بن جاتا ہے اور جو مردار خور ہیں کرگس صفت، مردہ پرست وہ نہ تو خود ایمانِ کامل لے گئے نہ دوسروں کو دے گئے۔ ایسے ہی مرگئے، نہ لے گئے، نہ دے گئے، دنیا سے ناکام گئے۔ یہ ناکام لوگ ہیں، نامراد لوگ ہیں۔ مرگئے مگر اللہ نہ ملا۔ کمال یہ ہے کہ اسی زندگی میں اللہ مل جائے، دل میں محسوس ہوجائے کہ اللہ میرے دل میں آگیا ہے ؎

باز آمد آبِ من در جوئے من
باز آمد شاہِ من در کوئے من

اور وہ اسی سے ہے کہ قلب و نظر کی حفاظت کرو۔ قلب و نظر کی حفاظت بہت ضروری ہے، اس کے بغیر ایمان نامکمل رہتا ہے کیونکہ معشوق ایک ہو تو اسے دل دے دو، یہاں تو روزانہ ہزاروں شکلیں سامنے آتی رہتی ہیں اور ایک دل ہزاروں کو دینے میں سخت مشکل ہوجائے گی۔ ہماری پچھتر سال کی عمر ہے۔ اس عمر کے تجربہ کا نچوڑ یہی ہے کہ آج کا سلوک حفاظتِ نظر، حفاظتِ قلب پر منحصر ہے، باقی سب چیزیں بھی ضروری ہیں مگر ان سے ایمان میں

تازگی نہیں آتی۔ حفاظتِ قلب اور حفاظتِ نظر سے ایمان بارونق ہوجاتا ہے اور یہی دو پرچے سب سے مشکل بھی ہیں۔

لوگ ازار کوٹخنہ سے اوپر بھی کرلیں گے، ڈاڑھی بھی رکھ لیں گے مگر انہیں بھی حفاظتِ نظر اور حفاظتِ قلب کا پرچہ بہت مشکل لگتا ہے، اگر پرچہ مشکل ہے تو انعام بھی تو بہت بڑا ہے۔ بتایئے! دل بادشاہ ہے کہ نہیں تو حفاظتِ نظر میں دل کو تکلیف ہوتی ہے اور دل بادشاہ ہے، بادشاہ جب مزدور بنتا ہے تو اس کی مزدوری کتنی ہونی چاہیے؟ بس دل کو اللہ کا مزدور بنادو، اس پر اللہ تعالیٰ نوازش فرمائیں گے۔ آنکھ آٹو میٹک سوئچ ہے، جب کوئی حسین شکل سامنے آئی اس کو بند کرلیا اور جب حسین لڑکے، لڑکیاں چلی گئیں تو اس کو کھول لیا۔ اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے



آگے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ

(سورۃ مائدۃ، آیت: ۵۴)

یہ اللہ کے راستہ میں مشقت اٹھاتے ہیں، یہ نہیں کہ مالِ غنیمت تو خوب شوق سے لے لیں اور جب کوئی مصیبت اور مشقت آئے تو بھاگ نکلیں، مصیبت کے وقت میں ہتھیار ڈال دیں، یہ وہ لوگ نہیں ہیں ؎

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من
آں منم کاندر میانِ خاک وخوں بینی سرے

میں وہ نہیں ہوں کہ جنگ کے دن تم لوگ میری پشت دیکھو، میں تو وہ ہوں کہ میدانِ جنگ میں خاک اور خون کے درمیان میرا سر دیکھو گے۔تو صحابہ نے خود اپنی شان نہیں بیان کی، اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی شان بیان کی۔معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہیں، جو نظر بچانے میں ہیجڑہ ہیں، سمجھ لو کہ انہوں نے چوڑیاں پہن رکھی ہیں، وہ میدانِ جہاد سے بھاگے ہوئے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی صریح نافرمانی کرتے ہیں وہ اپنے ایمان کا اندازہ کرلیں۔



۲۵ رصفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۶ رمئی ۲۰۰۲ء

مجلس برمکان مفتی حسین بھیات صاحب بمقام لینیشیا بعد نمازِ مغرب

منکر اور معروف کے معانی

ارشاد فرمایا کہ منکر کے معنیٰ ہیں اجنبی یعنی جس سے جان پہچان نہ ہو اور اجنبی آدمی پر اعتماد نہیں ہوتا۔گناہ کو منکر اسی لیے کہا گیا ہے کہ ہر گناہ طبیعت کے لیے اجنبی ہے، فطرت اس سے مانوس نہیں، اس لیے منکر سے تو طبعی طور پر نفرت ہونی چاہیے اور طبعی طور پر نفرت ہوتی بھی ہے لیکن ہم نے بار بار گناہ کر کے طبیعت کو اس کا عادی بنا دیا ہے جیسے تمباکو کھانے سے قے اور چکر آتے ہیں لیکن عادت ڈالنے کے بعد پھر طبیعت اس کی عادی ہوجاتی ہے۔

اس کے برعکس معروف کے معنیٰ ہیں جس سے جان پہچان ہو اس لیے نیک کاموں کو معروف کہا گیا ہے کیونکہ طبیعت کو ان سے پرانی جان پہچان ہے، اس لیے نیک کام کر کے کسی کو پریشانی اور گھبراہٹ نہیں ہوتی کیونکہ وہ طبیعت کے لیے معروف ہے اور منکر سے جان پہچان نہیں اس لیے جب کوئی

پہلی بار گناہ کرتا ہے تو پسینہ آجاتا ہے ؎

نہ ہم آئے، نہ تم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

لیکن منکر کرتے کرتے وہ طبیعت کو مانوس ہوجاتا ہے۔ جب عادت بگڑ جاتی ہے تو بغیر تمبا کو کھائے چین نہیں ملتا اور جو تمبا کو نہیں کھاتے وہ اگر کھالیں تو پسینہ آجائے، بے ہوش ہوجائیں، لیکن اگر تمبا کو کی تھوڑی تھوڑی عادت پڑ جائے تو چار چھ مہینے کے بعد اگر تمبا کو نہ ملے تو اس کو تلاش کرتا ہے، سید صاحب، شیخ صاحب، خان صاحب غرض بہت ہی معزز لوگ بھی بھنگی سے حقہ مانگ لیتے ہیں کہ بھئی اپنے چلم سے ذرا ایک کش ہمیں کھینچ لینے دو، جس حقہ میں وہ بھنگی پی رہا ہے اسی حقہ میں سے حصہ مانگ لیتے ہیں کیونکہ یہ حقہ کے عادی ہیں۔ اسی طرح نفس بھی بدمعاش ہے، جب یہ گناہ کا عادی ہوجاتا ہے پھر اگر اس کو گناہ نہ ملے تو تلاش کرتا ہے، یہی حسینوں سے پٹواتا ہے، معشوقوں سے گالی کھلواتا ہے، ساری شرافت ختم ہوجاتی ہے جب معشوق انہیں گالیاں دیتا ہے اور بعض خبیث الطبع لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی گالیاں کھا کر کہتے ہیں کہ آپ کی گالی تو مٹھائی ہے لیکن یہی معشوق جب بڈھا ہوجاتا ہے تو اس سے کتراتے ہیں، اس کی ملاقات سے گھبراتے ہیں پھر خود کو ہزار گالیاں دیتا ہے کہ تونے شیطانی کی مگر جب بدمعاشی کر رہا تھا اس وقت اس شیطان کو اپنی شیطانیت کا بھی احساس نہیں تھا، اصلی بے وقوف وہ ہے جو اپنے کو بے وقوف نہ سمجھتا ہو حالانکہ وہ ہوتا بے وقوف ہے لیکن خود کو عقلمند سمجھتا ہے، اسی طرح اصلی شیطان وہ ہے جس کو اپنی شیطانیت پر ندامت نہ ہو۔

امر بالمعروف آسان ہے، نہی عن المنکر مشکل کام ہے، لیکن مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

دعوی مرغابی کردہ ست جاں

کے ز طوفانِ بلا دارد فغاں

میری جان نے مرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، میں اللہ کے دریائے معرفت میں مرغابی کی طرح ہوں، میں طوفان اور بلاؤں سے آہ وفغاں نہیں کرتا۔ بعض لوگ تعجب کرتے ہیں کہ بھئی یہ کیسے ہیں کہ بدنگاہی نہیں کرتے، ہر طرف عورتیں ہیں، ائیر ہوسٹسیں ہیں لیکن ان کی جان نے مرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ طوفانِ بلا سے نہیں ڈرتے۔ انہوں نے ایک مدت مجاہدہ کیا ہے تب احکامِ شریعت ان کا مزاجِ ثانی بن گئے ہیں، وہ اللہ کے قرب کے دریا میں رہتے ہیں۔ نہی عن المنکر یعنی گناہ چھوڑنے کا مزہ الگ ہے اور امر بالمعروف یعنی نیک کام کرنے کا مزہ الگ ہے تو ایک مزہ لینے سے کام نہیں چلتا، خالی معروف پر عمل کرنے سے خدا نہیں ملتا جب تک نہی عن المنکر بھی نہ کرے، یہ کیا کہ نفل پر نفل پڑھے جارہے ہو اور بدنگاہی سے نہیں بچتے ہو، اللہ کے غضب سے نہیں بچتے ہو اور عبادت پر عبادت کیے جارہے ہو۔ نفل چاہے کم کردو مگر اس کی جگہ گناہوں سے بچنے میں محنت کرو، دل پر غم برداشت کرو، جب عورتیں سامنے آجائیں تو وہی وقت ہے ایمان کے امتحان کا، پرچہ اسی وقت حل ہوتا ہے، جب عورت سامنے آجائے تو نظر نیچی کرلو، جیسے کچھ نظر ہی نہیں آتا ؎

جب آ گئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

ایک نگاہ بچا کر دیکھو، اگر زندگی میں ہزار زندگی نہ معلوم ہو تو کہو کہ اختر کیا کہہ رہا تھا، نگاہ بچاؤ گے تو حلاوتِ ایمان پا جاؤ گے۔ حدیثِ پاک میں وعدہ ہے یَجِدُ فِیْ قَلْبِہٖ حَلَاوَتَ الْاِیْمَانِ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بصارت کی مٹھاس کو اللہ پر قربان کردو، تم بصیرت کی مٹھاس پا جاؤ گے اور بدنگاہی میں مصیبت ہی مصیبت ہے، بدنگاہی میں جوتے بھی پڑتے ہیں جس کو

دیکھتے ہو وہ بھی کہتی ہے کہ میری طرف کیوں دیکھتے ہو، نظر باز کہتا ہے کہ ہم تمہاری طرف نہیں دیکھ رہے ہیں اور پھر بھی دیکھتا ہے تو وہ سینڈل برسا دیتی ہے، ایسے ہی لڑکوں سے گالیاں کھاتے ہیں لوگ، گو کے مقام میں گھسنے کے لیے بے چین ہیں۔ آہ! سید صاحب، شیخ صاحب جیسے عالی مقام ذلیل وخوار ہوجاتے ہیں۔

میں بدفعلی سے بچنے کے لیے ایک مراقبہ بتاتا ہوں کہ تصور کرو کہ بچہ کی پیدائش کے بعد گندا خون نکل رہا ہے، اس کو نرسیں بالٹی بھر بھر کے پھینک رہی ہیں اور ایک انچ کا قطر ایک فٹ کے برابر ہوگیا، جب بچہ نکلتا ہے تو کیسے نکلتا ہے؟ اس وقت میں اگر اس عورت کے ساتھ صحبت کرنا چاہو تو کیا ہوگا؟ کنویں میں چڑیا گر جائے گی، کرہی نہیں سکتے، مفت کیا اگر ایک لاکھ روپیہ بھی کوئی دے کہ اس عورت کے ساتھ صحبت کرلو تو نہیں کرسکتے، ایسی گندی چیز کے لیے اپنے اللہ کو ناراض کرنا کیا حماقت ہے۔ اسی طرح پائخانہ کے مقام میں گھسنا اور بھی ذلیل اور خبیث کام ہے۔ عورت نکاح کے بعد حلال ہوسکتی ہے لیکن مرد تو کسی وقت حلال نہیں ہوسکتا، وہ معشوق بھی گالیاں دیتا ہے، چاہے اس وقت نہ دے، لیکن جب عمر زیادہ ہوجائے گی تو بدفعلی کرنے والے کے ساتھ کبھی نہیں ملتا اور اگر اس کو دیکھتا بھی ہے تو ماں کی گالی دیتا ہے کہ اس کمبخت نے مجھ کو ذلیل کیا، اس پر ہزار لعنت بھیجتا ہے، کیا بتاؤں، گناہ میں نقصان کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں ہے، کوئی ایک فائدہ بھی ثابت نہیں کرسکتا مگر افسوس ہے اُن لوگوں پر جو انجام بینی سے محروم ہیں۔ جب شہوت کا بھوت سوار ہوتا ہے تو وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ لڑکے ہمیشہ لڑکے تھوڑی رہتے ہیں، وہ شیخ الحدیث بھی بنتے ہیں، ڈاکٹر بھی بنتے ہیں، تھانہ دار بھی بنتے ہیں۔

اس کے متعلق ایک فیچر سنئے، بہت ہی دلچسپ ہے، ایک آدمی پیٹا گیا

تو رَپٹ لکھوانے تھانہ میں گیا۔ اس نے جو تھانہ دار صاحب کو دیکھا تو اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی کیونکہ تھانہ دار صاحب بچپن میں اس کے مفعول رہ چکے تھے۔ اسے دیکھتے ہی تھانہ دار صاحب نے پولیس والوں سے کہا کہ پکڑ واس نالائق کو، اس نے بچپن میں ہم کو ذلیل کیا تھا تو پولیس نے پکڑ کر خوب پٹائی کی۔ وہاں سے مار کھا کے بھاگے اور زکوٰۃ کمیٹی کے چیئر مین کے پاس گئے تو وہ بھی ان کا مفعول نکلا۔ اس نے دیکھتے ہی مجسٹریٹ کو فون کیا کہ ایک بدمعاش آیا ہے، مجسٹریٹ نے پکڑ وا کر جیل بھجوا دیا۔ وہاں سے چھوٹے تو سوچا چلو ایس پی سے فریادرسی کریں تو ایس پی بھی ان کا مفعول نکلا۔ اس نے لات اور گھونسوں سے خوب تواضع کی، غرض ان کو وطن چھوڑ کے بھاگنا پڑا۔ اس لیے کہتا ہوں کہ اگر ذلت سے بچنا چاہتے ہو تو خانقاہوں میں کچھ وقت لگا کر اللہ کا نام لینا سیکھ لو، اللہ کے نام کے صدقہ اپنی حرام آرزوؤں کا خون کرنا سیکھ لو، نفس کی اصلاح کرالو تو پھر کیا ملے گا؟ اسی کو شاعر کہتا ہے ؎

میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلی دلِ تباہ میں ہے

دل کی آرزو کا خون کر دو، دل تباہ ہو جائے بس اللہ مل جائے گا، جو حسین صورتیں ہیں اگر ہم ان سے نظر بچالیں تو یہی ہم کو واصل بِاللہ کرتی ہیں، یہ حسین ایسے ہی تھوڑی پیدا کیے ہیں، یہ ہماری تکمیل کے لیے ہیں، ان سے نظر بچاؤ، حلوۂ ایمانی کھاؤ، اس لیے ان حسینوں کا وجود ضروری ہے، مگر ان کی طرف التفات نہ کرو، یہ مولوی کو مولانا بنانے والی ہیں، مولائے روم بنانے والی ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ ان سے نظر بچاؤ، چاہے جان نکل جائے، مگر جان نہیں نکلے گی بلکہ سینکڑوں جانیں عطا ہوں گی ؎

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

اُنچہ در وہمت نیاید آں دہد

آدھی جان لے کر وہ سو جان دے دیتے ہیں، جو رحمت اللہ دیتا ہے وہ وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتی، نظر کی حفاظت سے دل میں رحمت کی بارش کرتا ہے، اسی کا نام حلوۂ ایمانی ہے، یَجِدُ فِیْ قَلْبِہٖ حَلَاوَتَ الْاِیْمَانِ نظر بچانے والا اپنے دل میں پا جائے گا یعنی وہ واجد ہوگا اور اللہ اس کے دل میں موجود ہوگا، یہ تصورات نہیں ہیں وحی الٰہی ہے جو غلط نہیں ہو سکتی۔ نظر بچانے والا دل میں حلاوتِ ایمانی کا واجد ہوتا ہے اور حلاوتِ ایمانی اس کے دل میں موجود ہوتی ہے یعنی یہ اللہ کا واجد ہوتا ہے اور اللہ اس کے دل میں موجود ہوتا ہے۔

اور جو شخص اللہ کا نام لیتا ہے اور نگاہوں کی حفاظت بھی کرتا ہے لیکن کبھی کبھی پھسل جاتا ہے اور نگاہ خراب کر لیتا ہے تو گناہوں کے ساتھ اللہ کے نام کا مزہ ایسا ہے جیسے خاک آلود پانی ؂

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند

صاف گر باشد ندانم چوں کند

جب گناہوں کے ظلمات کی ملاوٹ کے ساتھ اللہ کے ذکر کے گھونٹ میں مزہ آتا ہے تو جس دن بغیر ملاوٹ والا صاف ستھرا گھونٹ پیو گے تو تمہارا کیا حال ہوگا، میں نہیں کہہ سکتا کہ صاف پانی پینے کے بعد تمہاری کیا حالت ہوگی یعنی جس دن گناہوں سے مکمل اجتناب کی توفیق ہوگی تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کے نام میں پھر کتنا مزہ آئے گا۔ جن لوگوں کے پلہ کچھ نہیں پڑا وہ چُھپ چُھپ کے گناہ کرتے ہیں، بدنگاہی کرتے ہیں، ان کو خاک آمیز جرعہ بھی نصیب نہیں ہے۔

بس جتنی آپ کی قربانی اتنی اللہ تعالیٰ کی مہربانی، اگر آپ نے دل پر غم جھیل لیا، غم سے دل پارہ پارہ ہو گیا، حسینوں سے نظر بچانے سے دل غمگین ہو گیا

مگر آپ نے اس غم کو برداشت کرلیا تو پھر مہربانی بھی بقدرِ قربانی ہوگی ان شاء اللہ۔ دیکھیے! سلطان ابراہیم ابنِ ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی قربانی دی، اللہ کے عشق ومحبت میں سلطنت چھوڑ دی مگر پھر ان کو کیا ملا؟ وہ چیز ملی جو ہم اور آپ جانتے نہیں۔

جن افعال پر لعنت آئی ہے ان میں سے ایک مردوں کی مردوں کے ساتھ بدفعلی بھی ہے، لَعَنَ اللّٰہُ مَنۡ عَمِلَ عَمَلَ قَوۡمِ لُوۡطٍ اللہ لعنت فرمائے جو قومِ لوط کا عمل کرے تو جس فعل پر لعنت آئی ہے اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔ اللہ ہماری جانوں کو، ہمارے قلب کو، اپنی رحمت سے، اپنے فضل سے اور اپنی مشیت سے جذب کرلے جذب کے لیے آپ کی رحمت، آپ کا فضل، آپ کی مشیت ضروری ہے اور جس کو آپ جذب کرلیں پھر اس کو کوئی جذب نہیں کرسکتا، بس اپنی رحمت سے، اپنے فضل سے اور اپنی مشیت سے ہم لوگوں کو جذب کرلیجئے، ہماری دنیا وآخرت دونوں بنادیجئے، حسنِ خاتمہ بھی نصیب فرما دیجئے، سوءِ قضاء کو حسنِ قضا سے تبدیل فرما دیجئے، خاتمہ ایمان پر مقدر فرما دیجئے، دنیا وآخرت کی رسوائیوں سے محفوظ فرمایئے اور دنیا میں فلاح وصلاح اور عزت نصیب فرمایئے، آمین۔



اللہ تعالیٰ نے ایک حکم اور بھی دیا ہے، ویسے تو بہت سے احکام ہیں مگر ایک وقت میں ایک ماحول میں جب کسی جگہ کسی مرض کی زیادتی ہوتی ہے تو سب سے پہلے اسی کا علاج کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رابطہ کیوں بنایا؟ نگاہوں کی حفاظت کا حکم براہِ راست کیوں نہیں دیا جبکہ

اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ نماز اور زکوٰۃ کے احکامات براہِ راست دیئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بندوں کو معلوم ہو جائے کہ نظر بازی اتنا خبیث عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو براہِ راست حکم دیتے ہوئے حیا آئی اور اپنے نبی کو واسطہ بنانا پڑا کہ اے ہمارے نبی! آپ مومنین سے فرما دیجئے کہ اس خبیث عمل سے بچیں اور اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ میں من تبعیضیہ ہے، ہر نگاہ بچانا مراد نہیں ہے، آسمان و زمین دیکھو، اپنے ماں باپ کو دیکھو، بیوی کو عشاء سے لے کر فجر تک دیکھو، مگر یہ دیکھنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ رات بھر جاگنے سے تو صحت خراب ہو جائے گی، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حیاء اگر نہ آئے تو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حیا کرو، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجسم تمہارے آنکھوں کے سامنے ہیں اور ان سے محبت طبعی بات ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت طبعی بات ہے تو اے ہمارے نبی! آپ مومنین سے فرما دیجئے کہ اپنی آنکھوں کو بچائیں اور یَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں وَیَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ اور عورتوں کے لیے بھی یہ حکم ہے کہ اپنی آنکھوں کی حفاظت کریں اور وَ یَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، معلوم ہوا کہ جو آدمی نظر کی حفاظت نہیں کرتا اس کی شرم گاہ خطرہ میں رہتی ہے، جب شہوت کا غلبہ ہوتا ہے تو آدمی ذرا نہیں ڈرتا کہ ہم کیسے حرام اور خبیث فعل میں مبتلا ہو رہے ہیں، ایسی کم بختی، بدبختی اور حرام مستی سوار ہوتی ہے کہ اس وقت تمیز ہی نہیں رہتی کہ میں کیا کر رہا ہوں، اس لیے نظر کو بچانا چاہیے، کیونکہ نظر عقل اُڑا دیتی ہے، عورتیں خود آدھی عقل کی ہیں، مگر پوری عقل والوں کی عقل اُڑا دیتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیکھنے سے منع کیا، غیر محرم عورتوں کو مت دیکھو ورنہ کہیں شہوت غالب نہ

ہوجائے، اِدھر بھی غالب ہوجائے اور اُدھر بھی غالب ہوجائے، دونوں میں کشش ہے، دومیگنٹ میں ڈبل کشش ہوتی ہے، اگر دومیگنٹ آمنے سامنے ہوں تو ایک دوسرے سے چمٹ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے نظر کی حفاظت کا حکم دے کر ہم پر رحم فرمایا ہے، یہ حکم دے کر ہماری آبرو کو تحفظ بخشا ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے زِنَا الْعَيْنِ النَّظْرُ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بخاری شریف میں فرمایا کہ نظر بازی آنکھوں کا زِنا ہے تو آنکھوں کا زِنا کرنے والا ولی اللہ ہوسکتا ہے؟ بتاؤ! ولایت کا خواب دیکھنے والے، ولایت کی امید رکھنے والے، اللہ کا ولی بننے کی تمنا اور حوصلہ رکھنے والے، آنکھوں کا زِنا کیوں کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ نظر بازی آنکھوں کا زِنا ہے تو آپ لوگ فیصلہ کر لیجئے کہ جو لوگ عورتوں کو بری نظر سے دیکھتے ہیں تو وہ ولی اللہ ہو سکتے ہیں؟

اب بخاری شریف کے بعد مشکوٰۃ شریف کی روایت پیش کرتا ہوں لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بددعا دے رہے ہیں کہ اللہ لعنت کرے ناظر پر بھی اور منظور پر بھی، یہاں ضمیر متعین نہیں کی تاکہ اس میں سب داخل ہوجائیں، لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی تو اتنے دلائل اور روایتیں جمع کردیں آپ کے سامنے، قرآن کی آیت تلاوت کردی، بخاری شریف کی حدیث بیان کردی، مشکوٰۃ شریف کی حدیث بیان کردی۔ اللہ کی لعنت کے باوجود کوئی ولی کیسے ہوسکتا ہے، جس کی زندگی لعنتی ہو وہ رحمتی زندگی پاسکتا ہے؟ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ نفس بہت شریر ہے، ہر برے کام کی طرف توجہ دلاتا ہے، اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ یہاں مَا ظرفیہ، زمانیہ، مصدریہ ہے، کیا مطلب؟ اَیْ فِيْ وَقْتِ رَحْمَةِ رَبِّيْ جس وقت تمہارے اوپر رحمتِ رب کا سایہ ہوگا "فِيْ" کیا ہے؟ ظرفیت، اور وقت کیا ہے؟ زمانیہ اور رحم ماضی تھا، رحمت مصدر ہے، اَیْ فِيْ وَقْتِ

رَحْمَةِ رَبِّیۡ جب تک تمہارے رب کی رحمت رہے گی تم نفس کے شر سے محفوظ رہو گے، اب بتاؤ! جس پر بدنظری کے وقت اللہ کی لعنت برس رہی ہو، اس نے لعنتی چادراوڑھ لی ہو، اللہ کی لعنت اختیار کرلی ہو، اللہ کی رحمت کا سایہ اس پر سے اُٹھ گیا ہو تو اب وہ نفسِ امارہ کی گود میں ہوگا۔

قرآن قصہ کہانی کی کتاب نہیں ہے، ہدایت کی کتاب ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے اپنے محل میں بلا کر سارے دروازوں پر تالے لگا دیئے اور برائی کی دعوت دی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کو یہ ہدایت نہیں فرمائی کہ زلیخا کے پاس کھڑے رہ کر دعا کرو، فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰہِ وہاں سے بھاگو، حضرت یوسف علیہ السلام وہاں سے بھاگے، جائے فرار پر جائے قرار نہیں ہے، وہاں دعا بھی قبول نہیں ہے، جہاں سے بھاگنے کا حکم ہے وہاں بیٹھ کر دعا مانگی تو آپ نافرمان ہوں گے کہ فرار کے بجائے وہاں قرار کیا، لہٰذا حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس سے فوراً بھاگے اور بھاگتے ہوئے جس دروازہ کے پاس جاتے اس کا تالا ٹوٹ کر گر جاتا۔ جب سب تالے کھل گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی کہ رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ اے میرے رب! مجھے آپ کے راستہ کا قید خانہ اَحب ہے اس چیز سے جس طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں تو جو اللہ اتنا پیارا ہو کہ جس کی راہ کا قید خانہ اَحب ہوتا ہے تو اس کی راہ کے گلستان کیسے ہوں گے؟ جب میں نے یہ بات علماءِ لکھنؤ کے سامنے بیان کی تو وہ عش عش کر اٹھے کہ اللہ تعالیٰ اتنے پیارے ہیں کہ ان کے راستہ کے قید خانے، جانِ یوسف علیہ السلام کو زیادہ محبوب ہیں۔



اب قلب کی صفائی کا مرحلہ ہے، آنکھ کو تو کوئی دیکھ سکتا ہے کہ فلاں بدنگاہی کر رہا ہے، مگر دل میں گندے خیالات کوئی پکائے تو کسی کو خبر نہیں ہے کہ

یہ صوفی ہے یا کوفی ہے، اس لیے:

یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَمَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ

(سورۃ غافر، آیت: ۱۹)

اللہ تعالیٰ آنکھوں کی چوریوں سے باخبر ہے اور جو کچھ تمہارے سینے چھپاتے ہیں اس سے بھی واقف ہے، صدور سے مراد قلوب ہیں تَسۡمِیَۃُ الۡمَحَلِّ بِاِسۡمِ الۡحَالِ یہ مجاز مرسل ہے، مجاز مرسل کیوں استعمال کیا؟ یہ کلام اللہ کی بلاغت ہے۔

تو نظر کی حفاظت کے بعد دوسرا عمل یہ ہے کہ گندے خیالوں سے دل کو بھی محفوظ رکھیے، تیسرا اہتمام یہ ہے کہ ٹخنہ کھولیے، کبھی نہ چھپایئے، ٹخنہ چھپانا حرام ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَمَّا ظَاھِرُ الۡاَحَادِیۡثِ یَدُلُّ عَلٰی تَحۡرِیۡمِ الۡاِسۡبَالِ

احادیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹخنہ چھپانا حرام ہے، یہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ بھی اسی میں ہے، فتح الباری میں ہے کہ اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡبِلِیۡنَ اللہ تعالیٰ ٹخنہ چھپانے والے کو محبوب نہیں رکھتے، اللہ کی محبت سے محرومی معمولی بات ہے؟

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری پنڈلیاں سوکھ گئی ہیں، ٹخنہ چھپانے سے عیب چھپ جائے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرض تو اللہ کی طرف سے ہے، مگر نافرمانی تیری طرف سے ہوجائے گی، ان کو ٹخنہ چھپانے کی اجازت نہیں دی تو بہرحال ٹخنہ چھپانا حرام ہے اور لباس ٹخنہ سے آدھا انچ اونچا ہی ہو کیونکہ سرحدی علاقوں پر بمباری ہوجاتی ہے، سرحد کے قریب بھی نہ رہو، خصوصاً جو لوگ امام ہیں ان کو تو اور بھی احتیاط کرنی چاہیے، تو تین باتیں ہوگئیں۔ اب چوتھی بات کہ ڈاڑھی

ایک مشت رکھو، بعض لوگ ایک مشت سے کم رکھتے ہیں، یاد رکھو! دائیں، بائیں اور سامنے تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، ڈاڑھی کو تیل لگا کر کنگھی کر کے رکھو، یوں نہ رکھو کہ ڈاڑھی جھاڑی کی طرح لگے اور یہ ڈاڑھی کا بچہ جو ہے اس کا بھی رکھنا واجب ہے، ڈاڑھی میں گردن کے بال اگر ڈاڑھی سے فرار اختیار کر رہے ہیں اور نیچے کی طرف جا رہے ہیں تو ان کا بھی قتل جائز ہے کیونکہ یہ فرار کی سزا ہے۔ یہ تو ہو گیا ڈاڑھی کا مسئلہ اور مونچھوں کا مسئلہ یہ ہے کہ مونچھوں کو باریک کرلو۔ شیخ الحدیث اوجز المسالک شرح موطا امام مالک میں جو ۱۴ جلدوں میں ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مونچھوں کے بالوں کو اتنا باریک کرتے تھے کہ دور سے کھال کی سفیدی نظر آتی تھی، اس لیے مونچھوں کو بھی باریک کرنا چاہیے، البتہ اگر اوپر والے ہونٹ کا کنارہ کھلا ہو تو تھوڑی تھوڑی مونچھیں رکھنا بھی جائز ہے، مگر افضل یہی ہے کہ باریک کرلو۔ اب بیان ختم ہوا، اس وقت یہ چار مضمون بیان کرنے ضروری تھے۔

آخر میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، قرآن کا حکم ہے، قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، اس لیے اللہ کے واسطہ اپنی آنکھوں کی حفاظت کیجئے، نامحرم عورتوں کو مت دیکھیے، اللہ دیکھنے والا ہے، اللہ حساب لینے والا ہے، اپنے قلب کی حفاظت کیجئے، ہمارا دل اللہ کے سامنے آفتاب کی طرح کھلا ہوا ہے، وہ دل کے ہر بھید کو جانتے ہیں ؎

چوریاں آنکھوں کی اور سینے کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

بس جس کو اللہ کو حساب دینا ہے، اس کو سب ہاتھ پیر شریعت کے

مطابق رکھنے ہوں گے، قرآن شریف، بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف سب سے ثابت ہے، لہٰذا اپنی آنکھوں کو غلط جگہ مت ڈالیے، کتنی ہی حسین عورت ہو کہہ دو کہ میں اللہ کا حکم نہیں توڑوں گا، اپنا دل توڑ دوں گا، اپنا دل توڑ دیجئے، اللہ کا حکم نہ توڑیئے ورنہ اگر اللہ انتقام لینے پر آجائے تو آپ کو کہیں کا نہیں چھوڑے گا، بس اپنی خواہشوں کا خون کر لیجئے، چند دن کی محنت ہے، پھر جنت میں آپ کی بیویاں یعنی مسلمان عورتیں، حوروں سے زیادہ خوبصورت کر دی جائیں گی، چاہے یہاں لنگڑی لولی، چپٹی ناک والی اور کالی کلوٹی ہی کیوں نہ ہو۔



۷؍صفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۹؍اپریل ۲۰۰۲ء بروز جمعہ

مجلس بعد سیرِ صبح در پارک ڈربن

غیر فانی اور لذیذ غم

ارشاد فرمایا کہ غمِ جاناں حاصل کرو یعنی اللہ کی محبت کا غم حاصل کرو، ان کی توجہ اور ان کا کرم حاصل کرو، صرف اللہ کی محبت کا غم لذیذ اور دائمی ہے باقی سارے غم عارضی اور دردِ سر ہیں۔ عارف شاعر کہتا ہے ؎

عارف غمِ جاناں کی توجہ کے تصدق
ٹھکرا دیا وہ غم جو غمِ جاوداں نہ تھا

میں نے اس غم کو ٹھکرا دیا جو غم ہمیشہ کا نہ تھا، عارضی و فانی تھا۔ آج بیس سال کی لڑکی کا غم ہے کہ اس کی یاد میں رو رہے ہیں، رات کو تارے گن رہے ہیں مگر جب وہ پچاس سال کی بڈھی ہوگئی، ستر، اسی سال کی ہوگئی تب اس کا غم کس کو رہتا ہے؟ یہاں تک کہ عاشق و معشوق کو بھی ایک دوسرے کا غم نہیں

رہتااور اگراس غم کو باقی رکھنا چاہیں تو اس پر قادر نہیں رہتے مثلاً جب دونوں کی گردن ملنے لگی، عاشق کی گردن اور معشوق کی گردن تو دونوں ہمیں معانقہ کر کے دکھا دیں۔ ایک کا اثبات ہوگا تو دوسرے کی نفی ہوگی، ایک ایسے کرے گا تو دوسرا ایسے کرے گا (حضرت والا نے ہاں اور نہیں کے انداز میں گردن ہلا کر بتایا) دونوں کی گردن مل نہیں سکتی، معانقہ بھی گیا۔ ایسا فانی غم ٹھکرانے ہی کے قابل ہے۔ اللہ کی محبت کا لازوال غم حاصل کرو جو دونوں جہان کی لذتوں سے زیادہ لذیذ ہے، غیر محدود ہے، غیر فانی ہے جس کی لذت میں کبھی زوال نہیں آتا۔ (صفحہ ۱۲۷)



موقعِ فرار پر دعا کے لیے بھی قرار جائز نہیں

ایک مسئلہ بتاتا ہوں کہ عزیز مصر کی بیوی نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کو ورغلایا کہ یہ گناہ کرو، ورنہ میں تم کو جیل میں ڈال دوں گی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے سجدہ میں گر کر دعا نہیں مانگی بلکہ وہاں سے فوراً بھاگے معلوم ہوا کہ موقع فرار پر موقع قرار جائز نہیں ہے کہ وہاں بیٹھ کر دعا کرو۔ بعض لوگ اسی معشوق کے پاس بیٹھ کر روتے ہیں اور دعا کرتے ہیں، نتیجہ یہ نکلا کہ دعا کرنے کے بعد منہ کالا کر لیا۔ شیطان بہت چالاک ہے، جس دن بندہ کو زیادہ روتے ہوئے دیکھتا ہے اس دن اور زیادہ گناہ کراتا ہے۔ کہتا ہے آج تو بہت رو چکے، پچھلے پاپ سب دُھل گئے، پچھلا حساب صاف ہو گیا، چلو آج نیا بازار لگائیں۔

جب گناہ کے اسباب پیدا ہو جائیں تو یہ موقع فرار ہے وہاں سے فرار واجب ہے:

فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ اَیْ فَفِرُّوْا عَمَّا سِوَی اللہِ اِلَی اللہِ

(التفسیر الخازن، سورۃ الذاریات، آیت:۵۰)

غیر اللہ سے اس وقت بھاگنا فرض ہے، وہاں بیٹھ کر اس وقت دعا مانگنا قرآن کی روشنی میں جائز نہیں ہے، جہاں ہر طرف میگنٹ (مقناطیس) لگے ہوں وہاں اُٹھنّی بیٹھ کر دعا کرے کہ یا اللہ میں نہ کھنچوں تو دعا مانگنے کے باوجود میگنٹ کھینچ لے گا۔ پہلے بھاگو، بھاگنے کا حکم بھی تو اللہ ہی کا ہے کہ نامناسب موقع سے بھاگو، وہاں بھاگنا عبادت ہے، بھاگنا فرض ہے، بھاگنا مرضی الٰہی ہے، منشاء الٰہی ہے کہ تیزی سے بھاگو، ورنہ حسن کے میگنٹ تمہیں کھینچ لیں گے، میگنٹ بھی تو اللہ ہی کا ہے، انہوں نے حسن کے میگنٹ لگا رکھے ہیں اور بھاگنے کا حکم بھی وہی دے رہے ہیں لہٰذا ان کے حکم پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ پس جہاں موقع فرار ہو وہاں سے فرار واجب ہے، قرار جائز نہیں ہے خواہ بصورتِ دعا ہو، فرار کے وقت بھاگتے ہوئے جو کچھ کہہ سکو کہ یا اللہ! مدد فرما، یہ صحیح ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھاگے تھے، بھاگنے سے تالے ٹوٹے ہیں، اللہ نے مدد کی اور بھاگنے کا انعام مل گیا، تالے خود بخود کھل گئے۔ پس جو انبیاء علیہم السلام کا عمل ہے اس کی نقل امت پر واجب ہے، یہ سبق بہت ضروری ہے آج ضروری سبق دیئے گئے ہیں۔ حضرت والا نے مولانا منصور صاحب سے فرمایا کہ اس کو بھی بیان کردیجئے۔ مولانا نے انگریزی میں ترجمہ فرمایا۔

پھر فرمایا کہ حسن میں بھی کشش ہے اور عشق میں بھی کشش ہے، دونوں پاس رہیں گے تو بچ نہیں سکتے، ایک دوسرے سے لپٹ جائیں گے اس لیے فرار واجب ہے کہ محاذات سے الگ ہوجاؤ تو میگنٹ کا تعلق ختم ہوجائے گا، جب آمنے سامنے نہ رہیں گے، دُور رہیں گے تو میگنٹ کیا کرے گا؟ دُور رہنے

سے اس کے دائرۂ کشش میں نہ آئیں گے اور میگنٹ کچھ نہ کر سکے گا، اٹھنی میگنٹ کے سامنے رہے گی تو ناچتی رہے گی، میگنٹ کی طرف کھنچتی رہے گی اور جب اس کے محاذات سے ہٹ جائے گی تو اس کے اثر سے بچ جائے گی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے میگنٹ کے محاذات سے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھگا دیا۔ اس لیے بھاگنا فرض ہے، چاہے بھاگتے ہوئے دعا کرتے رہو لیکن وہاں دعا کے لیے بھی رُکنا جائز نہیں۔ قدم فرار کے مضبوط رہیں، اگر قدم فرار کے مضبوط نہ ہوئے تو میگنٹ غالب ہو جائے گا، فرار اختیار کرنا واجب ہے، جو لوگ گناہ میں مبتلاء ہوتے ہیں ان کا فرار کمزور ہوتا ہے، اگر ہمت کر کے بھاگ جائیں تو میگنٹ کیا کرے گا؟ لہٰذا اس کو یاد رکھو کہ گناہ کے موقع سے فرار واجب ہے، اس وقت نہ بھاگنا اور آنسو بہانا، رونا، دھونا سب بیکار ہو جائے گا۔ اس وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی کام نہیں کرے گا۔ فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ کا حکم نصِ قرآن ہے جو نصِ قرآن پر عمل نہ کرے، اس کا مبتلاء ہو جانا کیا بعید ہے۔ یہ باتیں بہت اہم ہیں۔ (صفحہ ۷۰۔۷۲)